تفہیم
PUBLICATIONS

ہمدم کاشمیری: ایک مطالعہ

مرتبہ: نسیم اختر

ہمدم کاشمیری کی غزلوں میں سادگی
ہ زندگی کے وہ اوراق قلم بند ہوئے
سے روز سابقہ ہوتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی
ں بڑی بڑی باتیں کہنے کا ہنر انہیں
ہے۔ ہمدم کی غزلوں میں ذات و
کے اسرار بھی ملتے ہیں اور وقت و
ں پیچیدگیاں اور ستم ظریفیاں بھی۔
ی ۶۰ کی دہائی کے بعد ان چند شعرا
وتے ہیں جنہوں نے بہت کم لکھا
خوبصورت لکھا۔

شمیم حنفی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srina

محبت اور دعاؤں کے ساتھ
عزیزی سلیم ساکت کے لئے
[illegible] کاشمیری
[illegible]
۲ر جولائی ۱۸ء

بدر کاشمیری : ایک مطالعہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہمدم کاشمیری : ایک مطالعہ

مرتبہ

نسیم اختر

ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی ۶

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

© جملہ حقوق بحقِ ہمدم کاشمیری محفوظ

HAMDAM KHASHMIRI: EK MUTALA

Edited by

Naseem Akhtar

Year of Edition 2018
ISBN 978-93-87829-52-7

₹ 400/-

نام کتاب	:	ہمدم کاشمیری: ایک مطالعہ
مرتبہ	:	نسیم اختر
نگران	:	روشن خیال خان
سرورق	:	تفہیم
طبع اول	:	۲۰۱۸ء
تعداد	:	۵۰۰
قیمت	:	۴۰۰ روپے
زیر اہتمام	:	تفہیم پبلی کیشنز، راجوری (جموں و کشمیر)
زیرِ طبع	:	روشان پرنٹرس، دہلی۔۶

ملنے کے پتے

☆ شب خون کتاب گھر، الہ آباد ☆ ہمدم کاشمیری، خان محل، باغات برزلہ، سرینگر

☆ تفہیم پبلی کیشنز، راجوری (جموں و کشمیر)

Published by

EDUCATIONAL PUBLISHING HOUSE

3191,Vakil Street, Kucha Pandit, Lal Kuan, Delhi-6(INDIA)
Ph : 23216162, 23214465, Fax : 0091-11-23211540
E-mail: info@ephbooks.com,ephindia@gmail.com
website: www.ephbooks.com

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

انتساب

شمس الرحمٰن فاروقی

اور

ظفر اقبال

کے نام

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

زنجیر

مضامین :

ہمدم کاشمیری کی غزلیں	شمس الرحمٰن فاروقی	10
بھنور میں دریا	پروفیسر شکیل الرحمٰن	12
مرا لہو رواں ہوا ہے کس گلاب کے لئے	عرفان صدیقی	14
دھوپ لہو کی: ایک مطالعہ	پروفیسر قدوس جاوید پروفیسر مجید مضمر	19
غزل کا رمز شناس: ہمدم کاشمیری	سید رضا	25
ہمدم کاشمیری: وادی کی جدید آواز	دیپک بدکی	37
ہمدم کاشمیری کا شہرِ غزل	ڈاکٹر شفق سوپوری	45
ہمدم کاشمیری ایک غمزدہ آواز	ارمان نجمی	57
انسانی قدروں کا پاسدار شاعر: ہمدم کاشمیری	جاوید انور	69
اک طرزِ جہاں بینی۔ اک طرزِ سخن فہمی خوش فکر شاعر: ہمدم کاشمیری	سکندر مرزا	75

تبصرے :

دھوپ لہو کی	محمود ہاشمی	85
ہمدم کاشمیری کا ''ورق سادہ''	فضیل جعفری	88

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

○ دھوپ لہو کی	بشر نواز	91
○ ہمدم کاشمیری کا ''ورق سادہ''	سید ارشاد حیدر	93
○ ورق سادہ	ڈاکٹر منظر اعجاز	98
○ دھوپ لہو کی	ملک زادہ منظور	102
○ دھوپ لہو کی	ڈاکٹر احمد امتیاز	104
○ ورق سادہ	آغا نہال احمد شاہ	107
○ دھوپ لہو کی: ہمدم کاشمیری	محمد متین ندوی	111

تاثرات :

○ بلراج کومل، وارث کرمانی، ندا فاضلی، حبیب الحق، رفیق الزماں،		114
○ ہمدم کاشمیری کی غزلیں :		120
○ ہمدم کاشمیری: ایک مطالعہ	سید شبیب رضوی	179

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مضامین

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

شمس الرحمٰن فاروقی

ہمدم کاشمیری کی غزلیں

ہمدم کاشمیری کا نام میں نے سب سے پہلے عرفان صدیقی مرحوم سے سنا تھا۔ وہ ان کی غزل گوئی کی مداح تھے۔ پھر میں نے عرفان مرحوم ہی کی وساطت سے ہمدم کاشمیری کا کچھ کلام منگوایا تو میں نے دیکھا کہ ہمدم کاشمیری واقعی اس توصیف کے مستحق ہیں جو میں نے عرفان صاحب کی زبان سے سنی تھی۔

اس کے بعد ہمدم کاشمیری کی غزل ''شب خون'' کے صفحات کی زینت اکثر بننے لگی۔ ان کا کلام عام طور پر اہل ذوق حلقوں میں پسند کیا جانے لگا۔ شب خون کے چہل سالہ انتخاب میں ان کی دو غزلیں شامل ہوئیں۔ دونوں ان کے خاص رنگ کی ہیں۔ یعنی دنیا اور اہل دنیا کے کاموں کے ساتھ دنیا ساز کے بھی کاموں پر ایک طرح کی طنزیہ، کچھ خفیف سی مسکراتی ہوئی، کچھ بے بسی کا اظہار کرتی ہوئی نگاہ، جس میں یہ احساس بھی شامل ہے کہ ہنس کر بولنا اور اپنی عافیت منانا ہی سب سے بہتر طریق کار ہے۔ انتخاب میں شامل غزلوں کے دو شعر ہیں :

جہاں انساں تھا مشت استخواں رکھا ہوا ہے　　خدا کا شکر ہے کچھ تو نشاں رکھا ہوا ہے
تم نے بھی چھپایا ہے ہم سے کئی باتوں کو　　ہم نے بھی تمہیں خط میں لکھا تو نہیں سب کچھ

ان اشعار کا لہجہ اگر بے تکلف اور برجستہ نہ ہوتا تو یہ شعر کلبیت کا حامل ٹھہرتا۔ ہمدم کاشمیری کی یہی خوبی انہیں اپنے معاصروں میں ممتاز کرتی ہے۔ وہ حیات انسانی اور اس کو طرح طرح سے آزمانے اور کاٹنے کچلنے والی کائنات کی سب اداؤں سے واقف ہیں۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

انہیں آج کی دنیا میں انسانی صورت حال اور صورت حال میں پیوست اور ژولیدہ خود اپنی صورت حال کا احساس تخیلاتی سطح پر ہے، صرف اطلاعاتی یا معلوماتی یا علمیاتی سطح پر نہیں۔ لیکن وہ شاکی نہیں نظر آتے، نہ ہی وہ ہاتھ پاؤں ڈال کر غزل کے عام شاعر کی طرح منفعلانہ رویہ اختیار کرتے ہیں۔ ان کے یہاں احساس کی شدت بے معنی احتجاج نہیں بنتی۔ عام درجے کا شاعر احتجاج کو سب کچھ سمجھے گا، لیکن ہمدم کاشمیری خوب جانتے ہیں کہ احتجاج کو تخیل کی زبان میں نہ ادا کریں تو شعر محض بیان بن کے رہ جاتا ہے۔

ہمدم کاشمیری نے خاموشی سے اپنی جگہ بنالی ہے۔ جوڑ توڑ اور دوستوں سے فائدہ اٹھانے، بلکہ انہیں استعمال کرنے کا جو کلچر آج اردو تہذیب پر کم وبیش چھایا ہوا ہے، ہمدم کاشمیری اس سے بالکل الگ ہیں۔ مجھے ان کی یہ بات اس لیے بھی اچھی لگتی ہے کہ اس طرح ان کی غزل کا توانا اور غیر منفعل لہجہ بالکل سچا اور داخل شخصیت کا اظہار معلوم ہوتا ہے۔

آج کشمیر جس بلا میں مبتلا ہے اس سے گذرنے والے ہر شاعر کے کچھ لگے بندھے مضامین ہیں۔ گذشتہ دو دہائیوں سے انہیں مضامین کا اعادہ کر کے لوگ غزل گو بن جاتے ہیں۔ یہاں بھی ہمدم کاشمیری کی غزل اوروں میں ممتاز اور نمایاں نظر آتی ہے۔ انہوں نے غزل کے وسیع تر موضوعات اور مضامین کو اختیار کیا ہے۔ زبان کی شستگی اور درستی کا پورا لحاظ کرتے ہوئے ان کی غزل جدید غزل کی نمایاں نمائندہ معلوم ہوتی ہے۔

اب یہ بات ہم سب سمجھتے ہیں کہ غزل کہنا جتنا آسان ہے، اچھی غزل کہنا اس سے زیادہ مشکل ہے۔ غزل میں نیا رنگ پیدا کرنے کی کوشش میں اکثر صرف نثریت ہاتھ آتی ہے۔ ہمدم کاشمیری کی غزل نئے پن کے ساتھ اس انداز کی حامل ہے جس میں حال کا رشتہ ماضی کے ساتھ برقرار رہے۔ پہلے زمانے میں جو مضامین عام تھے، انہیں نظر انداز کریں اور پھر ایسی غزل کہیں جو پرانی غزل کا مزہ رکھتی ہو، یہ ہمدم کاشمیری کا کارنامہ ہے۔

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

پروفیسر شکیل الرحمٰن (بابا سائیں)

بھنور میں دریا

جب بھی کوئی اچھی غزل پڑھتا ہوں یا غزل کا کوئی خوبصورت شعر دل کو چھو لیتا ہے تو مجھے شہد کی مکھی یاد آتی ہے جو مختلف پھولوں پر بیٹھتی ہے، جو پھول اُسے رس دیتے ہیں انہیں پیار کر کے اُڑ جاتی ہے، جو پھول رس چوسنے دیتے ہیں ان پر پہلے دکھائی نہ دینے والی ہلکی ہلکی خراشیں پڑ جاتی ہیں جو ملن کی خواہش اور پیار کی نشانی ہوتی ہے، رس پا کر شہد کی مکھی دوسرے پھولوں پر چلی جاتی ہے۔ غزل کا شاعر عمدہ تجربوں کے رسوں سے کچھ اسی طرح سچی مٹھاس حاصل کرتا ہے، کبھی ایک شعر کبھی چند اشعار سے کبھی پوری غزل سے سچی مٹھاس اُسی وقت ملتی ہے جب کوئی تجربہ شاعر کے احساس اور جذبے میں جذب ہو کر اپنا رس عطا کرتا ہے۔ شاعر کو جو جمالیاتی انبساط حاصل ہوتا ہے وہ ایسی تخلیقی عمل سے ہوتا ہے کہ جس سے جمالیاتی تجربہ خلق ہوتا ہے۔ کوئی تجربہ جمالیاتی تجربہ بن جاتا ہے پھر تجربے کے رس کی لذت سے پورا وجود سرشار ہو جاتا ہے۔ ہمدم کاشمیری کے اشعار سے اکثر تجربوں سے کشید کیا ہوا رس ملتا ہے۔ مثلاً :

میرے آئینے میں خود میرے سوا — کوئی صورت نظر آئی تھی کبھی
قتل میرا ہی ہوا ہے ہمدم — ہاتھ بھی خون سے تر میرا ہے
سوچتا ہوں کہ کہاں ٹیک لگا کر بیٹھوں — مجھ کو خود اپنی ہی دیوار سے ڈر لگتا ہے
وہ کون تھا جو ہاتھ ملا کر نکل گیا — برپا حصارِ جسم میں کہرام کیوں ہوا
میری ہی داستان لکھی تھی ورق ورق — میرا ہی کوئی ذکر کسی باب میں نہ تھا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

غزل کے اچھے شاعر کی طرح ہمدم کاشمیری بھی مختلف تجربوں کو اپنے احساس اور جذبے سے قریب تر کرتے ہیں جس حقیقت یا تجربے سے متاثر ہوتے ہیں، اس کی مٹھاس یا شیرینی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پھر اپنے احساس اور جذبے کا رنگ و آہنگ عطا کر کے اُسے پرکشش جمالیاتی تجربہ بنا دیتے ہیں۔

ہندوستانی جمالیات کی ایک اصطلاح ہے پرتیبھا (Pratibha) مفہوم ہے اچانک چراغاں ہو جانا، ہوتا یہ ہے کہ بعض اشعار سے محسوس ہوتا ہے جیسے لفظوں سے کچھ آگے کہنے کی کوشش ہوئی ہے، مصرعوں کے اندر ایسی کشش پیدا ہو جاتی ہے جو ذہن کو معنی کی وسعت اور گہرائی تک لے جاتی ہے، احساس کی شدت آہستہ آہستہ بڑھنے لگتی ہے اور پھر اچانک چراغاں کی جیسی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، اس سلسلے میں ہمدم کاشمیری کے مندرجہ ذیل اشعار پر غور فرمایئے :

کون آیا ہے اس خرابے میں　　روشنی ہے کہیں بدن میں بہت
پھڑ پھڑانے کی آرہی ہے صدا　　کون بے چین ہے بدن میں بہت
کوئی آواز کیوں نہیں آتی　　ہُو کا عالم ہے کیوں بدن میں بہت
آئینے میں تلاش کیا کر لوں　　عکس غائب ہوا ہے پہلے ہی
سارا جہاں گھوم کے آیا ہوں آخرش　　پوشیدہ کائنات ملی اک حباب میں

ہمدم کاشمیری اس دور کے ایک ایسے نمائندہ شاعر ہیں کہ جن پر نظر ٹھہر جاتی ہے اور دیر تک رکے ہم ان کا کلام پڑھتے رہتے ہیں۔ ہمدم نے کلاسیکی شاعری کی روایات سے بھی رشتہ قائم کر رکھا ہے اور جدید عہد کے تجربوں کے آہنگ سے بھی، غزلیں خطابت سے پاک ہیں، جو ڈکشن ہے اس میں نثریت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ یہ ضرور ہے کہ غزل کا ڈکشن زیادہ سے زیادہ غنائیت کا تقاضا کرتا ہے، مجھے یقین ہے ہمدم کاشمیری کی غزلیں عصری کرب و آگہی سے اور قریب ہوں گی اور تجربوں کے بطن سے جو روشنی پیدا ہوگی وہ عمدہ غنائی کیفیتوں کے ساتھ زیادہ سے زیادہ متاثر کرے گی۔ میں بھنور میں 'دریا' دیکھ رہا ہوں۔

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

عرفان صدیقی

مرا لہو رواں ہوا ہے کس گُلاب کیلئے

'دھوپ لہو کی' ہمدم کاشمیری کے کم وبیش چالیس سال پر محیط شعری سفر کا ماحصل ہے۔ کسی ایسے شاعر کے لئے جس کی تخلیقات ۱۹۵۸ء سے (جب ان کی غزل 'پگنڈنڈی' امرتسر میں شائع ہوئی) ملک کے وقیع ادبی جریدوں میں شائع ہوتی رہی ہوں اور اچھی اور سچی شاعری کے قدر شناسوں کی توجہ اور تحسین حاصل کرتی رہی ہوں، پہلے مجموعے کی اِشاعت میں تقریباً چار دہائیوں کا وقفہ باعث تعجب ہوسکتا ہے لیکن جو لوگ ان سے ذاتی طور پر واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ اس تاخیر، یا تکلف میں ان کے مزاج کی درویشانہ اُفتاد اور تشہیر سے گریز کا بھی دخل ہے اور اُن کے اِس تخلیقی رویے کا بھی کہ وہ تجربے اور واردات کو اپنے اندروں میں پوری طرح جذب کئے بغیر اِس کا اظہار نہیں کرتے۔ اِن تمام برسوں میں اپنے کلام اور اب اپنے مجموعۂ کلام کی اِشاعت میں اُن کا یہی روّیہ کارفرما رہا ہے۔ انہوں نے گزشتہ نصف صدی کے دوران اُبھرتے اور ڈوبنے والے مختلف شعری اور ادبی رجحانات کے ساتھ سفر طے کیا ہے اور غزل کے نو بہ نو رنگوں، لہجوں اور رویّوں کے درمیان اپنی شاعری کی انفرادی شناخت دریافت کی ہے اِس فنکارانہ ریاض کا ثمرہ یہ ہے کہ کم کم لکھنے اور رُک رُک کر چھپنے کے باوجود اُن کی غزل نے جیسا کہ سچی شاعری کا خاصہ ہے دلوں اور ذہنوں پر اپنا نقش قائم کیا ہے۔

ہمدم کاشمیری کی شاعری کے مطالعے سے طرزِ فکر اور پیرایۂ اظہار دونوں سطحوں پر اُن کے انفرادی عناصر نمایاں ہوئے ہیں۔ اسلوب میں اُن کی تازی کاری، الفاظ کی قوت

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مناسب اور معنویت سے اُن کی گہری آشنائی، غیر پیچیدہ اور شفاف بیان اور خوبصورت تہہ دار ترکیبوں کو برتنے کے سلیقے سے عبارت ہے تو فکر و احساس کے زاویے سے یہ شاعری اپنے تخلیقی ردِّعمل کی ندرت، اپنی انسانی دردمندی، اپنے گداز اور صداقت سے متاثر کرتی ہے۔

اُبھرتے ڈوبتے رہتے ہیں ہم کہ پُرکھوں نے — بنائے آب پہ شاید مکاں بنایا ہے
کہاں کہاں نہ ہوئیں خون سے تر بتر آنکھیں — جہاں بھی عرصۂ ناساز گار تھا، میں تھا
میں یوں ہی بیکار زد میں آگیا ہوں — خس کسی کا ہے شرر میرا نہیں ہے
خیر مقدم کیلئے دریا نے — موج رکھی ہے بھنور سے پہلے

دنیا کو دیکھنے، سمجھنے اور اُس کے پیچ در پیچ پہلوؤں کو بیان کرنے کا اُن کس مخصوص انداز ہم عصر غزل کی نمایاں لفظیات کے اِشتراک کے باوجود دوسروں سے جدا پہچانا جاسکتا ہے اور یہ انداز الفاظ و تراکیب کی بلند آہنگی سے زیادہ محسوسات کی شدت پر قائم ہے۔

انسانی زندگی کی سچائیاں دوسرے ہم عصر شاعروں کی طرح ہمدم کا بھی موضوعِ سخن ہیں لیکن ہر تجربے سے دوچار ہونے کے بعد اُن کا منفرد ردِّعمل اپنے پیرایۂ اظہار اور اپنی فکری گہرائی کی بدولت معنی خیز اور خیال انگیز شاعری کا پیکر اختیار کرتا ہے۔ حیرت، تجسّس، اندوہ، اُمید کی جھلکیاں اُن کی غزل کے منظر نامے کی تکمیل کرتی ہیں۔ وہ اپنے ڈِکشن سے مرعوب نہیں کرتے بلکہ اپنے شعری تجربوں کی صداقت اور اپنے دل کے گداز سے متاثر کرتے ہیں۔

ہر طرف زور ہے پانی کا یہاں لگتا ہے — ڈوبنے کیلئے آئے تھے شناور اپنے
حقیقتوں کا کبھی سامنا ہوا ہی نہیں — کہیں پہ خواب کہیں پر سراب دیکھے ہیں
جو سوچتا ہوں کبھی کانپ کانپ اُٹھتا ہوں — وہ اعتراف جو پایانِ کار کرتا ہے

جدید غزل کے عنوان سے پہچانی جانے والی غزل کا سلسلہ عموماً چھٹی دہائی کے آغاز سے قائم کیا جاتا ہے اور ہمدم نے اسی دور کے ابتدائی حصے سے اپنی غزل کا ایک نیا اور تازہ کار لہجہ اختیار کیا البتہ انہوں نے سامنے کی صف میں جگہ پانے کے لئے کوئی باضابطہ کوشش نہیں کی۔ لیکن اس گوشہ نشینی کے باوجود ہم عصر جدید غزل کے ابتدائی قافلے میں اُن

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کی شرکت ارباب نظر پر روشن رہی ہے۔ مظہر امام اپنے مضمون ''جموں و کشمیر میں اردو شاعری کا نیا مزاج'' (مطبوعہ سہ ماہی 'جہات' سرینگر، جنوری۔ مارچ ۲۰۰۰ء) میں لکھتے ہیں:

''ہمدم کاشمیری ہر چند حامدی سے قبل نئے مزاج سے آشنا ہو چکے تھے لیکن وہ شعر و ادب کی راہ میں ثابت قدم نہیں رہے اور اس لئے اُن کے نام اور کام سے کم ہی لوگ آشنا ہیں۔۔۔۔۔ ہمدم کاشمیری نے خود کو مشہور ہونے کا زیادہ موقع نہیں دیا۔ ویسے وہ ۶۰ء سے کچھ پہلے ہی نئے رنگ میں شعر کہنے لگے تھے۔ ناصر کاظمی اور مجید امجد کی شاعری کو انہوں نے جزِ جاں بنایا تھا اور وہ اردو ادب کے آنگن میں آتی ہوئی تازہ ہواؤں سے آشنا تھے۔ ممبئی کے دوران قیام میں انہیں بڑے شہر کی بے چہرگی کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ اُن کی شاعری اپنی ذات اور اپنے عہد کے واقعی تجربے کا اظہار ہے۔۔۔۔۔''

مظہر امام کا یہ اظہار خیال ہمدم کی شاعری کے حوالے سے مجموعی طور پر درست ہے۔ البتہ یہاں ایک بات کہنے کی یہ ہے کہ ہمدم کی تشہیر گریزی سے جدید غزل کے ساتھ ان کے گہرے اور سچے ربط و تعلق کی اہمیت کم نہیں ہوئی اور گزشتہ تقریباً ایک دہائی کے دوران تو اُن کی تخلیقات ملک کے اہم ادبی جراید میں خاصی باقاعدگی سے نظر آ رہی ہیں اور انہوں نے جدید غزل کے ایک معروف اور معتبر شاعر کی حیثیت سے اپنی جگہ بنائی ہے۔ درمیانی مدت میں چند برسوں کی خاموشی کے وقفے کے بعد لکھنو میں تین چار سال ان کے دوران قیام ان کی شاعرانہ توانائیاں پھر بیدار ہوئیں اور گزشتہ عارضی خاموشی کی تلافی ہوئی۔ کلاسیکی شاعری کے وسیع مطالعے کے ساتھ ساتھ ہم عصر شعری رجحانات اور فکر تازہ سے ان کی گہری آگاہی ان کی فطری شاعرانہ صلاحیتوں کو محکم کیا ہے۔ ناصر کاظمی، مجید امجد، عزیز حامد مدنی، منیر نیازی، شکیب جلالی، بانی اور ظفر اقبال وغیرہ کا انہوں نے گہرا مطالعہ کیا ہے اور انہیں نئے رجحانات کے سائے کے انداز کی پرچھائیوں سے بچایا ہے۔ اُن کے یہاں نہ ابہام پیدا کرنے کی کوشش ہے، نہ سطحی حسن کاری۔ یہ خیال اور جذبے کے سچے، سہج

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اور فطری اظہار کی شاعری ہے اور تہ داری اور معنی خیز سے مالا مال۔ کرب تنہائی، احساس محرومی، بے چہرگی، رشتوں کی شکست کا اندازہ جیسی عصری سچائیاں ان کا بھی موضوع سخن ہیں لیکن ان کی غزل صرف شاعر کی ذات کے زنداں میں اسیر نہیں رہ جاتی اور اس کا رشتہ دردمندی کی بنیاد پر انسانوں سے استوار رہتا ہے۔ گلابوں کیلئے ان کے لہو کا رواں ہونا ان کی شاعری کا بہت معنی خیز استعارہ ہے۔

راہ چھوٹ گیا ہے دشت نوردی ہمدمؔ — اور اب جا کے ہوئی ہے کہیں تعمیر مری
ہر ایک سمت یہاں صرف پیاس بہتی ہے — کبھی جو غور سے آبِ رواں کو دیکھتا ہوں
اب یہاں کس سے کرے کوئی شکایت ہمدمؔ — شہر اپنا ہے، جنوں اپنا ہے، پتھر اپنے
دیکھتی ہی رہ گئیں پرچھائیاں — اور کوئی گھر میں داخل ہوگیا

ہمدم کاشمیری کی غزل کے کینوس کو دیکھتے ہوئے انہیں محض کشمیر کے علاقائی پس منظر سے متعلق کر کے دیکھنا اور وہاں کے ہم عصر اردو شعرا سے ان کے موازنے تک محدود رہنا مناسب نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ شاعری جدید غزل کے وسیع تر منظر نامے کا قابل قدر حصہ ہے اور اسی حوالے سے یہ اپنے مطالعے کا تقاضا کرتی ہے۔ کشمیر میں انسانی زندگی کے دُکھ درد، مایوسیاں اور امیدیں یقیناً ہمدم کی غزل میں بڑی دردمندی اور صداقت کے ساتھ نمایاں ہوئی ہیں مگر یہ بات بھی ذہن میں رکھی جانی چاہئے کہ دنا کے کسی خاص علاقے میں انسانوں پر جو کچھ گذرتی ہے اُسے پوری دنیا کی انسانی واردات سے الگ کر کے نہیں دیکھا جاسکتا۔ انسانی دکھ درد کا یہی عالمی تناظر ہمدمؔ کی غزل کے آفاق کی توسیع کرتا ہے۔

یہاں صحرا، وہاں دریا دھواں ہے — ادھر ٹھہرا، ادھر بہتا دھواں ہے
مرا بدن تمام زخم ہے مگر یہ سوچیے — مرا لہو رواں ہوا ہے کس گلاب کیلئے
کوئی شعلہ چنار سے نہ اُٹھا — زرد اشجار ہوگئے کیسے
ہمدمؔ کرم نہیں ہے یہ اہل ستم کا کیا — سر چھوڑ کر غریب کی دستار لے گئے
کب آئے تھے جنگل چھوڑ کے بستی میں — ہم کو دورِ نقلِ مکانی یاد نہیں
اسی کی کھوج میں گُم ہوچکی ہے دھوپ ساری — وہ اک سایہ جو زیرِ سائباں رکھا ہوا ہے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اپنی ذات کے کرب کا رشتہ دوسرے انسانوں کے دُکھ درد سے استوار رکھنا اور اپنی واردات کو نوعِ انسانی کی واردات کا حصہ بنا کر دیکھنا بڑا ہنر ہے اور یہ ہنر جب اثر انگیز پیرایۂ اظہار میں ڈھلتا ہے تو ''دھوپ لہو کی'' جیسی شاعری سامنے آتی ہے۔ ہمدم کی معنی خیز، خوبصورت، پُر تاثیر اور خیال انگیز شاعری کے اس مجموعے کا خیر مقدم ہے۔

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

پروفیسر قدوس جاوید، پروفیسر مجید مضمر

دھوپ لہو کی : ایک مکالمہ

ہر ایک بزم میں لگتا ہے نغمہ خواں ہمدمؔ
ہر ایک شعر میں وہ تازہ تر دکھائی دیا

ہمدم کاشمیری اردو کے معتبر شاعر بلکہ چاہئے کہ کہنہ مشق شاعر ہیں۔ انہوں نے اپنے شعری سفر کا آغاز آدھی صدی ادھر ۱۹۵۸ء میں کیا جب ان کی غزل ''پگڈنڈی'' امرتسر میں شائع ہوئی تھی۔ اس آدھی صدی کے دوران جہاں دوسرے شعراء نے درجنوں مجموعے شائع کروائے وہاں ہمدم کاشمیری اپنا ایک مجموعہ حال ہی میں لے آئے جس کا عنوان ''دھوپ لہو کی'' ہے۔۔۔۔۔۔۔ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ ۶۱ غزلوں پر مشتمل یہ مجموعہ آدھی صدی کے عرصہ کے بعد شائع ہوا لیکن اس کی بھی ایک وجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ ہمدم کاشمیری بنیادی طور پر بڑا منکسر المزاج ہے اور یہ انکسار جو ہے وہ تشہیر کا تقاضا نہیں کرتا۔ وہ خود کہتے ہیں:

لکھا تھا جو اپنی خاطر
شب خون میں چھپوایا ہم نے

یعنی ایک طرح سے جیسا کہ لوگ کرتے ہیں کہ لکھتے ہیں، چھپواتے ہیں۔ ہمدم صاحب شاید ہی اس مزاج کے آدمی ہیں۔ بہر حال یہ غنیمت ہے کہ ہمدم کاشمیری کا شعری مجموعہ ''دھوپ لہو کی'' منظر عام پر آیا ہے اور یہ کتاب جو آج ہمارے مکالمے کا موضوع ہے۔

میرے ساتھ اس وقت شریک گفتگو ہیں اردو کے نامور نقاد پروفیسر جناب قدوس جاوید۔ تو جاوید صاحب ہمدم کاشمیری ہمارے بہت پرانے شاعر ہیں حالانکہ حامدی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

صاحب اور حکیم منظور صاحب یا جو اتنے شعراء ہمارے یہاں ہیں ان سے بہت پہلے شاعری شروع کی لیکن بہت زیادہ تشہیر ان کی ہوئی نہیں۔ ایک تو ہمدم صاحب خود اس کی وجہ ہیں لیکن ایک بات ہے ''دھوپ لہو کی'' جو ان کی کتاب ابھی آئی ہے ۶۱ غزلوں پر مشتمل بڑی خوبصورت شاعری ہے۔ کئی اعتبار سے مثلاً زبان و بیان اور لہجے کے اعتبار سے۔ عصری حسیت کے اعتبار سے، روایت پسندی کے اعتبار سے یا عام آدمی کے جو مسائل ہیں ان کو تخلیق کا درجہ کس طرح سے انہوں نے دیا ہے۔ شعر میں کس طرح ڈھالا ہے اور اس اعتبار سے ہمدم صاحب ہماری کئی آوازوں سے منفرد قرار دیئے جاسکتے ہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے؟

پروفیسر قدوس جاوید : میں نے ہمدم کاشمیری کے اس مجموعے کو بغور دیکھا اور میرا پہلا تاثر یہ ہے کہ ایک عرصے کے بعد اتنی اچھی غزلوں کا اتنا اچھا مجموعہ سامنے آیا۔ ہمدم کاشمیری جیسا کہ آپ نے کہا ہے کہ گزشتہ تقریباً پچاس برسوں سے لکھ رہے ہیں اور ان کی غزلوں کے مطالعے سے کئی باتوں کا اندازہ ہوتا ہے۔ ایک تو یہ کہ ہمدم کاشمیری غزل کی روایت سے واقف ہیں اور اس کے مزاج سے واقف ہیں، اس کے منصب سے بھی واقف ہیں۔ اسی لئے جیسا کہ اس کتاب کے دیباچے میں عرفان صدیقی نے لکھا ہے۔

''کچھ باتیں اچھی ہیں لیکن بہت سی باتوں سے مجھے اختلاف ہے۔'' مثال کے طور پر عرفان صدیقی نے یہ بار بار اور اصرار کے ساتھ لکھا ہے کہ ہمدم کاشمیری جدید شاعر ہیں۔ اب یہ فقط جدید کا استعمال خاص مضمون میں لیا جائے تو کسی بھی شاعر کے لئے باعثِ فخر نہیں ہوسکتا۔ اب یہ الگ بات ہے کہ جدید ہونے کا تعلق زمانے سے کیا ہوتا ہے اور شعر کے اسلوب سے اور درجے سے کیا ہوتا ہے جس کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے۔ ہمدم کاشمیری کا امتیاز یہ ہے کہ اکثر و بیشتر غزلوں میں انہوں نے کسی ٹھوس خارجی تجربہ کو بیان نہیں کیا ہے۔ ٹھوس خارجی حقیقت کو بیان نہیں کیا ہے چونکہ غزل یوں بھی ایک Direct بیان کی صنف نہیں ہے۔ اس کی خوبی ہی یہی ہے کہ اول تو اس میں کسی ٹھوس خارجی تجربہ کو بیان نہ کیا جائے دوسری بات یہ کہ جو کچھ بھی بیان کیا جائے اس کا براہِ راست بیان نہ ہو اس طرح کے ٹھوس تجربوں کیلئے اور براہِ راست اظہار کیلئے دوسری اصناف ہمارے یہاں موجود

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہیں۔غزل کی خوبی یہی ہے کہ اس میں انسان اپنی ذاتی اور اپنی اجتماعی زندگی کے تمام تجربات کو تمام شعور اور لاشعور اپنی ذات میں سمیٹ کر تخلیقی تجربات کا اظہار کرلے۔طلسمی تجربات کا اظہار، اور یہ چیز ہمدم کاشمیری کے یہاں بہت ساری غزلوں میں نظر آتی ہے۔ مثال کے طور پر ایک غزل دیکھئے جو خاص طور سے اس حوالے سے ہے۔جس کے اشعار کا ذکر کیا جاسکتا ہے۔

ایک بھی موسم میرے اندر نہ تھا
اور آنکھوں میں کوئی منظر نہ تھا

میرے دائیں بائیں تھیں پرچھائیاں
میرے ہاتھوں میں کوئی خنجر نہ تھا

خواب اپنے کیا حقیقت ہوگئے
لمس کیسا تھا اگر پیکر نہ تھا

تو اس طرح کے اشعار ہمدم کاشمیری کے یہاں ملتے ہیں جو یہ ثابت کرتے ہیں کہ وہ بھرپور شاعرانہ صلاحیتوں کے مالک ہیں اور یہی ان کا امتیاز ہے۔

پروفیسر مجید مضمر : ایک اور بات۔ہمدم کاشمیری غزل کے شاعر ہیں اور جیسا کہ آپ نے فرمایا غزل کے مزاج سے وہ پوری طرح سے واقف ہیں لیکن ہمدم کاشمیری نے پچھلی آدھی صدی، تقریباً پچاس برس کا عرصہ جو ہے مختلف رجحانات اس دوران آتے رہے جاتے رہے۔ترقی پسندی بھی یہاں مثلاً خاص طور سے۔اس کے بعد جدیدیت اور مابعد جدیدیت۔مختلف راویئے، مختلف اسالیب اور مختلف طرزِ فکر جو ہے ان تبدیلیوں کے باوجود ہمدم کاشمیری کی ان غزلوں میں ایک عجب سی روانی ملتی ہے۔روانی اس طرح کی نہیں کہ اسلوب کی بلکہ ان کا سٹائل ہے جو کہیں ایسا نہیں لگتا کہ ہمدم صاحب فوراً بدل جانے کے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

زمانے کا ساتھ دے رہے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ ایک خاص رو میں وہ چلے ہیں اور وہی رو انہوں نے اپنائی ہے۔

اس کی وجہ شاید یہ بھی ہے کہ انہوں نے شروع کیا تھا ناصر کاظمی کی غزلوں سے متاثر ہو کر جیسا کہ ابتدائیہ میں کہا گیا ناصر کی غزلوں پر غزلیں کہی ہیں بلکہ مجھے یاد ہے کہ ان کی جو پہلی غزل 'پگڈنڈی' میں شائع ہوئی تھی اس کے ایک دو اشعار ہیں :

بہار آ تو گئی ہے مگر خدا جانے
میری نظر میں ہیں آباد کتنے ویرانے

یہ جوانی کا معاملہ تھا۔

ہر ایک ذرہ ہے صحرا ہر ایک فکر جنوں
قدم قدم پہ نظر آرہے ہیں دیوانے

اس کے بعد ہمدم صاحب کو جدیدیت کے رجحان کے تحت کوئی خاص تبدیلی لانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ بلکہ انہوں نے عصری حسیت کا مظاہرہ بھی بھرپور طریقے سے کیا۔ ایک خاص شعر یاد آرہا ہے :

ہم ایک دوسرے کو دیکھتے رہے گم صم
سڑک پہ مجھ سے بڑا اشتہار تھا، میں تھا

یعنی موجودہ دور میں جو مسائل ہیں جو معاملات ہیں ان کو شعری تخلیق میں سمونا اور اس کا اظہار جس طرح سے آپ نے کہا کہ تخلیقی طور پر کرنا اور تخلیقی اعتبار سے کرنا ہمدم صاحب کو آتا ہے۔ ان کا اسلوب کا معاملہ جو ہے زبان و بیان کا معاملہ اس پر جو بہت ہی نرم رُو اور بہت ہی شائستہ اور رواں کہئے۔ اس بارے میں آپ کیا کہیں گے۔

قدوس جاوید : یہ آپ نے بالکل صحیح اشارہ کیا ہے کہ ان کی تمام غزلوں کے معاملہ کے بعد ایک خاص صفت نظر آتی ہے۔ اگر گہرائی میں اتر کر ان اشعار کو دیکھیں ایسا معلوم ہوگا کہ اس وقت جو ہمارے آس پاس پوری دنیا میں انسانیت کے خلاف اور انسانی قدروں کے خلاف جو ایک بازار گرم ہے اس کا بہت شدید احساس ہمدم کاشمیری کو ہے۔ جگہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

جگہ انہوں نے اپنی ذات کا بدل جانے اپنے شہر کا بدل جانے اور اندر اور باہر کے المیوں کا ذکر کیا ہے۔ لیکن آپ نے صحیح فرمایا کہ ان کا جو لہجہ ہے ان کا جو اسلوب ہے ہر جگہ اس میں ایک شائستگی پائی جاتی ہے اور اتنی خوبی کے ساتھ انہوں نے اس سارے کرب کو بیان کیا ہے۔ جو خوبی غزل میں اظہار کیلئے بہت ضروری ہے یعنی بڑے ہی اشاراتی اور ایمانی انداز میں اپنے مافی الضمیر کا اظہا اپنے اشعار میں کیا ہے۔

پروفیسر مجید مضمر : احساس کے راستے یا احساس کے حوالے سے مختلف حقائق کا اظہار کرنا۔۔۔ کاٹتے ہوئے:

پروفیسر قدوس جاوید : شاعر کی خوبی یہی ہوتی ہے کہ ظاہر ہے شاعر اسی معاشرے میں رہتا ہے جس میں دوسرے لوگ رہتے ہیں۔ انہی حقائق کو جھیلتا ہے انہی مسائل، مصائب کو جھیلتا ہے جسے دوسرے لوگ جھیلتے ہیں۔ لیکن بڑا شاعر وہی ہوتا ہے جو ہر حقیقت اور ہر مسئلے کو اپنی ذات میں اتار کر اپنے جذبے کا، اپنے احساس کا حصہ بنالے اور اس کا تخلیقی اظہار کر پائے جو ہمدم کاشمیری صاحب بڑی کامیابی کے ساتھ کر پاتے ہیں۔

پروفیسر مجید مضمر : اور اب دو باتیں اور اس مجموعے کے تعلق سے کہی جاسکتی ہیں۔ ایک یہ کہ ہمدم صاحب کو منظر نامہ وسیع ملا۔ پھر ہمارے یہاں اکثر شعراء جو یہاں کشمیر کے ہیں جو وادی میں ہی رہے۔ ہمدم صاحب نے پچیس تیس سال باہر ہی گزارے۔ اس وجہ سے ان کا منظر نامہ وسعت پا گیا۔ اس وسعت میں ان کے یہاں مقامی رنگ جو ہے، مجھے کہنا چاہئے کہ وہ نظر نہیں آئے گا کہ اس طرح وہ کشمیر کے شاعر ہیں جس طرح سے حکیم منظور اور حامدی کاشمیری صاحب کے اشعار کے تعلق سے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ ہاں یہ خاص علاقہ کی شاعری کی بُو باس اس میں آتی ہے۔ میرا یہ ذاتی تاثر ہے کہ خاص طور سے دھوپ لہو کی، کے شعری مجموعے میں جو ملتا ہے وہ وسیع منظر نامہ ہے۔

پروفیسر قدوس جاوید : بلکہ میں پہلے سوال کے حوالے سے آپ نے ابھی جو بات کی، کہنا چاہوں گا کہ انہوں نے جو محاورے استعمال کئے ہیں یہ خاص طور پر ان کی اس وسعت نظر کا نتیجہ ہے۔ مثال کے طور پر ایک شعر ہے :

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سالہاسال رہا پاؤں میں چکر اس کے
دربدر پھرتا رہا ٹھور ٹھکانے والا

یہ جو محاورہ استعمال ہوا ہے، پاؤں میں چکر ہونا اور ٹھور ٹھکانے والا ہونا دراصل اپنے محاورات کا، ضرب الامثال کا، اپنے الفاظ کے امکانات کا شعور رکھنے والا شاعر ہی بڑا شاعر بن پاتا ہے۔

اور یہ شعور ہمدم کاشمیری کے یہاں کشمیر کے دوسرے شعراء کے مقابلے میں، مجھے ذاتی طور پر زیادہ ہی نظر آتا ہے۔ اور میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ چونکہ ان کیلئے تشہیر کا سامان نہ تھا یا ان کی خاص طبیعت منسکر المزاجی کہئے یا بالا ابالی پن کہئے کہ کبھی انہوں نے اپنے آپ کو مشہور ہونے کی کوشش نہیں کی۔ کیونکہ یہ تو نہ کسی یونیورسٹی کے پروفیسر رہے، جہاں تک میں جانتا ہوں، نہ کسی اخبار کے مدیر رہے اس لئے اپنے آپ کو مشہور کرنے کیلئے کوئی حربہ یا ہتھکنڈہ استعمال نہیں کیا۔ لیکن یہ یقین ماننا چاہئے کہ آج جب ہم پورے ہندوپاک کے تناظر میں اس کتاب کو رکھ کر دیکھیں اور آج جیسا کہ ظفر اقبال کی شاعری ہے، شہریار کی ساقی فاروقی کی شاعری ہے یا پھر رفیق راز اور اسعد بدایونی کی شاعری ہے یا پھر عرفان صدیقی اور مظہر امام کی شاعری۔ تمام لوگوں کی جو غزلیہ شاعری ہے اس کو ایک طرف رکھ کر کے پھر ہمدم کاشمیری کی غزلوں کو ہم دیکھیں تو مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہ بڑا معتبر لہجہ ہے۔ مفید فکر ہے۔ اس کی پذیرائی ہونی چاہئے۔ یہ ہمارا فرض بنتا ہے۔

پروفیسر مجید مضمر: یہ انفراد بہر حال اس میں ہے۔ اب دیکھئے وہی شائستگی کی بات :

اب یہاں کس سے کرے کوئی شکایت ہمدم
شہر اپنا ہے جنوں اپنا ہے پتھر اپنے

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سید رضا

غزل کا رمز شناس : ہمدم کاشمیری

ریاست جموں وکشمیر کے اردو ادبی دبستان میں ہمدم کاشمیری کا نام بہت نمایاں ہے اور ان کا تعلق ہماری پیش رو نسل سے ہے۔ ہمدم کاشمیری کا تخلیقی سفر کم وبیش پانچ عشروں کو محیط ہے۔ تا حال ان کا فنی سرمایہ ''دھوپ لہو کی'' تک محدود تھا جس کو اردو کے اعلیٰ اور سنجیدہ علمی و ادبی حلقے نے کافی توجہ اور انہماک سے پڑھا ہی نہیں بلکہ فراخ دلی کے ساتھ سراہا بھی۔ اس وقت مجھے ان کے شعری سرمائے کے حوالے سے چند قلم برداشتہ تاثرات پیش کرتے ہوئے دلی خوشی محسوس ہوتی ہے۔

ان کا دوسرے مجموعۂ کلام کا عنوان ''ورق سادہ'' فارسی کے کئی اساتذۂ سخن کے کلام سے سلسلہ ملاتا ہے نمونتاً صرف تین شعر ملاحظہ فرمایئے :

خاطرت کی فقم فیض پذیر دہیہات
مگر از نقش پراگندہ ورق سادہ کُنی

(حافظ شیرازی)

صفحۂ سادۂ ہستی ورقِ غیر نداشت
ہر کہ شُد محرمِ ایں آئینہ خُودبیں نامد

(مرزا عبدالقادر بیدل)

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

تا پُراز صفحۂ دل سادہ شُداز نقشِ وفا
ورقِ چہرۂ خُوناب مُنقش دارم

(ہلالی چغتائی)

کتاب کا عنوان بظاہر شاعر کے انکسار، کسرِ نفسی، تہی مائیگی اور بے بضاعتی کا آئینہ دار ہے لیکن ''ورق سادہ'' جیسی ترکیب میں ایک نئی مگر بے داغ تخلیقی جولانگاہ یا میدان فن کے اقتضاء وضرورت کا اشارہ بھی موجود ہے :

سادہ کاغذ ہی روانہ کردوں
اب میرے پاس عبارت ہے کہاں

(ہمدم کاشمیری)

سادہ اور سپاٹ کاغذ ایک بالکل نئے اچھوتے اور نانوشتہ متن یا عبارت سے آگے کا بیانیہ ہے۔

ہمدم کاشمیری کا تخلیقی عمل کسی زندہ ادبی کلچر کے بجائے ان کے جوہرِ ذاتی سے فروغ پاتا رہا۔ اردو زبان وادب سے حد درجہ محبت ودل بستگی انہیں قرطاس وقلم کی دنیا میں کھینچ لائی۔ شعر وادب کے ساتھ ان کا ذہنی وعلمی سروکار نہ معلوم کتنے عرصے خود کلامی کی لذت کشید کرتا رہا پھر کہیں جا کر علمی ریاضت کے بعد مراقبے سے نکلے تو سماں صدف درصدف گُہر بار تھا۔ ہمدم کاشمیری کو راتوں رات شاعر کہلانے کی ضد نہیں تھی۔ انہوں نے اردو کی ادبی تاریخ کے ایک دوسرے کے متوازی، مختلف اور متضاد لہروں مد وجزر دیکھا۔ ترقی پسند کا شور بھی سنا، جدیدیت کے منصوبہ بند اور فارمولائی ادب کے اثرات کا مشاہدہ بھی کیا مگر انہوں نے حالی کے الفاظ ''سب سے الگ دکان کھولی''۔۔۔۔۔وہ سچے جذبے کے ساتھ خالص ادب کی تخلیق کرتے رہے۔ ہمدم کاشمیری کا فن نصابِ شاعری کے علم سے نہیں بلکہ اپنے رسیلے آہنگ اور تخلیقی بہاؤ سے مہمیز ہو کر چمکا۔ چونکہ وہ جائز ادبی مطالبات اور مقتضیات سے باخبر اس لئے ادبی فتوؤں کو بھی درخورِ اعتنا نہیں سمجھا۔

غزل ہمدم کاشمیری کی تخلیقی کارگزاری اور دلچسپی کا واحد اور خاص میدان

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہے۔اس صنف کو وہ جس قدر برتتے رہے ہیں اسی قدر اس کی رسومیات ہی نہیں علمیات کا انہیں شعور حاصل ہوتا گیا اور اتنا ہی نہیں وہ اس کے وسائل اظہار پر بھی قابو پاتے رہے۔ ہمدم کاشمیری کا تخلیقی شعور کلاسیکی اور جدید غزل سے یکساں طور پر اپنی خوراک حاصل کرتا ہے اس طرح سے دیکھا جائے تو ان کی غزل کلاسیکی غزل اور جدید غزل بیک وقت دونوں کی توسیع و تسلسل معلوم ہوتی ہے۔ میرؔ، فیضؔ، ناصر کاظمیؔ، احمد مشتاقؔ ظفر اقبالؔ سے ارادی یا غیر ارادی اثر پذیری نے ہمدم صاحب کے لہجے اور اسلوب کو مزید مستحکم کیا۔

نئی غزل کلاسیکی فکر سے کہیں دور جا نکلی ہے۔ حسن و عشق قدیم غزل کے حاوی موضوعات تھے گو کہ جدید غزل سے یہ موضوعات یکسر منہا نہیں ہوئے ہیں تاہم فی زمانہ شعراء کے ان موضوعات کی نسبت بدلے ہوئے رویے اور زاویۂ نظر کو صاف طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ ہمدم کاشمیری کی غزل میں حسن و عشق کی طرف باز دید تاسف اور RONY! کے امتزاجی احساس پر منتج ہوتی ہے :

ہائے کیا لوگ تھے جو جوش و جنوں رکھتے تھے
اب کوئی لطف نہیں چاک گریبانی میں
ہم نے اک عمر بسر کی ہے یہاں بھی لیکن
کچھ اضافہ نہ ہوا دشت کی ویرانی میں

☆☆

اپنا بھی ایک دورِ جنوں تھا گزر گیا
تصویر آرہی تھی نظر ماہتاب میں

''ہمدم کاشمیری'' کی غزل میں کسی پیکرِ جُو برو کی لپٹی ہوئی یاد یا للک بڑی خوبی کے ساتھ اپنی بہار دکھاتی ہے :

سجا کے دھوپ کڑی آج گھر سے نکلے ہیں
کسی کے سائے کو زیرِ قبا بھی رکھا ہے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ساز کو پڑتی ہے میرے کیوں تری مضراب کم
کیوں کہانی میں مری لگتا ہے کوئی باب کم

اب دہکتی ہے دوبارہ ہمدمؔ
آگ سینے میں دبائی تھی کبھی

یہ صحیح ہے کہ اچھی اور عمدہ شاعری کو علاقائی اور مقامی تناظر میں نہیں دیکھا جانا چاہیے بالخصوص غزل جو دروں بینی، داخلیت، ایجاز، ایمائیت، استعارے اور علامتی رنگ اظہار میں اپنا خاص امتیاز و اختصاص رکھتی ہے۔ اس کو کچھ منطقوں اور علاقوں میں محدود کرنا اچھا نہیں لگتا تاہم شاعر اپنے اطراف، اپنے ماحول اور اپنی مٹی کے اثرات سے گلوخلاصی نہیں کرسکتا۔ وہ اپنے گردوپیش میں رونما ہونے والے اچھے بُرے کو دیکھتا بھی ہے اور اس پر اپنا تخلیقی ردِعمل بھی ظاہر کرتا ہے۔ عرفان صدیقی کا ارشاد بجا ہے کہ :

"ہمدمؔ کاشمیری کی غزل کے کینوس کو دیکھتے ہوئے انہیں محض کشمیر کے علاقائی پس منظر سے متعلق کر کے دیکھنا اور وہاں کے ہم عصر اردو شعراء کے موازنے تک محدود کر کے دیکھنا مناسب نہ ہوگا اور انسانی دُکھ کا یہی عالمی تناظر ہمدمؔ کی غزل کے آفاق کی توسیع کرتا ہے۔"

میرے خیال میں اگر ہمدم کاشمیری کی غزل کی پہلی قرأت بعض مقامات پر کشمیر کے حالات کا پرتو بھی سامنے لاتی ہے تو اس میں کیا مضائقہ ہے۔ کشمیر کا حسن و جمال پوری دنیا کا دامنِ دل اپنی طرف کھینچتا رہا ہے۔ یہاں کا آشوب بھی تخلیقی ذہن کو جھنجوڑے بغیر رہتا نہیں ہے۔ ہمدم کاشمیری کی غزل بھی یہاں کے خوفناک بلکہ مرگ آفریں صورتِ حال کا احساس دلاتی ہے۔ چند شعر :

موت کے سائے نظر آتے ہیں اک اک موڑ پر
زندہ رہنے کے میسر ہیں یہاں اسباب کم

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

لے گے سیلِ بلا جو بھی ہمارا تھا یہاں
کس سے پوچھیں کہ رہا شہر میں اب کیا باقی

یہ کس نے پامال کردیا ہے چمن کو، کس نے
مٹا کے رکھے ہیں رنگ و بُو کے نشان سارے

غزل کی رمزیت کا فائدہ اٹھانے میں ہمدم کاشمیری خاصے کامیاب ہیں۔ اس کامیابی کا رنگ اساتذۂ اردو کے کلام کے مطالعے سے زیادہ چوکھا ہوگیا ہے۔ ہمدم صاحب کے اس شعر سے ابھرنے والی بے چہرگی کشمیر آشوب کی زائد و پروردہ اور نزدیک کی کسی MYSTRY سے مربوط نظر آتی ہے اور اس میں ایک بُریدہ سر مقتول کے بدن پر کسی خنجر بکف کا کتبہ صاف پڑھا جاسکتا ہے۔ شعر کی بلاغت سے یہاں کے ماضیٔ قریب کی خونچکاں تاریخ کا ایک ورق فوراً مستحضر ہوجاتا ہے:

پہچانتا نہیں ہے کوئی مری لاش کو
مقتل میں مجھ کو دوسرا سرکون دے گیا
میں بھی دیکھوں میرا قاتل کون ہے
ڈھک نہ دے مرا بدن، چادر اٹھا

قتل میرا ہی ہوا ہے ہمدم
ہاتھ بھی خون سے تر میرا ہے

''ضبطِ حال'' کا موضوع ہمدم کاشمیری کی غزل میں نشان زد کیا جاسکنے والا المیہ ہے۔ یہ موضوع ان کے یہاں بار بار پہلو بدل بدل کر اُبھرتا ہے۔ ہم اس کی سختی، کرب اور PATHOS کو دل سے محسوس کرنے لگتے ہیں۔ --- باہر سے عائد امتناعات (RESTRICTIONS) کے ساتھ جب داخلی جبر بھی برابر کا حصہ دار ہو تو شاعر کا تخلیقی کرب اظہار کا متقاضی ہوجاتا ہے۔ ایسے موقع پر ہمیں ہمدم کی پیچ و تاب کھاتی ہوئی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

شخصیت کا ہی نہیں بلکہ صوت وصدا کی اہمیت کا بھی اندازہ ہو جاتا ہے۔

کتنا لاوا ہے یہاں جو پھٹ کے باہر آئے گا
کچھ پتہ چلتا نہیں ہے سینۂ کُہسار سے

سطحِ دریا ہے دیر سے خاموش
کیا کوئی غم ہے تہہ نشیں باقی

پھڑ پھڑانے کی آرہی ہے صدا
کوئی بے چین ہے بدن میں بہت

ہر ایک موج زک سی گئی سانس کی طرح
بہتا نہیں ہے اب کوئی دریا زمین پر

مرے اطراف ہیں کتنے ہی پرندے خاموش
ہے کوئی کاملِ فن ، کارِ سُلیمانی میں

سنائی دیتا ہے بس شور پھڑ پھڑانے کا
ہوا میں کھو گئے اونچی اڑان کے سائے

ہمدم کاشمیری کے تجربات میں تنوع ، وسعت اور بوقلمونی ملتی ہے اور کوئی مضامین کے بیان میں ان کی قوتِ ادراک اور لسانی برتاؤ بہت متاثر کرتے ہیں۔ ان کی زبان میں کہیں کھردراپن نہیں ہے اور بیانیہ تمام تکلفاتِ فن پر حاوی ہے۔ عامتہ الورود خیالات و جذبات سیدھے سبھاؤ تغزل کے رنگین میں پیش کرنا ہمدم کا اپنا خاصہ ہے۔ وہ جہاں تہاں اپنے ڈھلے ڈھلائے لہجے سے قاری کو فوراً گرفت میں لے لیتے ہیں۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اردو میں سراپا نگاری کی بہت وسیع اور طویل روایت موجود ہے اور ہمارے شعراء اپنے محبوب کی چھب تراشنے میں کتنا دور نکلے ہیں اس سے قطع نظر فی الوقت ہمدم کاشمیری کا ایک شعر ملاحظہ کیجئے جو اس وضع کی ایک منفرد مثال ہے :

کچھ بھی دکھائی دیتا نہیں ہے بجز ترے
دھند لا گیا ہے شہر تری آب و تاب میں

''موت'' فلسفہ، شاعری، علم کلام اور دیگر فنون لطیفہ کا ایک ازلی اور لاینحل مسئلہ ہے ۔زندگی نفس کی آمد و شد پر منحصر ہے۔ غور طلب یہ بات ہے کہ ہر سانس ایک وجود شکن ضرب کا حکم رکھتی ہے۔ بقائے حیات کو قائم رکھنے والا استمرارِ نفس ہی موت کا اندیشہ لاحق کر دیتا ہے۔ ہمدم کاشمیری کے اس شعر کو صوفیاء کی ''حفظِ نفس'' کی اصطلاع سے بہتر طور پر سمجھا جا سکتا ہے:

ٹوٹ جائے نہ کسی آن تسلسل اس کا
کیوں مجھے سانس کی تکرار سے ڈر لگتا ہے

ہمدم کاشمیری کی شاعری میں تازہ خیالی کے گلستان آباد ہیں ۔نئی فکریات کی تلاش ان کے یہاں آسانی سے کی جا سکتی ہے۔ ان کی غزل میں جہانِ معلوم سے چند کوس آگے کے امکانات کی طرف گزر پذیری کی آرزومندی ہے جسے ان کا اعتماد اور ایقان متحرک بھی کرتا ہے اور جلا بھی بخشتا ہے۔ ایک ایسے وقت جب یہ باور کیا جانے لگا ہے کہ اردو غزل میں بہت سارے موضوعات از کارِ رفتہ ہو چکے ہیں یا کثرتِ استعمال سے اپنا رنگ و روغن کھو چکے ہیں۔ ہمدم صاحب ہمیں اپنے امکان کُشا لمحوں میں شریک کر لیتے ہیں۔ قاری کو ان کے یہاں موت بھی بطورِ تجربہ ناگوار نہیں گزرتی :

ہم اپنے آپ کو پھر آزما کے دیکھیں گے
جلا کے دیکھ لیا اب بُجھا کے دیکھیں گے

جو تم کہو تو یہ کارِ محال کر دیکھوں
زمیں سے اک نیا سورج نکال کر دیکھوں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

یہ کارو بارِ نظر خال خال کر دیکھوں
کہ آئینے سے میں حیرت نکال کر دیکھوں

کیا گزرتی ہے زندگی کے بعد
آؤ کچھ دیر مر کے دیکھتے ہیں

پاس باقی تکان کتنی ہے
راستے میں ٹھہر کے دیکھتے ہیں

ہمدم کاشمیری کی شاعری میں نئی رنگ آمیزی کے بہت دلربا منظر سامنے آتے ہیں اس میں خود متکلم یا شاعر کے وجود کی جوت جگمگ جگمگ کرتی دکھائی دیتی ہے یہ وجود باہر کی دنیا کے لئے پُر آمیز ہو کر بھی اپنی ہی روشنی کے حصار میں بند ہے۔ یہ تنہا نشینی شاعر کے تشخص کا سروسامان ہے۔ طرزِ انبوہ سے ہٹ کر صرف عرفانِ ذات کے وسیلے سے عالمِ آگہی کو اپنا مقدر بنانے والے شاعر کو ان اشعار کے آئینے میں دیکھئے :

ہم اپنے ہی پرتو سے سجاتے رہے گھر کو
چوکھٹ پہ کسی اور کا سایہ نہیں دیکھا

چہار سمت اُجالا ہے میرے ہونے سے
میں ہر طرف ہوں مگر درمیاں میں رہتا ہوں

خود کو اوڑھے ہوئے بیٹھا ہوں کسی گوشے میں
ہر طرف شورشِ بسیار سے ڈر لگتا ہے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

عمر بھر اس کو سنبھالے ہوئے رکھا میں نے
گر نہ جائے کہیں دیوارِ انا مرے بعد

ہمدم کاشمیری کی غزل قدیم و جدید کا ایک حسین امتزاج پیش کرتی ہے۔ قدیم اور روایتی ڈکشن اور محاورے سے نئی مضمون آفرینی پر انہیں قدرت حاصل ہے۔ ان کی غزل میں امیجری اور تمثال گری جہاں بھی ہے، خوب مزہ دیتی ہے۔ نئی غزل کا اگر کوئی جامع اور معروضی انتخاب (Anthology) مرتب ہوگا۔ ہمدم کاشمیری کے ان اشعار سے صرفِ نظر کر کے رواروی میں نہیں گزرا جا سکتا :

دھوپ تھی ساتھ جو دن بھر وہ کسی اور کی تھی
کیا دھند لکا بھی سرِ شام کسی اور کا ہے

آنکھوں پہ مجھ کو اپنی، بھروسہ نہیں رہا
اتنا خراب خواب کا انجام کیوں ہوا

کسی طرح سے بھی رونق بڑھے مرے گھر کی
بُجھا ہوا ہی سہی اک دیا بھی رکھا ہے

میرے آنگن سے چُرائی کس نے سورج کی کرن
میری چھت پر کیوں بچھی ہے چادرِ مہتاب کم

متذکرہ اشعار میں غزل کی روایت کا گہرا شعور سر چڑھ کر بول رہا ہے۔ فکر کی صلابت، فنکارانہ خلوص، لہجے کی نرمی، الفاظ کا دروبست اور رچی ہوئی جمالیات اس پر مُستزاد ہے۔

ان کے کلام کے تفصیل طلب محاسن میں سے یہاں صرف دو شعروں سے لطف لیجئے۔ دونوں ہمدم کے برجستہ شعری مزاج کے نمائندہ، ایک میں قول محال کا گہرا رنگ اور

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

دوسرے میں تلمیحی فضا قائم کی گئی ہے :

کوئی پیام نہ کوئی اَتا پتہ اُن کا
کوئی بتائے کہاں پر ہیں رفتگاں آباد

چور آیا گیا بھی خالی ہاتھ
میں تو اپنے مکاں میں تھا ہی نہیں

ہمدم کاشمیری کی غزل انسان کے ازلی اور کائناتی مسائل سے جوجھ کر بھی زمین گرفتہ ہی رہتی ہے۔ ہمدم کاشمیری فلسفیانہ اور مابعد الطبیعاتی پیچ وخم سے زیادہ اپنے مدار اور اپنی بنیادوں پر اٹھنے والی دار و گیر میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ یہی دنیا اور دنیا زاد سے ان کے تعہد (Commitment) اور فن کارانہ خلوص کا اثبات ہے۔ ایک آفاقی، ہمہ گیر اور ہمہ آفرین قوت کا قائم و دائم عرفان انہیں خوش دلی، سکون، طمانیت، امید اور استغناء سے نہال کر دیتا ہے اور یہی چیز انہیں تشکیک اور خلجان سے بچاتی ہے :

کیوں بار بار دیکھتے ہو سُوئے آسمان
کیا کچھ نہیں ہے دیکھ تری سر زمین پر

دھمال کے لئے کیا کم زمین پڑتی ہے
جو آسمان کو سر پر اٹھا بھی رکھا ہے

لکھی بہار کس نے میرے خشک پیڑ پر
پتے کہاں سے آئے، ثمر کون دے گیا

سر پہ رہتا ہے ہمیشہ ہی کسی کا سایہ
مری دیوار پہ یہ بام کسی اور کا ہے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

یہ کون ہوگیا داخل چراغ کی صورت
ہوئے ہیں آپ ہی باہر مکان کے سائے

آج بھی مشکل مری آسان ہوگی دیکھنا
در نکل آئے گا کوئی پھر کسی دیوار سے

دینے والے سے مجھے کوئی شکایت کیوں ہو
راہ میں دھوپ بھی ہے سایۂ دیوار بھی ہے

ہمدم کاشمیری کی غزل کا طرۂ امتیاز اس کی سلاست اور ٹھیٹ اردو پن ہے۔ یہ چیز ان کے اور قاری کے درمیان فاصلہ کم کردیتی ہے۔ ویسے بھی ان کے تجربات کڈھب اور کھردرے نہیں۔ ان کی غزل غیر ضروری ابہام سے بالکل پاک ہے اور وہ تجربہ برائے تجربہ کی مشق پسند نہیں کرتے۔ ہمدم کی شاعری فوری ترسیل اور مکمل ابلاغ کا عمدہ نمونہ ہے۔ ادب وشعر کے ہمہ وقتی مطالعے نے ان کے ذوق کو خوب نکھارا۔ لفظ کے معنوی امکانات سے باخبر اور زبان کی جدلیات کا شعور رکھنے والے یہ شاعر اطراف کے ہنگامی اثرات سے بچ بچا کر چلے، گو کہ اردو دنیا کی اُتھل پُتھل سے انہیں بہت زیادہ دلچسپی رہی ہے اور مراسم کی حد تک وہ اردو کی Main Stream سے جڑے بھی رہے ہیں۔

جدید ادب کے نظریہ سازوں کی صحبتوں سے مستفید بھی ہوئے۔ ادب کی معاصر تحریکوں اور رجحانات کا عروج وزوال بھی بچشم خود دیکھا، لیکن وہ اپنی کھال میں مست رہے۔ جو کچھ لکھا اپنی داخلی اُپج اور باطن کی آواز پہ لکھا:

سوچتا ہوں جو وہی کہتا ہوں
مری باتوں میں اثر میرا ہے

ان کی غزل پیچیدہ اور ادق ترکیب سازی میں نہیں اُلجھتی۔ ان کے یہاں جس قدر تراکیب نظر آتی ہیں وہ کم وبیش ساری مانوس اور سریع الفہم ہیں۔ بجا کہ ان کے یہاں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

تراکیب میں ندرت، صناعی اور کرشمہ سازی نظر نہیں آتی لیکن میرے خیال میں جب تک کلام میں کیف واثر برقرار رہتا ہے اس طرح کے التزام کا مطالبہ صحیح نہیں لگتا ہے۔ یہاں تخلیق کار کی اُفتادونہاد، شعری مزاج اور مجموعی لسانی ساختیہ نیز تجربات ومحسوسات کی نوعیت کو بھی پیش نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمدم کاشمیری کا سادہ اور شفاف اردو لہجہ بے جوڑ فارسی زدگی کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ میری اس بات کو ان کے کلام کے حق میں بیانِ صفائی کے طور پر نہیں بلکہ شاعر کی فنی وتخلیقی تربیت اور مطالعے کی روشنی میں سمجھا جانا چاہیئے۔ میں نے ہمدم کے اسلوب میں ''از دل خیزد'' کی کاٹ محسوس کی ہے اور اس اسلوب اور لسانی نظام میں خود متکلم کی چھاپ نمایاں ہے۔

ہمدم کاشمیری کا تخلیقی سفر ہمارے سامنے ہے، ہم امید کرتے ہیں کہ یہ اردو کے اعلیٰ مُقتدرہ کو اپنی جانب متوجہ کرے گا اور آنے والے دنوں میں نئے نئے تجزیوں کے بعد ان کی شاعری کا بہتر سے بہتر محاکمہ سامنے آئے گا ہمدم کاشمیری کا کلام بالقوہ اتنا عمدہ ہے کہ اردو شاعری میں اس کی گونج دور تک اور دیر تک سنائی دیتی رہے گی۔

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

دیپک بدکی

ہمدم کاشمیری : وادی کی جدید آواز

ہمدم کاشمیری کا پہلا شعری مجموعہ ''دھوپ لہو کی'' ۲۰۰۳ میں منظر عام پر آیا۔ اس کے بعد ان کا دوسرا مجموعہ ''ورق سادہ'' نو سال کے بعد سن ۲۰۱۲ء میں شائع ہوا۔ عبدالقیوم خان ہمدم کاشمیری کشمیر کے ان گنے چنے شاعروں میں سے ہیں جنھوں نے بین الاقوامی سطح پر اپنی پہچان بنائی ہے۔ ان کا جنم سرینگر میں ۶ نومبر ۱۹۳۷ء کو ہوا۔ میٹرک پاس کر کے کشمیر گورنمنٹ آرٹس ایمپوریم میں، جو بعد میں جے اینڈ کے ہینڈی کرافٹس کارپوریشن کی تحویل میں آ گیا، ملازمت اختیار کی۔ نوکری کے دوران ایمپوریم کی ممبئی برانچ میں کئی بار تعینات رہے۔ ممبئی میں ان کا قیام تقریباً پچیس سال رہا جہاں انہیں کئی برگزیدہ ادبی ہستیوں جیسے اختر الایمان اور باقر مہدی کا قرب حاصل ہوا جس کے سبب ان کی شاعری میں نکھار آ گیا۔

ہمدم کاشمیری ۱۹۵۸ء میں شاعری کے میدان میں داخل ہوئے اور پھر اسی کے ہو کر رہ گئے۔ مشاعروں میں حصہ لیتے رہے اور تسلسل کے ساتھ چھپتے بھی رہے۔ انہوں نے کسی استاد کی شاگردی تسلیم نہیں کی۔ چنانچہ ۱۹۵۵ء کے آس پاس ترقی پسند تحریک کا زوال شروع ہوا تھا اور اس کے بدلے جدیدیت نے اردو ادب میں اپنا سکہ بٹھلایا تھا اس لیے ہر نیا شاعر اس کارواں میں شامل ہونے کا متمنی تھا۔ یہ مکتبِ فکر اجتماعیت اور خارجیت کو ردّ کر کے انفرادیت اور دروں بینی پر زور دیتا رہا اور ادب برائے ادب کو ادب برائے زندگی پر ترجیح دینے لگا۔ ہمدم کاشمیری نے انہی تازہ ہواؤں سے اپنے دروں کے شاعر کو جگانے کی کوشش کی۔ بقول مظہر امام :

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

"وہ ۱۹۶۰ء سے کچھ پہلے ہی نئے رنگ میں شعر کہنے لگے تھے۔ ناصر کاظمی اور مجید امجد کی شاعری کو انہوں نے حرز جاں بنایا تھا۔ اور وہ اردو ادب کے آنگن میں آتی ہوئی تازہ ہواؤں سے آشنا تھے۔ ممبئی کے دورانِ قیام میں انہیں بڑے شہر کی بے چہرگی کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ ان کی شاعری اپنی ذات اور اپنے عہد کے واقعی تجربے کا اظہار ہے۔"

ہمدم کاشمیری غزل کے شاعر ہیں۔ ان کے یہاں روایتی اور کلاسیکی شاعری کی غنائیت بھی ملتی ہے اور جدیدیت کی گونج بھی، تجریدی فکر و نظر بھی ملتی ہے اور عصری کرب و آگہی بھی۔ وہ دورِ حاضر کے انسان خاص کر شہر سے وابستہ انسان کی مشینی زندگی، بے شناخت و بے جڑ وجود، تنہائی، گھٹن اور بے چہرگی کو، جس کا وہ ممبئی میں خود تجربہ کر چکے ہیں، اپنے اشعار میں اجاگر کرتے رہتے ہیں۔ اس کے باوجود نہ تشلیک کے شکار ہیں اور نہ ہی قنوطیت کے۔ ان کی شاعری میں اپنی جنم بھومی کی بو باس بھی ملتی ہے اور روحانی تیقن بھی۔

دینے والے سے مجھے کوئی شکایت کیوں ہو
راہ میں دھوپ بھی ہے سایۂ اشجار بھی

ہمارا کیا ہے سوال و جواب سب تیرے
اور اس کے ساتھ ہر ایک امتحان بھی تیرا

فتنہ روز و شب تیرے دم سے
عرصۂ ساز گار بھی تجھ سے

اب کہاں جائیں یہاں سے آگے
لامکانی ہے مکاں سے آگے

ہوگئے ہیں تمام سجدے گم
داغ سا ہے سرِ جبیں باقی

کہیں ایمان میں الحاد ملا ہے شامل
نظر آیا ہے کہیں کفر میں ایماں آباد

روح کو لے کے کہیں دور نکل جاؤں گا
جسم ہوگا نہ میرے پاس لبادہ ہوگا

پھڑ پھڑانے کی آرہی ہے صدا
کون بے چین ہے بدن میں بہت

ہم نے سن کر بھی ان سنی کردی
کچھ تاثر اذاں میں تھا ہی نہیں

میری ہی داستاں لکھی تھی ورق ورق
میرا ہی کوئی ذکر کسی باب میں نہ تھا

وہی نظر تھی وہی انتظار تھا، میں تھا
نواح جاں سے گزرتا غبار تھا، میں تھا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کبھی زمیں تو کبھی آسماں سے گذرے ہیں — تمام عمر یونہی امتحاں سے گذرے ہیں
کیا مجھے اپنی ہی پہچان نہیں ہے ہمدم — میرے آئینے میں کیوں غیر کا سایا ہوگا
اکیلے پن کی سزائیں بھگت رہا ہوں بہت — مجھے ڈراتے ہیں میرے مکان کے سائے
میں برسرِ پیکار ہوں خود اپنی گھٹن سے — کوئی تو کرے دشت میں تدبیر ہوا کی
قدم قدم پہ دھڑکتا ہے دل امیدوں کا — قدم قدم پہ ہے درپیش امتحاں سا کچھ

جیسا کہ پہلے بھی ذکر آچکا ہے ہمدم کی شاعری میں روحانیت اور وجود کی نیستی و ہستی کی حقیقت زیریں لہر کی طرح دوڑتی نظر آتی ہے جو مقامی صوفی بزرگوں جیسے للہ عارفہ (لل دید) اور شیخ نورالدین نورانی (نندریشی) کی دین ہے۔ صدیوں سے کشمیری شاعری میں تصوف کا خاصا عمل دخل رہا ہے جس کا اثر کئی اردو شاعروں میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ ہمدم بھی اسی سلسلے کی کڑی ہیں۔ اس حوالے سے ان کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں :

وہ گھر میں ہے مگر پوچھو تو گھر میں بھی نہیں ہے — مکان میں بھی کسی کی لامکانی دیکھتا ہوں
سارا جہاں گھوم کے آیا ہوں آخرش — پوشیدہ کائنات ملی ایک حباب میں
جس کی تلاش کرتا رہا ماہ و سال میں — لپٹا ہوا ملا وہ مجھے میرے شال میں

ہمدم کاشمیری کی عشقیہ غزلیں گوشمار میں بہت کم ہیں پھر بھی ان کی لفظیات روایت سے گریز کرتی ہے۔ ان میں روایتی مضامین باندھنے کے بجائے جدید فکر و تخئیل کی دنیا آباد ہے۔

ایک قطرہ نہ کہیں خوں کا بہا میرے بعد — زنگ آلود ہوئی تیغِ جفا میرے بعد
دفن زندہ کردیا تھا عشق کو مدت ہوئی — کیوں دھواں اٹھتا ہے اب بھی قبر کی دیوار سے

شمس الرحمٰن فاروقی ہمدم کے کلام کے بارے میں اپنے تاثرات یوں ظاہر کرتے ہیں :

"وہ حیات انسانی اور اس حیات کو طرح طرح سے آزمانے اور کاٹنے کچلنے والی کائنات کی سب اداؤں سے واقف ہیں۔ انہیں آج کی دنیا میں انسانی صورتِ حال اور اس صورتِ حال میں پیوست اور

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ژولیدہ خود اپنی صورتِ حال کا احساس تخیلاتی سطح پر ہے، صرف اطلاعاتی یا معلوماتی یا علمیاتی سطح پر نہیں۔ لیکن وہ شاکی نہیں نظر آتے، نہ ہی وہ ہاتھ پاؤں ڈال کر غزل کے عام شاعر کی طرح منفعلانہ رویہ اختیار کرتے ہیں۔ ان کے یہاں احساس کی شدت بے معنی احتجاج نہیں بنتی۔''

موصوف کی غزلیں مختلف رسالوں کے علاوہ جدیدیت کے نمائندہ ماہ نامہ ''شب خون'' الہ آباد میں تسلسل کے ساتھ شائع ہوتی رہی ہیں اور مخصوص ادبی حلقے میں پسند ہوتی رہی ہیں۔ شب خون کے چہل سالہ انتخاب میں ہمدم کی جو دو غزلیں شامل ہوئیں ان میں سے دو اشعار کا ذکر شمس الرحمٰن فاروقی نے بطور خاص 'ورق سادہ' میں شامل مضمون 'ہمدم کاشمیری کی غزلیں' میں کیا ہے :

جہاں انسان تھا مشت استخواں رکھا ہوا ہے — خدا کا شکر ہے کچھ تو نشاں رکھا ہوا ہے
تم نے بھی چھپایا ہے ہم سے کئی باتوں کو — ہم نے بھی تمہیں خط میں لکھا تو نہیں سب کچھ

ہمدم کی شخصیت کا ایک اور پہلو یہ بھی ہے کہ وہ زمانہ ساز ہیں نہ ابن الوقت بلکہ ایک پُر خلوص شاعر کی مانند نام و نمود اور انعام و اکرام کی پرواہ کیے بغیر جادۂ ادب پر عمر بھر گامزن رہے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ وہ اپنی آنکھوں سے ادب اور شاعری کے گرتے ہوئے معیار کو دیکھتے رہے کہ کیسے گلے باز نا شاعر سٹیج کی زینت بن کر واہ واہ لوٹتے رہتے ہیں جبکہ شاعر اپنی بیاض کو اپنے سینے سے لگائے عمر بھر آنسو بہاتے رہتے ہیں اور سرمایہ نہ ہونے کے سبب اس کو شائع بھی نہیں کر پاتے :

اب فقط الفاظ ہی الفاظ ہیں — شاعری سے ہوگئے افکار گُم
ضرور داد ملے گی غزل ہو کیسی بھی — مشاعرے میں چلو، ہم بھی گا کے دیکھیں گے

ان کی شاعری کے بارے میں عرفان صدیقی فرماتے ہیں :

''ہمدم کاشمیری کی شاعری کے مطالعے سے طرزِ فکر اور پیرایۂ اظہار دونوں سطحوں پر ان کے انفرادی عناصر نمایاں ہوئے ہیں۔ اسلوب میں ان کی تازہ کاری، الفاظ کی قوت

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مناسب اور معنویت سے ان کی گہری آشنائی، غیر پیچیدہ اور شفاف بیان اور خوبصورت تہہ دار ترکیبوں کو برتنے کے سلیقے سے عبارت ہے تو فکر و احساس کے زاویے سے یہ شاعری اپنے تخلیقی ردِ عمل کی ندرت، اپنی انسانی دردمندی، اپنے گداز اور صداقت سے متاثر کرتی ہے۔"

ہمدم کاشمیری کا قلم بہت عرصے تک تعطل کا شکار ہو کر رہ گیا جس کا ذکر خود انہوں نے مندرجہ ذیل اشعار میں کیا ہے۔ عرفان صدیقی نے بھی اس جانب اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "درمیانی مدت میں چند برسوں کی خاموشی کے وقفے کے بعد لکھنؤ میں تین چار سال ان کے دورانِ قیام ان کی شاعرانہ توانائیاں پھر بیدار ہوئیں اور گذشتہ عارضی خاموشی کی تلافی ہوئی۔"

ہمدم کو چپ لگی ہے زمانہ گذر گیا — اس شہر خاموشی میں صاحبِ اذان تھا
عمر بھر کرتا رہا دشت نوردی ہمدم — اور اب جا کے ہوئی ہے کہیں تعمیر میری

کشمیر ہمدم کاشمیری کی شاعری کا نقطۂ ارتکاز رہا ہے۔ اسی جنتِ بے نظیر میں ان کی ولادت ہوئی اور یہیں پر وہ پل بڑھ کر جوان ہوئے۔ یہاں کے برفانی پہاڑ، قلقل کرتی ندیاں، جھلملاتی جھیلیں، چنار و دیوار کے سائے، پھولوں کے تختے اور شفق کے نظارے ان کے وجود کا حصہ بن چکے ہیں۔ پھر کیسے وہ اس فردوس کو سلگتے ہوئے دیکھ سکتے ہیں؟ گذشتہ پچیس سال سے وادی ایسے دورِ آشوب سے گزر رہی ہے جس کا ذکر کرتے ہی رواں رواں کانپ اٹھتا ہے۔ فسادات، سنگ باری، کرفیو، حراستیں، تلاشیاں، بارود کا دھواں اور اموات۔ یہ سب کچھ تو اسی بارودی کلچر کی دین ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نہ صرف ہمدم کاشمیری کی زبان بلکہ ان کی روح نوحہ خواں ہے۔

ڈھونڈیا ہوں میں اِدھر اور اُدھر — میرے کشمیر میں جنت ہے کہاں
ملگجا ڈل جھیل کا ہے آئینہ — سامنے ہیں دھند میں کہسار گم
کبھی اس شہر میں کچھ دیر ٹھہر کر دیکھو — زندگانی کو رواں موت کی تابانی میں
ہر طرف آگ کے شعلے ہیں رواں — کیا کہوں کون سا گھر میرا ہے
اُجڑ گئی ہے ہر اک سمت موسمِ گل میں — نہ باغباں ہے سلامت نہ گلستاں آباد

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

چوٹیوں پر ڈھونڈنے سے ہی نظر آتی ہے برف
آگ ہے اس شہر میں بسیار اور برفاب کم

چھایا ہے آسماں پہ سیہ ابر کا دھواں
پھیلی ہوئی ہے برف کی چادر زمین پر

بے راز راستے ہیں مناظر اداس ہیں
قسطوں میں میرے شہر کا نیلام کیوں ہوا

نماز کیسے ادا ہو دعا کدھر مانگیں
جلا ہے فرش اُدھر ہوگیا دھواں محراب

لے گیا سیلِ بلا جو بھی ہمارا تھا یہاں
کس سے پوچھیں کہ رہا شہر میں اب کیا باقی

اس روشنی کے شہر میں ظلمت کرے گی راج
مجھ کو یقین تھا نہ تجھے ہی گماں تھا

میں یوں ہی بیکار زد میں آگیا ہوں
خس کسی کا شرر میرا نہیں ہے

کیوں ہر اک موڑ پہ روکا ہے تلاشی کے لیے
کیوں مجھے گھر سے نکلنے کی اجازت نہ ملی

رہیں گے آخر دریچہ و بام اُداس کب تک
کہاں گئے ہیں گلی سے اپنی جوان سارے

اس شہر آشوب کا ذکر کرتے ہوئے ہمدم کاشمیری ان لوگوں کا ذکر کرنا نہیں بھولتے جن کے ساتھ انہوں نے زندگی کی حسین گھڑیاں بتائی تھیں اور جو مجبوریٔ حالات کے سبب وادی سے ہجرت کر گئے۔ ان کی غزل ''کیوں ہمارے ہم سفر گم ہو گئے۔ کچھ اِدھر کچھ اُدھر گم ہو گئے'' میں انہیں جذبات کی عکاسی کی گئی ہے۔ چند اور اشعار جن میں وہ بچھڑے ہوؤں کو یاد کرتے ہیں ذیل میں درج ہیں:

آپ گھر چھوڑ کے کیوں نکلے ہیں
آپ کے دین میں ہجرت ہے کہاں

ایک مدت سے گئے ہیں چھوڑ کر اس کو مکیں
پھر صدا آتی ہے کیسے خانۂ مسمار سے

ہمدم کی شاعری انسانی زندگی کی گرتی ہوئی قدر و قیمت اور اس کے حبس زدہ ماحول کی داستاں ہے۔ حالانکہ وہ کشمیر کے بارے میں اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہیں مگر ان اشعار کا اطلاق دنیا کے کسی بھی شورش زدہ مقام سے ہوسکتا ہے جہاں انسانیت دم توڑ رہی ہے۔ شاعر کو بہ خوبی یہ احساس ہے کہ انسان ہی انسان کا قاتل ہے۔ ہونے نہ ہونے کے بیچ کی دیوار جب مسمار ہو جاتی ہے اور دہشت و بہیمیت جب ہر طرف پھیل جاتی ہے تو پھر نہ قاتل سے اور نہ ہی تلوار سے ڈر لگتا ہے لیکن پھر بھی موت کی آہٹ، سانس کا اتار چڑھاؤ، شورش بسیار، ایوان و درنا رحتیٰ کہ اپنا ہی کردار ڈراؤنا معلوم ہوتا ہے۔ ان ہی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

جذبات کی تجسیم مندرجہ ذیل اشعار میں کی گئی ہے :

قتل میرا ہی ہوا ہے ہمدم ہاتھ بھی خون سے تر میرا ہے
میں بھی شامل تھا سنگ باری میں باعثِ گیرودار میں بھی ہوں
اب یہاں کس سے کرے کوئی شکایت ہمدم شہر اپنا ہے ، جنوں اپنا ، پتھر اپنا
خون کس کس کا بہایا کانپتا ہوں سوچ کر ڈر رہا ہوں آج میں خود اپنی ہی تلوار سے
سوچتا ہوں کہ کہاں ٹیک لگا کر بیٹھوں مجھ کو خود اپنی ہی دیوار سے ڈر لگتا ہے

شاعر کشمیر اور کشمیریوں کی کسمپرسی کا ذمے داران رہنماؤں کو ٹھہراتا ہے جن کے سبب آج یہ علاقہ اس حالتِ زار سے گزر رہا ہے۔

سایوں کے ساتھ ساتھ وہ اشجار لے گئے جتنے بھی تھے یہاں میرے آثار لے گئے
کر رہا ہے نئی تعمیر کی باتیں کیسے !؟ جا بہ جا شہر کے آثار مٹانے والا

کشمیریوں کی فطرت کے حوالے سے شاعر ایک پتے کی بات کہہ گئے ہیں کہ دنیا کے کسی کونے میں کوئی بات کیوں نہ ہو اور اس کا کشمیر سے کوئی تعلق ہو یا نہ ہو مگر کشمیری سڑکوں پر نکل کر مظاہرہ ضرور کریں گے۔ ملاحظہ کیجیے شعر :

بستی میں کوئی قتل ہوا جب گھر میں شور مچایا ہم نے

ہر طرف پھیلی ہوئی ویرانیوں اور بربادیوں کو دیکھ کر ہمدم کاشمیری امن کوشاں ہیں۔ وہ اپنے ہاتھ سے رجائیت کا دامن نہیں چھوڑتے۔ انہیں یقین ہے کہ فریقین ایک نہ ایک دن اپنے کیے پر پچھتائیں گے اور کشمیر پھر سے جنت بن جائے گا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

جنگ کوئی میری مملکت میں نہ ہو تیر رکھو سب اپنے کماں سے الگ
ایک بستی نئی بسائیں گے کچھ زمین لے کے آسمانوں میں

کشمیر واحد ریاست ہے جہاں اردو سرکاری زبان کی حیثیت رکھتی ہے مگر افسوس اس بات کا ہے کہ یہاں کا اردو داں طبقہ احساس کمتری میں مبتلا ہے۔ اردو کے لیے جتنے بھی ادارے وقف ہیں وہاں یا تو غالبؔ و اقبالؔ پر ساری قوتیں مرتکز ہیں یا پھر اردو کے ان مسائل پر جن کا کشمیر سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ کشمیر نے گذشتہ پچاس سالوں میں کئی شاعر

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اور ادیب پیدا کیے ہیں جن پر اردو دنیا فخر کر سکتی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کی حوصلہ افزائی کی جائے اور ان کی تخلیقات کے مختلف پہلوؤں پر مستند تحقیق کی جائے۔ میں سمجھتا ہوں ہمدم کاشمیری بھی اس عزت افزائی کے مستحق ہیں اور ان کے فکر و فن پر دقیقہ ریزی سے ریسرچ مطلوب ہے۔ بقول پروفیسر شکیل الرحمٰن :

''غزل کے اچھے شاعر کی طرح ہمدم کاشمیری بھی مختلف تجربوں کو اپنے احساس اور جذبے سے قریب تر کرتے ہیں جس حقیقت یا تجربے سے متاثر ہوتے ہیں، اس کی مٹھاس یا شیرینی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پھر اپنے احساس اور جذبے کا رنگ و آہنگ عطا کر کے اسے پرکشش جمالیاتی تجربہ بنا دیتے ہیں۔''

مجھے پورا یقین ہے کہ ہمدم کاشمیری آگے بھی اپنے قلم کی روانی یوں ہی برقرار رکھیں گے اور اردو کو اپنے بیش بہا کلام سے مزین کرتے رہیں گے۔

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ڈاکٹر شفق سوپوری

ہمدم کاشمیری کا شہر غزل

تیرے لہجے میں تجھ سے دو باتیں ہوں
ورنہ شہرِ غزل میں میرا کام نہ تھا

ہمدم کاشمیری کے اس شعر کے فوری تاثر سے میں شش و پنج میں پڑ گیا۔ وہ شہر غزل میں وارد ہو کر کس سے اُس کے (مخاطب کے) لہجے میں دو باتیں کرنا چاہتے ہیں۔ دو باتیں کرنا مختصر گفتگو یا سرسری بات چیت کا اشارہ بھی فراہم کرتا ہے۔ غزل کی صورتِ جمیل کو اگر روایت کے آئینے میں دیکھیں گے تو اس کے لہجے پر عشق کے تعلق سے وارداتِ قلبی کا لسانی پیکر غالب حد تک سایہ کئے ہوئے نظر آتا ہے۔ شہر غزل کے کوچہ و بازار میں چلمنوں سے جھانکتے ہوئے غزالوں کے لب و رخسار و چشم و زلف سے رمز و کنایہ لے کر تشبیہہ و استعارہ کے پردے میں حالِ دل بیان کیا جاتا ہے۔ ہمدم کاشمیری غزل میں نہ کوچۂ حسن ہے نہ جلوۂ جاناں ہے نہ غم یار۔ نہ ہجر کی تکلیف ہے نہ وصل کی لذت اور ایسی صورت میں جب شاعر خود کہتا ہے کہ:

کوئی نہیں سنتا تھا لیکن
اپنا حال سنایا ہم نے

صورتِ حال اور بھی متضاد ہو جاتی ہے کیونکہ لہجہ نہ عاشقانہ ہے نہ مخاطب کوئی معشوق۔ میں نے لہجے کا ذکر کیا ہے۔ ہمدم اپنے لہجے کے بارے خود کہتے ہیں کہ:

لہجہ تھکا تھکا ہوا آنکھیں بجھی بجھی
چہرہ اٹا ہوا کسی گردِ ملال میں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

میں نے جب گردِ ملال کو تھوڑا سا ہٹا دیا تو ہمدؔم کے خط و خال نمایاں ہونے لگے۔ مجھے معلوم ہوا کہ ہمدؔم کی شاعری ہم کلامی سے زیادہ خود کلامی ہے۔ میں اپنے بیان کی دلیل میں ان کا یہ شعر پیش کر رہا ہوں :

لکھا تھا جو اپنی خاطر
شب خون میں چھپوایا ہم نے

ہمدم کاشمیری خالصتاً غزل کے شاعر ہیں۔ میں ایک جملے میں ان کے بارے میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ اپنی شخصیت کی طرح بہت اچھے اور منفرد شاعر ہیں۔ غزل سے ان کی طبعی مناسبت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا تجربہ تخلیقی نوعیت کا ہوتا ہے جو لفظ استعارہ کی زرخیز مٹی میں اس طرح کھلتا ہے کہ آس پاس کی فضا مشکبار ہو جاتی ہے۔ اردو شاعری کی جب بات کرتے ہیں تو فوراً غزل کا پیکرِ منور ذہن و دل کو روشنی کے فوارے کی طرح خیرہ کر دیتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اردو میں شاعری کا مزاج بہت حد تک غزل سے متعین ہوتا رہا۔ یہ بھی واقعہ ہے کہ اردو میں بہترین شاعری غزل میں ہی کی گئی ہے۔ میرے ان معروضات کو دوسری اصناف کی کمتری ثابت کرنے پر محمول نہ کیا جائے جیسا کہ بعض لوگ غزل پر نظم کی برتری ثابت کرنے کے لیے غالبؔ کے اس شعر کو عام طور پر استعمال کرتے ہیں :

بقدر شوق نہیں ظرف ِ تنگنائے غزل
کچھ اور چاہیے وسعت مرے بیاں کے لیے

واقعہ یہ ہے کہ ہر سچا فنکار اپنے خیال کی مناسبت سے ہیئت کا خود تعین کرتا ہے۔ غالبؔ نے اپنے شعر میں خیال کی مناسبت کے ہیئت کے ناگزیر رشتے کا ذکر کیا ہے ''اور کچھ چاہیے'' سے ان کی مراد غزل کی یکسر نفی نہیں البتہ غالبؔ کا کہنا ہے کہ شوق کا جو حصہ بیان ہونے سے رہ گیا ہے وہ غزل میں نہیں سما سکتا اس کے لیے کوئی اور ظرف چاہیے۔

ہمدم کاشمیری نے اپنا شعری سفر اس دور سے شروع کیا جب ترقی پسند اپنا ڈھول بجا کر محفل سے اٹھ گئے تھے اور چاروں طرف جدیدیت کی نوبت بج رہی تھی۔ ہندوستان میں ۱۹۶۵ء کے بعد غزل نے اپنے کھوئے ہوئے مقام کو حاصل کر لیا۔ نئی غزل کو

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مقبولِ خاص و عام بنانے میں ان جدید شعراء کا بہت بڑا ہاتھ ہے جن کا ذہنی اور علمی پس منظر اپنے پیش روؤں کے مقابلے میں وسیع تر تھا اور جن کے ہاں روایت کا گہرا شعور بھی تھا۔ ہمدم کاشمیری بھی نئی غزل کے ان معماروں میں سے ہیں جنہوں نے گذشتہ صدی کے انسان اور معاشرے کی بدلتی ہوئی صورتحال کی بھرپور عکاسی کی۔ اتنا ہی نہیں لسانی سطح پر بھی انہوں نے غزل کو ان تبدیلیوں سے روشناس کرادیا جو روایت کے پیش نظر خیرہ کن بھی ہیں۔ ہمدم کی شاعری میں بھی نئی لسانی تشکیل، تازہ موضوعات اور ندرتِ بیان سے ایک دم نئے داخلی اور بیرونی تجربے کا احساس ہوتا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:

لگتا نہیں ہے مہرباں ہوگا یہ آفتاب
دیکھے ہیں صبح شام کے آثار شہر میں
آؤ کسی سرا میں ٹھہر جائیں رات بھر
اُٹھنے لگی ہے شام کی دیوار شہر میں
دیکھو تو سانس لینے کا امکان بھی نہیں
سوچو تو زندگی کے ہیں آثار شہر میں

ہمیشہ سے ہی تیکھا سوچتا ہوں
اندھیرے میں اُجالا سوچتا ہوں

آج ہر ظلم وہ سہتا ہے برابر چپ چاپ
چائے کی پیالی میں طوفان اُٹھانے والا

میرے دائیں بائیں تھیں پرچھائیاں
میرے ہاتھوں میں کوئی پتھر نہ تھا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

زندگی اپنی تو بیکار گئی ہے ہمدم
اوڑھنے والا ملا ہے نہ بچھانے والا

کہاں کہاں نہ ہوئیں خون سے تر بتر آنکھیں
جہاں بھی عرصۂ ناسازگار تھا ، میں تھا

جان سے پہلے جسم یاد آیا
گھر سے پہلے مکاں لکھا ہے

سچ تو یہ ہے روح و بدن کا
دوہرا بوجھ اٹھایا ہم نے

بس میری خاک بجھادے گی اُسے
آگ بسیار ہے پانی کم ہے

کسی کا عکس کب سے ڈھونڈتے ہو
ہوا ہے آئینوں میں • آئینہ گم

سرسری طور منتخب کیے گئے ان اشعار میں ''افتاب کا مہرباں ہونا''، ''شام کی دیوار اُٹھنا''، ''سانس لینے کا امکان نہ ہونا''، ''تیکھا سوچنا''، ''چائے کی پیالی میں طوفان اٹھانے والا''، ''دائیں بائیں پرچھائیاں ہونا''، ''اوڑھنے اور بچھانے والا نہ ملنا''، ''آنکھوں کا خون سے تر بتر ہونا''، ''عرصۂ ناسازگار میں ہونا''، ''جان سے پہلے جسم یاد آنا''، ''گھر سے پہلے مکاں لکھنا''، ''روح و بدن کا دوہرا بوجھ اٹھنا''، ''خاک کا بسیار آگ بجھانا''، ''آئینوں میں آئینہ گم ہونا''۔ یہ الفاظ استعاروں اور علامتوں کی تلازمی اور ایمائی حیثیت ایک ایسے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

جدید لب و لہجے کا پتہ دیتے ہیں جو تربیت یافتہ ہونے کے ساتھ ساتھ سلیقہ مند بھی ہے۔ یہ وہ جدید لسانی عمل نہیں جہاں تہذیب کی حدوں کو روند کے آگے بڑھنا فیشن اور معمول بن گیا تھا۔ نہ یہ انسانی نفسیات اور بشری مجبوریوں کو ذہنی عیاشی کے لیے سفاکیت کے ساتھ عریاں کرنے کا وہ شائستہ اسلوب بیان ہے جسے بعض شعراء نے اپنے وقار اور امتیاز کی اساس بنایا تھا۔ ہمدم کاشمیری کی غزل جدید لسانی جمالیات کو مہذب اور پُر وقار بنانے کا ایک قابل قدر کارنامہ ہے۔

نئی غزل کے اہم موضوعات، اجنبیت، بے یقینی، تشکیک، لاحاصلیت، لایعنیت، تنہائی، افراتفری وغیرہ رہے ہیں۔ دیکھا جائے تو ان سب مسائل کا محرک اور سرچشمہ انسانی تہذیب اور معاشرے کی شکست و ریخت کا وہ سلسلہ در سلسلہ عمل ہے جو وقت کی یلغار کے نتیجے میں وجود میں آیا۔ ایسے مسائل سے دو چار فرد کا یاد ماضی کے مرض یعنی Nostalagia میں مبتلا ہونا فطری ہے۔ ناسٹالجیا انسانی فکر میں دردِ بے درماں کی طرح بس گیا ہے۔ یہ درد ان ازلی حادثات اور واقعات کا کہنہ (Chronic) ناسور ہے جو آدم کو اپنے گم شدہ سرمائے کی یاد دلاتا ہے۔ یادِ ماضی دراصل احساس زیاں کی وہ رنجیدہ شکل ہے جس کے آگے انسانی حیات اور تمدن و تہذیب کی ہر بلندی پست نظر آتی ہے۔ اس حیات زیاں گزیدہ کا نقطۂ آغاز اس ازلی ہجرت سے ہوتا ہے جو آدم نے جنت سے کی۔

انسان تاریخ وار لامتناہی ہجرتوں سے دوچار ہوتا ہے۔ ہجرت جو آدم نے جنت سے کی، ہجرت جو انسان ایک خطے سے دوسرے خطے کی طرف کرتا ہے۔ ہجرت جو انسان اپنی ذات سے نادیدہ جہانوں کی طرف کرتا ہے۔ یعنی ہجرت کے خارجی اور داخلی دونوں پہلو ہیں۔ نئی غزل میں ہجرت ایک اہم موضوع رہا ہے لیکن میرے خیال میں ہجرت پر لکھنے والوں میں ناصر کاظمی کو امام کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ ناصر کے یہاں یہ درد تقسیم ملک نے پیدا کیا۔ ناصر کی شاعری ہجرت کے نتیجے میں رونما ہونے والے المیہ کا جذباتی اظہار ہے۔ یہ نئے دور کا استقبال نہیں کرتی بلکہ فنا ہوتی ہوئی تہذیب پر صدمے کا اظہار کرتی ہے۔ ہمدم کے یہاں بھی یادِ ماضی ہے مگر ان کی شاعری کسی عارضی یا وقتی صدمے کا اظہار نہیں بلکہ ازلی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

غم کی ترجمان ہے۔ ناصر کاظمی کے یہ شعر ملاحظہ فرمائیں :

شکستہ پا راہ میں کھڑا ہوں، گئے دنوں کو بُلا رہا ہوں
جو قافلہ میرا ہمسفر تھا مثالِ گردِ سفر گیا وہ

وہ ساحلوں پر گانے والے کیا ہوئے
وہ کشتیاں چلانے والے کیا ہوئے

عمارتیں تو جل کے راکھ ہوئیں
عمارتیں بنانے والے کیا ہوئے

دھیان کے آتش دان میں ناصؔر
بجھے دنوں کا ڈھیر پڑا ہے

ڈیرے ڈالے ہیں بگولوں نے جہاں
اس طرف چشمہ رواں تھا پہلے

اب وہ دریا، نہ وہ بستی، نہ وہ لوگ
کیا خبر کون کہاں تھا پہلے

ہر خرابا یہ صدا دیتا ہے
میں بھی آباد مکاں تھا پہلے

منزل نہ ملی تو قافلوں نے
رستے میں جمالیے ہیں ڈیرے

جنگل میں ہوئی ہے شام ہم کو
بستی سے چلے تھے منہ اندھیرے

ناصر کاظمی کے ان اشعار کے مقابلے میں ہمدؔم کے مندرجہ ذیل اشعار رکھ کر غور فرمائیے :

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

پچھلے سفر کی کوئی کہانی یاد نہیں ہے
کون ہوا ہے اپنا ثانی یاد نہیں
کب اترا تھا چاند ہمارے آنگن میں
کب مہکی تھی رات کی رانی یاد نہیں ہے
اتنا یاد ہے شہر میں کوئی رہتا تھا
پورا قصہ ہم کو زبانی یاد نہیں ہے
کب آئے تھے جنگل چھوڑ کے بستی میں
ہم کو دورِ نقل مکانی یاد نہیں ہے

طاق در طاق چراغوں کو جلانے والا
کیا ہوا سوچئے راتوں کو سجانے والا

سالہا سال رہا پاؤں میں چکر اس کے
در بدر پھرتا رہا ٹھور ٹھکانے والا

یہ مکمل معمہ ہے سمجھاؤں کیا
کون کیسے ہوا ہے کہاں سے الگ

سراغ اپنا کہیں ملتا نہیں ہے
ہوئے ہیں ہر قدم پر نقشِ پاگم

ابھی دل میں ہے اس پچھلے سفر کی یاد باقی
نگاہوں میں غبار کارواں رکھا ہوا ہے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اس اعتراف کے ساتھ کہ ناصر کاظمی جیسے بلند پایہ شاعر کا ہمدم کاشمیری کے ساتھ تقابل کرنا میری منشا نہیں ہے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اوپر درج کئے گئے دونوں ناصؔر اور ہمدؔم کے اشعار کا موضوع ایک ہے، لہجہ بھی ایک، بیان بھی ایک۔ مگر ہمدؔم کے یہاں لفظوں کی علامتی حیثیت ناصر سے یکسر جداگانہ ہے۔ ناصر کے حالات زندگی کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ تقسیم ملک کی آندھی نے ان لاکھوں افراد کی طرح انہیں بھی اپنی زمین سے اکھاڑ کر ایک ایسی جگہ پر پھینک دیا جہاں وہ اجنبیت، تہذیبی خلا، نامانوسیت اور تنہائی سے دوچار ہوئے جس کے نتیجے میں وہ ایک نفسیاتی مرض Nostalgia میں مبتلا ہو گئے۔ جب کہ ہمدم کے ساتھ ایسا کچھ نہیں گزرا ہے۔ لہٰذا ان کے یہاں پچھلا سفر، رات کی رانی، پورا قصہ، جنگل سے بستی کی طرف نقل مکانی، طاردر طاق چراغوں کو جلانے والا، ٹھور ٹھکانے والا، مکمل معمہ، کون کیسے ہوا کہاں سے الگ، سراغ نہ ملنا، نقش پا گم ہونا، غبارِ کارواں کا نگاہوں میں ہونا۔ اس ازلی سفر اور ہجرت کا علامتی اظہار اور بیانیہ ہے جو انسانی تہذیب کا مقدر بن چکا ہے اور جس کے نتیجے میں انسان نہ صرف تاریخ وار زمینی اور خونین ہجرتوں سے دوچار ہوا بلکہ ہر ہجرت کے بعد اسے تہذیبی خلا کے ساتھ ساتھ روحانی خلا بھی محسوس ہوا۔ اس لحاظ سے ہمدم کاشمیری کا غم، درد اور نوحہ ایک خاص دور یا ایک خاص طبقے یا تہذیب سے متعلق نہیں بلکہ یہ انسانی حیات کے ارتقائی دور پر محیط ہے۔

انسانی رشتوں کے تعلق سے ہمدم کی شاعری میں ایک انوکھا طرز احساس پایا جاتا ہے۔ اس میں تجربے کی نوعیت خالصتاً انفرادی اور ذاتی ہے۔ انہوں نے تبدیل شدہ اجتماعی اور تہذیبی پس منظر کی طرف اشارہ کرنے کے بجائے انسانی ذات کی تقسیم کا کرب بیان کیا ہے۔ ہمدم کاشمیری کو انسانی ذات کی دیوار میں پڑی ہوئی شگاف کے اندر بے یقینی، تنہائی، تشکیک، بے بضاعی اور خوف کے جنگل اُگنے نظر آتے ہیں۔ ان کے یہاں رشتہ نہ عاشق و معشوق کا نہ مرد اور عورت کے باہمی تجربے کا مظہر بلکہ رشتوں کی شکست و ریخت کے نتیجے میں جو بے چہرگی ابھرتی ہے وہ اصل میں ذات کی ہی ایک مسخ شدہ صورت ہے:

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہم ایک دوسرے کو دیکھتے رہے گُم سُم
سڑک پہ مجھ سے بڑا اشتہار تھا ، میں تھا

اپنی مٹی سے خود کو تعمیر کیا
یعنی اپنے خوابوں کو تصویر کیا

خود کو پہچان لیا ہے میں نے
آپ سے ملنے کی فرصت کم ہے

میں اپنے آئینے میں اپنا ثانی دیکھتا ہوں
مگر سچ ہے کہ لمسِ رائیگانی دیکھتا ہوں

جہاں انسان تھا مُشتِ استخواں رکھا ہوا ہے
خدا کا شکر ہے کچھ تو نشاں رکھا ہوا ہے

اس نے چہرے کی عبارت پر قناعت کی ہے
کچھ بھی باہر سے نظر آیا نہ اندر اپنے

میں تھا اور صرف ایک آئینہ
اور کمرے میں کون تھا موجود

کسی کا عکس کب سے ڈھونڈتے ہو
ہوا ہے آئینوں میں آئینہ گم

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سراغ اپنا کہیں ملتا نہیں ہے
ہوئے ہیں ہر قدم پر نقشِ پا گم

عرفان صدیقی نے ہمدم کے شعری مجموعے ''دھوپ لہو کی'' کے دیباچے میں ایک بہت اچھی بات کہی ہے کہ ہمدم کی غزل کے کینوس کو دیکھتے ہوئے انہیں محض کشمیر کے علاقائی پس منظر سے متعلق کر کے دیکھنا اور وہاں کے ہمعصر اردو شعرا سے موازنے تک محدود رکھنا مناسب نہ ہوگا۔ شاعر کو ویسے بھی مقامی رنگ اور مخصوص خطے کے سماجی، معاشی، سیاسی اور معاشرتی وغیرہ حالات کی ترجمانی تک محدود رکھنا ٹھیک نہیں۔ یہ بات الگ ہے کہ بعض شعرا اس معاملے میں شعوری طور پر اپنی کمیٹ منٹ کا اظہار کر کے اپنی شاعری کے امکانات کو کم کر دیتے ہیں۔ شاعر جس بھی خطے سے تعلق رکھتا ہو اگر وہ آفاقی مسائل اور حقائق کو نہیں ابھارتا اس کی شاعری کا درجہ کم ہو جاتا ہے۔ رشید حسن خان نے بہت اچھی بات کہی ہے کہ میں شاعری میں مقامی دبستانوں کا قائل نہیں ہوں۔ شاعری کے موضوعات سیاسی، سماجی، اقتصادی، معاشرتی حالات سب مل کر نہ معلوم کن کن عوامل کا نتیجہ ہوتے ہیں اور شاعر کا ذخیرۂ معلومات اس کی طبعی خصوصیات، ذاتی تجربات و مشاہدات یہ سب اس کے انفرادی رنگ کا تعین کرتے ہیں۔

اس نقطۂ نظر سے اگر ہمدم کی شاعری کا جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ ہمدم چونکہ کشمیر کی سرزمین سے تعلق رکھتے ہیں اور یہاں کے جملہ حالات سے ان کا متاثر ہونا قدرتی امر ہے اور ایسا ان کی شاعری سے محسوس بھی ہوتا ہے۔ خصوصاً گزشتہ بائیس سال کی شورش نے جو وادیٔ کشمیر کے سیاسی، سماجی، معاشرتی اور اقتصادی حالات میں خلفشار پیدا کر دیا ہے اس سے تو دیگر خطوں کے شاعر متاثر ہوئے ہیں۔ ہمدم کا متاثر ہونا کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے لیکن ہمدم نے مقامی درد کو آفاقی درد کا استعارہ بنا کر اپنی شاعرانہ ذکاوت، وسیع مطالعہ، ذاتی تجربات و مشاہدات کی گہرائی اور اپنے انفرادی رنگ کا پورا ثبوت دیا ہے۔ ذیل کے اشعار ملاحظہ ہوں:

دیکھو تو سانس لینے کا امکان بھی نہیں
سوچو تو زندگی کے ہیں آثار شہر میں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہر سمت ہے سکوت کا سایہ بچھا ہوا
غازت ہوئی ہے رونقِ بازار شہر میں

کررہا ہے نئی تعمیر کی باتیں کیسے
جا بہ جا شہر کے آثار مٹانے والا

چھا گیا ہے شہر پر افسون کوئی
چاند جب نکلا کوئی چھت پر نہ تھا

دھویا نہیں گیا جو کسی برشگال میں
میری زمین پر وہ لہو کا نشان تھا

اُگی ہے گھاس میں چنگاریاں سی
ہوئی ہے برف کی اجلی قبا گُم

شہر مسمار ہوگئے کیسے
خواب بیزار ہوگئے کیسے
کیوں دریچہ کھلا نہیں کوئی
بند بازر ہوگئے کیسے
کوئی شعلہ چنار سے نہ اٹھا
زرد اشجار ہوگئے کیسے
کھیل کھیلا ہے آج یہ کیسا
قتل کردار ہوگئے کیسے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

خزاں کے بعد یہاں موسم بہار نہ تھا
ہماری برف میں شاید کوئی شرار نہ تھا

زمین اپنی سلامت نہ آسماں قاتل
کوئی گلی میں کوئی بام پر دکھائی دیا

مندرجہ بالا اشعار میں بیان کی گئیں حقیقتوں کو جموں وکشمیر کے حالات کے پس منظر میں دیکھیں، ملک کے خونین فسادات کے آئینے میں دیکھیں، یا پھر بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے واقعات اور غلبہ پسندی کے تناظر میں دیکھیں، آپ کو بہر حال انسانی درد، کرب اور ابتلا نظر آئیں گے۔ یہی بات ہمدم کاشمیری کو امتیازی شان عطا کرتی ہے۔

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ارمان نجمی

ہمدم کاشمیری ایک غمزدہ آواز

ہمدم کاشمیری کی غزلوں کا مجموعہ ورق سادہ میرے پیش نظر ہے۔ ان کی غزلوں سے میرا تعارف شب خون کے ذریعہ ہو چکا ہے اور مجھے ان کا کلام اس لئے پسند آتا ہے کہ اس میں دبی ہوئی مدھم آوازوں کی گونج سنائی دیتی ہیں، جو نہ بلند آہنگ ہے اور نہ چیختے رنگوں سے مزین ہے۔ ایک برجستہ سادگی اور اظہار کی خوش سلیقگی ان کا امتیاز بھی ہے اور اعتبار بھی۔ لیکن اس کے عقب میں اردو کی پوری غزلیہ شاعری سے مضبوط رشتہ کا بھی سراغ ملتا ہے اور ایک طرح کے انحراف کا بھی، جو ان کے معاصر شعری منظر نامہ سے مختلف ہونے کا احساس دلاتا ہے۔ کلاسکیت سے اس توانا تعلق خاطر نے ان کے کلام کو سلاست اور روانی کے جوہر سے آراستہ کیا ہے۔ ان کے یہاں لفظی صنعت گری کی مصنوعی چمک دمک سے الگ تھلگ ایک ایسی پیکر تراشی اپنا ظہور کرتی ہے جو سیدھے سادے لفظوں کو پرکاری کے ساتھ اثر آفرینی کا اعجاز بخشتی ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ ان کا انداز بیان بہت حد تک کلیشے سے پاک ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ شعر اپنی پہلی قرات میں مجھے اپنی گرفت میں نہیں لے سکا لیکن ہوا یوں کہ پھر اس پر نگاہ ٹھہر گئی اور اس کی صوتی دل کشی اور معنوی تہ داری ایک جھما کے کے ساتھ روشن ہوتی چلی گئی۔

وہ جس خطہ زمین میں سکونت پذیر ہیں وہ اپنے فطری حسن اور مسحور کن دل کشی کے لئے چہار دانگ عالم میں پہچانا جاتا ہے، لیکن یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ اس میں بسنے والی آبادی ایک غیر انسانی اور بے رحم سیاست کا شکار ہے، جو نفسیاتی پیچیدگیوں کی گرفت

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سے ابھرنے کا موقع ہی نہیں دیتی ہے۔ ایسے میں کوئی فرد اپنے ہوش وحواس سلامت رکھ سکے تو بڑی بات ہوگی۔ خارجی عوامل کا پیدا کردہ یہ باطنی انتشار کوئی ایسی چیز نہیں جسے محسوس نہ کیا جاسکے۔

آئے! اب ان کے اشعار کی روشنی مین ان کی خصوصیات کا جائیزہ لیتے ہیں۔ پہلی غزل کے دو اشعار

چھایا ہے ہے آسماں پہ سیہ ابر کا دھواں
پھیلی ہوئی ہے برف کی چادر زمیں پر
یہ کس نے آسماں پہ ستارے سجائے ہیں
لکھا ہے کس نے میرا مقدر زمین پر

ان کے تخلیقی تخیل کی سمت متعین کرتے ہیں، جہاں آسماں سیہ ابر کے دھوئیں سے بے رنگ ہو رہا ہے تو زمین برف کی چادر اوڑھے ہوئے سرد مہری اور بے حسی میں لپٹی ہوئی نمو کی حرارت اور قوت سے عاری نظر آتی ہے۔ دوسرا شعر بھی اسی ذو متخالف تضاد binary opposite کا آئینہ دار ہے۔ اس کی مزید وضاحت کی چنداں ضرورت نہیں کہ مقدر سیاہ بھی ہوسکتا ہے یا اس کے برعکس بھی۔ زمین و آسمان کے خالق کو جس طرح طنز کی رمزیت کا نشانہ بنایا گیا ہے وہ ان کے باطنی اضطراب کو بڑی کامیابی کے ساتھ نمایاں کرتا ہے۔ اس مجموعہ کی دوسری غزل کے کچھ اشعار بھی دیکھتے چلیں

بجھائی آگ تو روشن ہوا دھواں سا کچھ
ہمارے ہاتھ میں آیا ہے رائیگاں سا کچھ
قدم قدم پہ دھڑکتا ہے دل امیدوں کا
قدم قدم پہ ہے در پیش امتحاں سا کچھ
کوئی سراب نہیں ہے یہ میری خوش نظری
جو دشت میں نظر آتا ہے گلستاں سا کچھ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہمارے نام وہ منسوب ہو گیا کیوں کر
زمیں پہ ٹوٹ پڑا ہے جو آسماں سا کچھ
اب اس کی شہر میں تشہیر کیا کریں جا کر
ہوا ہے گاؤں میں اپنے جو ناگہاں سا کچھ

ان اشعار میں محزونی کی وہ فضا محسوس کی جا سکتی ہے، جس میں سانس لیتا ہوا شعری کردار اپنی محرومیوں کی داستان اپنے مخصوص رمز و کنایہ کے ذریعہ رقم کر رہا ہے۔ مطلع صرف احساس زیاں یا رائیگانی کی نوحہ گری نہیں ہے بلکہ صورت حال کی شدت کو نشان زد کرنے میں بھی کامیاب ہے۔ یہ کیسی آگ ہے جسے بجھانا اس کا مقدر ہے، جس کے نتیجے میں دھواں روشن ہو رہا ہے جو حقیقت ہو کر بھی بے حقیقت ہے۔ 'یہ دھواں سا کہاں سے اٹھتا ہے' سے میر کے سوال سے الگ اپنے گرد و پیش کا اعتراف ہے یہاں۔ دوسرے شعر میں بیم و رجا کی ان کیفیات کی آئینہ گری ہے جس کا ادراک اسے ہر قدم پر ہو رہا ہے۔ وہ ہر قدم پر پیش آنے والے اس امتحان سے ہراساں نہیں ہے بلکہ اسے مقدر سمجھ کر قبول بھی کر رہا ہے کہ اس کے سوا اس کے پاس اور چارہ بھی کیا ہے، کہ اسے اس راہ پر اپنی منزل تک پہونچنے کا یقین ہے۔ تیسرا شعر اس مثبت روئے کا اظہار یہ ہے جو خوش نظری کی بدولت سراب میں بھی گلستاں کا دیدار کر لیتا ہے۔ تمام منظر نامے میں شعری کردار انفعالیت زدہ بے حسی کا شکار نہیں بلکہ بیدار ذہن کے ساتھ متحرک ہو کر ہونے نہ ہونے کی جنگ میں شر[illegible] ہے۔ چوتھا شعر بھی پیش نگاہ کو بہ انداز دگر دیکھنے کی کاوش سے مربوط ہے، یعنی یہ بلا لو[illegible] سے نازل ہوئی ہے، مگر آسمان کا ٹوٹ پڑنا ان کے نام سے کیوں منسوب ہو گیا، جو بہ ہر صورت انصاف کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا۔ آخری شعر بھی اپنی رسوائی کو پس پردہ رکھنے میں ہی عافیت محسوس کرنے کے المیہ کو نشان زد کرتا ہے کہ اسے معلوم ہے کہ اس کے گاؤں میں جو کچھ بھی ہوا ہے۔ اغوا، عصمت دری، آتش زنی، رات کے اندھیرے میں قتل یا بے گناہوں کی گرفتاری۔ وہ تو ہوتا آ رہا ہے، اس کی تشہیر سے انصاف نہیں ملنے کا، بلکہ اس کی ذلت اور خواری میں مزید اضافہ ہی ہوگا۔ یہاں پر اگر رجائیت کا دامن چھوٹ گیا ہے تو

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اس کے لئے انہیں مورد الزام کیوں ٹھہرایا جائے۔لفظوں کے تخلیقی استعمال سے انسانی قدروں کی گم شدگی کا احساس بار بار قاری کو اپنی گرفت میں لے کر اسے اپنے باطن میں جھانکنے پر مجبور کرتا ہے۔خاطر نشان رہے کہ یہ صرف خارجی انتشار کی تصویر کشی نہیں ہے بلکہ اس داخلی بحران کا بھی اشاریہ ہے جس کے شکنجے میں آج کا ہر ذی شعور انسان جکڑا ہوا ہے۔

اگلی غزل 'عرفان صدیقی کی یاد میں' ان ہی کی زمین میں کہے گئے اشعار سے مزین ہے۔یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ عرفان سدیقی ہم عصر شعری کائینات کا ایک نہایت اہم نام ہے، جو اپنی تخلیقی دلکشی اور جمالیاتی انفرادیت کی بدولت ایک بے ساختہ طرز اظہار کا موجد ہے، جس کی بے وقت رحلت نے ادبی حلقے کے بہت ملول کیا ہے۔وہ ہمدم صاحب کی تخلیقی صلاحیتوں کے معترف اور مداح رہے ہیں۔اور ان کے کلام کو سراہتے رہے ہیں۔اس غزل کا صرف ایک شعر دیکھئے۔

تمہارے بعد ہی سمجھا یہ استعارہ کوئی
تمہارے شعر میں کیوں بوئے رفتگاں ہے بہت

بوئے رفتگاں کے استعارے کو سمجھنے اور اس کے ذریعہ اس رشتے کا اعتراف، روایت سے ابدیت کی سمت منزل روحانی کی جدلیاتی قوت کا بھی اشاریہ ہے، جو ہماری زبان کی تہذیبی یا ثقافتی پہچان بن کے مختلف خطے کے باشندوں کو ایک وسیع حلقے سے منسلک اور مربوط رکھتی ہے۔عرفان صدیقی کی اس رائے سے اختلاف بہت مشکل ہے ''انہیں محض کشمیر کے علاقائی پس منظر سے متعلق کر کے دیکھنا اور وہاں کے ہم عصر اردو شعرا سے ان کے موازنے تک محدود رکھنا مناسب نہ ہوگا کیون کہ یہ شاعری جدید تر غزل کے وسیع تر منظر نامے کا قابل قدر حصہ ہے۔اور اسی حوالے سے یہ اپنے مطالعہ کا تقاضا کرتی ہے۔کشمیر میں انسانی زندگی کے دکھ درد مایوسیاں اور امیدیں یقیناً ہمدم کی غزل میں بڑی دردمندی اور سداقت کے ساتھ نمایاں ہوئی ہیں، مگر یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہئے کہ دنیا کے کسی خاص علاقے میں انسانوں پر جو کچھ گزرتی ہے اسے پوری دنیا کی انسانی واردات سے الگ کر کے نہیں دیکھا جا سکتا۔انسانی دکھ درد کا یہی عالمی تناظر ہمدم کی غزل کے آفاق کی توسیع

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کرتا ہے"۔ بالکل بجا، لیکن اس المیہ کا خاتمہ کہاں ہے، جو ان کی پوری زندگی کے دورانیہ تک محیط ہے۔ اس کا اندازہ تو ان اشعار سے ہوگا ہی جن میں انسانی دکھ درد کا عالمی تناظر ہی نہیں بلکہ مقامی تناظر بھی نمایاں ہوا ہے۔ یہ اشعار زمینی سچائیوں کو جمالیاتی خوبصورتی سے بیان کرتی ہیں۔

میرے ہاتھوں میں یہ کشکول تھما یا کس نے
کیسا سامان ملا بے سروسامانی میں

کبھی اس شہر میں کچھ دیر ٹھہر کر دیکھو
زندگانی کو رواں موت کی تابانی میں

میرے آنگن سے چرائے کس نے سورج کی کرن
میری چھت پر کیوں بچھی ہے چادر مہتاب کم

موت کے سائے نظر آتے ہیں ہر اک موڑ پر
زندہ رہنے کے میسر ہیں یہاں اسباب کم

ہر طرف آگ کے شعلے ہیں رواں
کیا کہوں کون سا گھر میرا ہے

سایہ پڑتا ہے ذرا دور اس کا
میرے آنگن میں شجر میرا ہے

قتل میرا ہی ہوا ہے ہمدم
ہاتھ بھی خون سے تر میرا ہے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

میں پھونک پھونک کے چلتا ہوں راہ میں اس نے
قدم قدم پہ بچھائے ہیں جال میرے لئے

کتنا لاوا ہے یہاں جو پھٹ کے باہر آئے گا
کچھ پتہ چلتا نہیں ہے سینۂ کہسار سے

کیا سیل بلا جو بھی ہمارا تھا یہاں
کس سے پوچھیں کہ رہا شہر میں اب کیا باقی

مسدود ہو گئے مرے دونوں ہی راستے
اٹکا ہوا ہوں دیر سے اپنی سرنگ میں

سوچتا ہوں کہ کہاں ٹیک لگا کر بیٹھوں
مجھ کو خود اپنی ہی دیوار سے ڈر لگتا ہے

اور اب احتجاج کے رنگ میں ڈوبے ہوئے کشمیر کی مخصوص صورت حال کے اشعار۔

مکاں میں خوف سے دیوار تھر تھراتی ہے
گلی میں ناچتے ہیں پاسبان کے سائے

یہ منظر سرف کشمیر کی صورت حال سے وابستہ نہیں، ، بلکہ اپنے ہندوستان جنت نشان کے مسلم کش فسادات، رانچی، جمشید پور، بھیونڈی، بمبئی، میرٹھ، ملیانہ، ہاشم پورہ، نیلی، گجرات اور کوکراجھار آسام کی ستم گری کی تاریخ کی یاد بھی دلاتا ہے۔

کیوں ہر اک موڑ پہ روکا ہے تلاشی کے لئے
کیوں مجھے گھر سے نکلنے کی اجازت نہ ملی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ملگجا ڈل جھیل کا ہے آئینہ
سامنے ہیں دھند میں کہسار گم

کون زندہ ہے مر گیا ہے کون
اب یہاں کوئی پوچھتا ہی نہیں

آگ نے ڈھائی ہے جو بیداد لکھ
کوئیلے سے شہر کی روداد لکھ

غزل کی صنف میں اتنی راست کلامی یا بلا واسطہ بیان تجربے کے اظہار کو بلند سطح تک نہیں آنے دیتا۔ لیکن استعارہ سازی کی ایک حد ہوتی ہے، جب گردن پر چھری پھیری جارہی ہو تو مظلوم کیا استعاروں میں چیخے گا۔ ۱۸۵۷ء کی رستاخیز کے وقت غالب نے لکھا تھا۔

شہر دلی کا ذرہ ذرہ خاک
تشنۂ خوں ہے ہر مسلماں کا

مگر یہ ان کے مکتوب کا حصہ تھا اور ان کے مروجہ دیوان میں شامل نہیں ہے۔ ہمدم صاحب نے اپنے ضمیر کی آواز کو دبایا ہے لیکن کہیں کہیں یہ پوری طرح ابھر کر سامنے آگیا ہے۔ مقاومت کی یہ جرات انہیں منفعلانہ روئے سے باز رکھتی ہے۔ اس ضمن میں شمس الرحمٰن فاروقی فرماتے ہیں۔ ''انہیں آج کی دنیا میں انسانی صورت حال اور اس صورت حال میں پیوست اور ژولیدہ خود اپنی صورت حال کا احساس تخیلاتی سطح پر ہے۔ سرف اطلاعاتی یا معلوماتی سطح پر نہیں۔ لیکن وہ شاکی نہیں نظر آتے۔ نہ ہی وہ ہاتھ اور پاؤں ڈال کر غزل کے عام شاعر کی طرح منفعلانہ رویہ اختیار کرتے ہیں۔ ان کے یہاں احساس کی شدت بے معنی احتجاج نہیں بنتی۔ عام درجے کا شاعر احتجاج کو سب کچھ سمجھے گا لیکن ہمدم کاشمیری خوب جانتے ہیں کہ احتجاج کو تخیل کی زبان میں نہ ادا کریں تو شعر محض بیان بن کے رہ جاتا ہے۔'' یہی تخلیقی حسیت ہمدم صاحب کا وصف ہے جو انہیں بیانیہ کلام کے شاعر کی صف

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سے ممتاز کرتا ہے۔ کلاسیکی رچاؤ کے ساتھ نئی غزل کے منفرد اور رجحان ساز شاعر شکیب جلالی کی طرح اپنے دکھوں کے بیان میں فطرت کی شمولیت نے ان کے طرز اظہار کو ایک ایسی کاٹ عطا کی ہے، جس کو محسوس کیا جا سکتا ہے۔ دیکھئے یہ اشعار:

خامشی سے سن رہا ہوں دیر سے پچھلے پہر
بات کوئی ہو رہی تھی جھیل کی کہسار سے

عکس کیا دیدۂ تر میں دیکھا
میں نے دریا کو بھنور میں دیکھا

سرخ رو جنگ سے لوٹ آیا تھا
خوں میں لت پت اسے گھر میں دیکھا

یہاں پر بے ساختہ، شکیب جلالی کا یہ شعر گونجنے لگتا ہے۔

فصیل جسم پہ تازہ لہو کے چھینٹے ہیں
حدود وقت سے آگے نکل گیا ہے کوئی

دونوں اشعار میں موضوعی مماثلت کے باوجود لمحہ حاضر اور اس کے آگے دیکھنے کا عندیہ ملتا ہے۔ اب ہمدم صاحب کا ایک شعر ملاحظہ کیجئے۔ جو بہت ہی خوب صورت ہے۔

پانی کی ایک بوند نہ اتری زمین پر
خیمہ تنا ہوا کہیں شاید ہوا کا تھا

ہوا کا تنا ہوا خیمہ عجیب کیفیتوں سے دوچار کرتا ہے۔ لیکن شکیب کا ایک شعر بھی کوندے کی طرح ذہن میں لپک جاتا ہے۔

جل تھل ہوئی تمام زمیں آس لاس کی
پانی کی بوند بھی نہ گری آسمان پر

میں کسی توارد کو خارج از امکان قرار نہیں دیتا لیکن پانی کی بوند کے ساتھ زمین اور

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہوا کے فرق کو بھی محسوس کیا جا سکتا ہے۔ ویسے ہمدم صاحب نے شکیب کے اثر سے خود کو محفوظ رکھنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ شکیب کی ایک بہت ہی مشہور غزل۔

جہاں جہاں سے یہ صحرا دکھائی دیتا ہے
مری طرح سے اکیلا دکھائی دیتا ہے

کی زمین میں ہمدم صاحب نے قافیہ بدل کر اپنی جودت طبع کے جوہر آزمائے ہیں، اور ایسے گوہر آبدار نکالے ہیں جن میں ان کا ہی مخصوص رنگ جھلکتا ہے کسی اور کا نہیں۔

یہ کیسا رنگ ہے اپنی بہار میں اب کے
نہ شوخ اور نہ مدھم دکھائی دیتا ہے
غنیم شہر میں داخل ہوا نہیں ہے ابھی
جھکا جھکا مرا پرچم دکھائی سیتا ہے
کسی بھی سمت یہاں عکس آفتاب نہیں
چراغ کیوں مرا مدھم دکھائی دکھائی دیتا ہے۔

ان اشعار کی معنیاتی جہت بھی ان کے فکری روئے کی ترجمان ہے جن کی تخلیقی حرارت شعلہءِ جوالہ نہیں بنتی۔ ان کی مدھم آنچ کو محسوس کیا جا سکتا ہے۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ ان میں ہمدم صاحب کے جمالیاتی شعور کے خلاقانہ اظہار کی بلند سطح انہیں عامیانہ ہونے سے بچاتا ہے۔ چند اور اشعار بھی اسی ضمن میں۔

اب تو چبھنے لگا ہے آنکھوں میں
صبح تا شام ایک سا موسم
ہم بہت دور آکے نکلے ہیں
راستے میں ہی رہ گیا موسم
دور پت جھڑ کا ہے مگر اپنی
آنکھ میں ہے ہرا بھرا موسم

فکری روئے کی بنا پر میں انہیں غالب کے قبیلہ کا فرد سمجھتا ہوں۔ کہ ان کی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

انانیت انہیں مجروح ہونے کے باوجود سپر انداز ہونے سے باز رکھتی ہے۔

تری پناہ سے خود کو نکال کر دیکھوں
کبھی کبھی تو میں اپنا خیال کر دیکھوں

راستے میں بکھر گیا ہے کون
وہ کہاں ہے عبا قبا ہے کہاں

میں اپنے حجرہ تاریک میں بڑا خوش تھا
سجا کے کس نے مجھے روشنی میں رکھا ہے

لیکن طرز غالب میں ریختہ کہنا ان کا شعار نہیں ہے۔ان کی زمین میں کہی گئی دو غزلیں کلاسیکی رنگ وآہنگ سے الگ ہٹ کر اپنی بات اپنے ڈھنگ سے کہنے کے جواز میں پیش کی جاسکتی ہیں۔

عمر بھر اس کو سنبھالے ہوئے رکھا میں نے
گر نہ جائے کہیں دیوار انا میرے بعد
اب بھی کیا اس میں ہے آباد سیا ہی ہمدم
میرے ویرانے کا کیا حال ہوا میرے بعد

یہاں غزل کے مروجہ مضامین کی باز آفرینی نہیں ہے نہ ہی وہ لسانی برتاؤ نظر آتا ہے جو کلاسکیت کا خاصہ ہے۔اب دوسری غزل:

رکھا ہے اس نے پھول جو میری کتاب میں
سارے گلے تمام ہوئے اک جواب میں

مطلع میں تضمین کا سلیقہ قابل تحسین ہے۔کتاب میں پھول رکھنا کوئی نیا استعارہ نہیں۔احمد فراز کا زبان زد مطلع:

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اب کے ہم بچھڑے تو شاید کہیں خوابوں میں ملیں
جس طرح سوکھے ہوئے پھول کتابوں میں ملیں

فوری طور پر یاد آنے لگتا ہے، لیکن اس میں سوکھے ہوئے پھول کے ساتھ دائمی جدائی کا معاملہ خوابوں میں ملنے کی بے یقینی کے ساتھ درپیش ہے، جب کہ یہ شعر ایک مثبت رشتے اور زندہ جذبے کو پہچان بخشتا ہے۔ غالب کا یہ مصرعہ شعر کا لازمی حصہ بن گیا ہے مگر مضمون آفرینی کی کامیابی کے ساتھ۔ روایت سے مربوط ہو کر بھی ان کا طرز بیان معاصر شعری منظر نامے کا ایک مضبوط حصہ ہے، اسلوب کے لحاظ سے بھی، احساس کی وحدت کے لحاظ سے بھی اور لفظیات کے برتاؤ کے لحاظ سے بھی ان کے کلیدی استعارے زیادہ تر مفرد الفاظ پر مشتمل ہیں ہیں، جیسے، آگ، دھواں، رائیگاں، سراب، دشت، دھوپ، دھندلکا، گلستاں، شہر، گاؤں، دھند، کاسہ، بھیک، موسم، اینٹ، ستارا، ہوا، پانی، روشنی خامشی، شور، لکیریں، دائیرے، گفتگو، بیان اندھیرا، پھول، کتاب، فاصلہ، زلزلہ، کوئیلہ، چراغ، پناہ، کشکول وغیرہ۔ وہ ترکیب سازی کے عمل سے بھی ترسیل میں کامیاب ہیں۔ جیسے خوش نظری، اندھے مکان، شوکت صحرا، دریا کا کنارا، سرخرو، دیوار سنگ اور صدائے دل زدگاں، خانہ مسمار، قید کی دیوار، برف کی چادر، وغیرہ۔

خود کلامی کی زیر لب مدھم صداؤں کے ساتھ ان کے کلام میں معاشرے سے تخاطب کا رنگ بھی جھلکتا ہے۔ ایک، بے اطمینانی اور بے سکونی معرض اظہار میں اپنی موجودگی سے ان کی تخیلی اور تصوراتی کائینات کے جغرافیہ اور تاریخ کا رخ بھی متعین کرتی چلی جاتی ہے غرض کہ ایک مضطرب شخصیت کے خدوخال چھپائے نہیں چھپتے۔

یہ سوال مجھے بار بار پریشان کرتا رہا ہے کہ ہمدم صاحب کی شاعری کا مرکزی نکتہ کیا ہے؟۔ کیا یہ اجتماعی کشمیری لاشعور کی نمائیندگی کرتا ہے؟ کیا یہ صرف بغاوت یا احتجاج کی آواز ہے؟۔ کیا کشمیری حسیت ہندوستانی حسیت سے متصادم ہے؟۔ میں ان کے جوابات کے لئے قارئین کو اپنے ذہن وقلب کے نہاں خانوں میں جھانکنے کی دعوت دیتا ہوں۔ لیکن اتنا ضرور عرض کروں گا کہ یہ جبر وستم گری کی فضاؤں سے آزاد ہو کر اپنے طور پر اپنی مرضی کی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

زندگی کرنے کی نیک تمناؤں کی صداؤں کا معصوم اظہار ہے۔

اس مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ ممتاز اسلوب اور مخصوص لب ولہجہ ایک شعوری نہیں بلکہ لاشعوری عمل ہے۔ان کے بہت سارے اشعار قاری کو ان نا دیدہ جہانوں کی سیر کراتے ہیں جو ہمارے لئے نامانوس ہیں۔ ان کو مانوس بنانے کا عمل ورق سادہ کو تخلیقی برجستگی اور جمالیاتی سرشاری سے ہمکنار کرتا ہے۔

آخر میں یہ کہ اتنے اچھے شعری مجموعے میں کتابت یا حرف سازی کی خامیاں اور پروف ریڈنگ کی بے توجہی بار بار یہ احساس دلاتی ہیں کہ ہماری کتابیں کسی نہ کسی لحاظ سے پیش کش کے اعلیٰ معیار کی بلندیوں سے محروم رہ جاتی ہیں جو مجھے ملول کرتا ہے۔

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

جاوید انور

انسانی قدروں کا پاسدار شاعر: ہمدم کاشمیری

ہمدم کاشمیری ہمارے عہد کے ایک ایسے شاعر ہیں، جن کے یہاں انسانیت کے درد کے درماں کے طور پر ایک شعری عقیدہ، ایک سمت اور میلان کا سراغ لگایا جاسکتا ہے۔ یہ شعری میلان جہاں مذہب اور فلسفہ سے انسلاک رکھتا ہے، وہیں جذبات کی آسودگی اور روح کی شادابی کے لیے تخلیقی منظرنامے مرتب کرتا ہے جو جذبات کی سیرابی کے ساتھ ساتھ قارئین کی عام شعری حسیت کو بھی متاثر کرتے ہیں۔ اپنے اس تخلیقی عمل میں ہمدم کاشمیری نے علامتوں کو بھی کثرت سے برتا ہے۔ جیسا کہ آج کے دور میں دیکھا جارہا ہے اور پہلے بھی دیکھا گیا ہے کہ سائنس اور ٹکنالوجی نے بلاشبہ مادی طور پر انسانی زندگی کو نئی نئی منزلوں سے ہم کنار کیا ہے لیکن اس کا ردعمل احساس کے مردہ ہوجانے کی صورت میں بھی سامنے آیا ہے۔ لہٰذا انسانی قدروں کے استحکام میں سائنس اور ٹکنالوجی نے اب تک کوئی اہم کردار ادا نہیں کیا ہے۔ اس لیے جدید ادب کے عرفان پر ادب کے علاوہ بہت سی دیگر انسانی اور سماجی ذمہ داریاں خود بہ خود عائد ہوجاتی ہیں۔ ہمدم کاشمیری کے اشعار میں اس نظریے کی جھلک دیکھی جاسکتی ہے:

کب آئے تھے جنگل چھوڑ کے بستی میں
ہم کو دور نقل مکانی یاد نہیں

طلوع ہو نہ سکی روشنی نگاہوں میں
یہ کس نے وادیٔ جاں کو دھواں بنایا ہے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

زوال آنے لگا ہے سوچ میں بھی
سمندر ہوں کنارا سوچتا ہوں

سالہا سال رہا پاؤں میں چکر اس کے
در بدر پھرتا رہا ٹھور ٹھکانے والا

آج ہر ظلم وہ سہتا ہے برابر چپ چاپ
چائے کی پیالی میں طوفان اٹھانے والا

ہمدم کاشمیری کے اشعار میں زبان کے امکانات لفظ اور ذہن کے تعلق سے جو ایک وسیع کینوس نظر آتا ہے وہ علامتوں کے ذریعہ اور کبھی علامتوں کے بغیر تخیل کے تخلیقی استعمال کا مرہون منت ہے۔ آج کے اس دور میں عام انسان اور زیادہ تر خواص انسانوں کی بھی یہ فطری مجبوری رہی ہے کہ روزی کی جستجو کے توسط سے جینے کی ہم کو سر کیا جائے اور بعض اوقات یا عامی سطح پر انسانی قدروں کو نظر انداز کر دیا جائے۔ اس طرح انسانی وجود کی معنویت اور معیار پر حرف آتا ہے۔ لیکن کیا کیا جائے کہ تہذیب اور اخلاق کا قیمتی سرمایہ نظر اندازی کی اس فضا کے دھندلکوں میں گم ہوتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ ہمدم کاشمیری کے چند اشعار :

وہی نظر تھی، وہی انتظار تھا، میں تھا
نواح جاں سے گزرتا غبار تھا، میں تھا

کہاں کہاں نہ ہوئیں خوں سے تر بتر آنکھیں
جہاں بھی عرصۂ ناساز گار تھا ، میں تھا

ہم ایک دوسرے کو دیکھتے رہے گم صم
سڑک پہ مجھ سے بڑا اشتہار تھا ، میں تھا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

میں حقیقت کی دہلیز تک آگیا
کر سکو گے مجھے داستاں سے الگ ؟

بستی میں کوئی قتل ہوا جب
گھر میں شور مچایا ہم نے

دیکھتی ہی رہ گئیں پر چھائیاں
اور کوئی گھر میں داخل ہوگیا

ہمدم کاشمیری نے اپنے اشعار کے ذریعے انسانی قدروں کی پامالی پر جس طرح روشنی ڈالی ہے اور انہیں جس طرح جاگزیں کیا ہے، وہ زمانوں کے مصنوعی احساسات جو کہ فیشن اور فارمولا زدہ زندگی کے زیر اثر پیدا ہوئے ہیں اور ان کے سارے امکانات پورے اخلاقی، سماجی، سیاسی اور معاشرتی منظر اور ان کے پورے وجود کے متعلق سے غلط فہمی پیدا کرتے ہیں، اپنے شعری اسلوب میں شدت سے مذمت کرتے ہیں۔ اس طرح کے شعری رویے دوسرے بہت سے شاعروں کے یہاں بھی ملتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک ہی دور میں زندگی بسر کرنے والے شعرا کے یہاں بعض ادبی آوازیں مشترک ہوتی ہیں۔ اور اسے خصوصیت سے ہی تعبیر کیا جاسکتا ہے عیب سے نہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی شاعر کی ایک انفرادی خصوصیت یہ بھی ہونی چاہیے کہ اس اشتراکیت میں بھی انفرادیت کے کسی نہ کسی پہلو کو برقرار رکھے جو اس کے مختلف فنی اظہار کی ضمانت بن سکے۔ ہمدم کاشمیری کے یہاں یہ فنی اظہار بہت عمدہ طریقے پر موجود ہے۔

جو بھی صورت ہو، بجا ہے لین دین
اب نہیں ہوتا ہے شرمندہ کوئی

خزاں کے بعد یہاں موسم بہار نہ تھا
ہماری برف میں شاید کوئی شرار نہ تھا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

بہت طویل تھا، آنکھوں سے دور تھا وہ جب
قریب آکے بہت مختصر دکھائی دیا

ساری دنیا میں گھوم آیا ہوں
دائروں میں ہے دائرہ موجود

ہم کہیں پھینک کے آئے ہیں کرائے کے چراغ
اپنی ہی آگ میں روشن ہیں یہاں گھر اپنے

اب یہاں کس سے کرے کوئی شکایت ہمدم
شہر اپنا ہے ، جنوں اپنا ہے ، پتھر اپنے

ہمدم کاشمیری کے بعض اشعار میں جو ایک المیاتی لہر محسوس ہوتی ہے، وہ مستحکم روایتی قدروں اور وقتی اور ہنگامی قدروں کے باہم متصادم ہونے سے وجود میں آئی ہے۔ اس کا اظہار بعض مقامات پر انہوں نے نہایت سنجیدگی اور بعض مقامات پر سنجیدگی کے پردے میں طنزیہ یا ہجویہ اسلوب میں کیا ہے۔ انہوں نے اپنے اشعار کے ذریعے دائم نظر آنے والی عارضی شہرتوں کی سطحیت کو واضح کرنے کے لیے بعض جگہوں پر تو کسی آئیڈیل ارادے جسے انسانی شعور کے ارتقا کی اہم کڑی بھی کہا جا سکتا ہے، کو مذہب اور فلسفے سے منسلک کر کے شعری جامہ پہنایا ہے اور کہیں سادہ الفاظ کی دروبست کے سہارے یہ کارنامہ انجام دیا ہے۔ انہیں پورا احساس ہے کہ روایت اور قدیم فنی سرمائے کی کیا قدر و قیمت ہے۔ اور انہیں ان کا جائزہ مقام و مرتبہ دیتے ہوئے جدید تخلیقی تجربوں کو کس طرح شعری اظہار میں لایا جا سکتا ہے۔

حقیقتوں کا کبھی سامنا ہوا ہی نہیں
کہیں پہ خواب ، کہیں پہ سراب دیکھے ہیں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کوئی ہے جو فقط اتنا بتائے
کہ دنیا میں کہاں کتنا دھواں ہے
کس نے آج تک پوچھا نہیں ہے
یہ کس کی آگ ہے، کس کا دھواں ہے

ہمارے شہر میں یہ بات ہوگئی ثابت
کسی بھی جرم کی ہوتی نہیں سزا سائیں

نظر پڑی بھی ہماری کہیں تو پتھر پر
کسی کے ہاتھ میں جو پھول تھا، نہیں دیکھا

ہمدم کاشمیری کی تخلیقی بصیرت جہاں ذات کے داخل میں جمی کدورتوں کی نشاندہی کو اپنا تخلیقی فرض گردانتی ہے، وہیں اپنے مخصوص تخلیقی نظریے سے سماج کو بھی فائدہ پہنچانا اس کا مقصد ہے۔ یہ تخلیقی بصیرت جہاں سماج میں خود کے کردار اور اس کی اہمیت کو سمجھنے کی دعوت دیتی ہے وہیں بے چین روح کی تسکین کے ادبی سامان بھی مہیا کراتی ہے۔ ان میں وہ شبہات بھی شامل ہیں جو اس دنیا میں اپنے ہونے کی اہمیت اور ادب اور سماج کے رشتوں پر بھی سوالیہ نشان لگاتے ہیں۔ یہ سوالیہ نشان جب پیچیدہ الجھنوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں تو ان کا بیان شعری سیاق میں مزید پیچیدہ ہو جاتا ہے۔ اگر شاعر ماہر فن کار نہ ہو تو یہ پیچیدہ بیانی الجھی ہوئی اور اکھڑی اکھڑی زبان کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ تخیلات کے پیچیدہ مراحل ایسے ابہام کی شکل لے لیتے ہیں جو معنی کے تضاد اور بعض اوقات اس کے سطحی پن کو بھی اپنی گرفت میں لے کر شاعر کی صلاحیت کے منفی پہلوؤں کو اجاگر کر دیتے ہیں۔ ایسا شاعر ذہن کی تخلیقی رو کے ساتھ پورا انصاف نہیں کر پاتا بلکہ سطحی خطابت اور بے جان تخلیقی اجتہاد سے ناکام کوششیں کرتا رہتا ہے۔ ہمدم کاشمیری کے لیے یہ بات نہیں کی جا سکتی۔ انہوں نے اپنے تخلیقی تقاضوں کے ساتھ پورا انصاف کیا ہے۔ جیسا کہ ان

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کے اشعار سے واضح ہے :

رقم جو روح پہ ہے اس نشاں کو دیکھتا ہوں
نکل کے گھر سے میں اپنے مکاں کو دیکھتا ہوں

کہیں سے آتی ہے کیوں آج اجنبی خوشبو
پھر ایک بار صف دشمناں کو دیکھتا ہوں

جیسے میں کوئی کھوٹا سکہ ہوں
دیکھتے ہیں وہ بار بار مجھے

ہے عجب کشمکش جاں در پیش
جرم سوچا ہے ، سزا سوچتا ہوں

میں خلاؤں میں بھٹکتا ہوں مگر
عرش تا فرش نظر ہے مولا
ایک مدت سے یہی سنتے ہیں
رات کے بعد سحر ہے مولا

ہمدم کاشمیری کی شاعری جہاں جدید دور کی مختلف حقیقتوں کا آئینہ ہے وہیں روایت اور انسانی قدروں کی پاسدار بھی۔ جدید دور میں ایسے شعرا کی تعداد بہت کم ہے جو ہمدم کاشمیری کی طرح دو زمانوں کے اقدار اور نظریات کے ساتھ انصاف کر پاتے ہیں۔

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سکندر مرزا

اک طرزِ جہاں بینی۔ اک طرزِ سخن فہمی

خوش فکر شاعر : ہمدم کاشمیری

اس دشت میں ہے ساری تب و تاز لہو کی
دریا تو فقط زینتِ منظر کے لئے ہے

(عرفان صدیقی)

یورپ کے ایک گاؤں کا واقعہ ہے جہاں ایک چرچ تھا وہاں روز صبح دعائیں ہوا کرتی تھیں اور گاؤں کے لوگ معمول کے مطابق خداوند تعالیٰ کی عبادت و ریاضت میں شریک رہتے، ٹھیک اسی وقت ایک بچہ چرچ کے دروازے پر ہی کھڑا رہ کر دور ہی سے چند لمحوں کے لئے دعاوں میں شامل رہتا اور دعاؤں کے ختم ہوتے ہی فوراً روانہ ہو جاتا، چرچ کے محترم پادری دعائیہ مقام ہی سے اس بچے کو آتے جاتے ہوئے دیکھا کرتے۔ ایک صبح بوجہ شدید بارش کے چرچ میں روزمرہ کی طرح کسی بھی عبادت گذار کا آنا نہیں ہوا، پادری چرچ کے دروازے پر کھڑے ہو کر خدا کے عبادت گذار بندوں کا انتظار کر رہا تھا اسی اثنا میں وہ بچہ اسکولی بستہ کاندھے پر اُٹھائے چرچ کے دروازے پر آ کھڑا ہوا اور مسکراتے ہوئے اک نگاہ پادری پر ڈالی اور پھر وہیں سے چرچ میں موجود حضرت عیسیٰ مسیح اور پاک بی بی مریم کی بلند و بالا مجسموں کی جانب منہ کر کے کچھ دعائیں مانگیں اور پھر اسکولی کتابوں کو سنبھالتا ہوا اپنی منزل کی جانب روانہ ہونے لگا تو پادری نے اس بچے کو محبت بھری نگاہ سے دیکھ کر مخاطب ہوتے ہوئے کہا ''میں تمہیں تقریباً روزانہ دیکھا کرتا ہوں کیا وجہ ہے کہ تم کبھی بھی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

چرچ کے اندر نہیں آتے اور دروازے ہی پر سے دعائیں مانگ کر جلد روانہ ہو جاتے ہو اور پہلے تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم خدا سے دعاؤں میں کیا مانگتے ہو؟ پادری کے اس سوال پر بچے نے پادری کو ABCDEFGH.....Z مکمل طور پر سنا ڈالی اور پھر خاموش کھڑا ہو گیا۔ پادری نے بچے سے سوال کیا اس .....ABCDEFG میں دعائیں کہاں ہیں تو بچے نے بہت ہی معصومیت سے کہا میری ماں بہت بیمار رہتی ہے اور میں روز اس کے لیے خدا سے یہی دعائیں کرنے آتا ہوں۔ پادری نے اپنے سوال کو دوہرایا کہ برخوردار مگر اس میں دعائیں کہاں ہیں تو بچے نے بہت ہی معصومیت سے کہا کہ میں تو خدا کو روز ABCDEFGH.....Z سنا دیتا ہوں وہ خود ہی ان لفظوں سے میری ضرورت کی دعائیں بنا لیتا ہے۔

شاعری میں تصویر کاری، تشبیہ، استعارہ اور تخلیقی عمل ہر پیمانہ شاعری کو بدلتا ہوا، نئے معیاراتِ سخن ترتیب دیتا رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شاعر اپنے مزاج اور مذاقِ سخن کے اظہار سے نئی سے نئی صورتیں پیدا کرتا ہے، یہ سچ ہے کہ شاعری میں خیالات سے دامن بچالینا محال ہے۔ اصولوں پر محبّ شاعری میں ہر قسم کے خیالات احساسات خواہ داخلی ہوں ،معروضی ہوں، سماجی ہوں، وارداتی ہوں، قلبی ہوں پیش کئے

جا چکے ہیں۔ کہنے کے لئے کچھ نئی بات نہیں رہ گئی۔ تو کیا شاعری کا باب یکسر بند کر دیا جائے۔

یہ اہم سوال ہے مگر ایسا نہیں ہے، ہر انسان اپنا ایک حسنِ بیان لیکر پیدا ہوتا ہے۔ زبان و بیان میں حیرت و ندرت کے علاوہ طرزِ اظہار و آہنگ میں کچھ فرق یقینی ہوتا ہے۔ جب ہر انسان کی آواز مختلف ہوتی ہے تو مختلف لہجہ بھی ہوتا ہے اس کی پہچان بنتا ہے شاعری میں یہی نیا پن ایک حسن بیان پیدا کرتا ہے جسے سن کر یا پڑھ کر انسان محظوظ ہوتا ہے۔

کسی بھی شاعر یا ادیب کا تخلیقی سفر محض اظہار بیان نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنی بات یا کوئی خاص پیغام لوگوں تک پہنچانا چاہتا ہے اس لئے ابلاغ کا مطالعہ کرنے کے لئے اصطلاحات کا کردار بڑا اہم ہوتا ہے کیونکہ اصطلاحات کے مخصوص معنیٰ ہوتے ہیں جن پر

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اس علم سے واقفیت رکھنے والے افراد متفق ہوتے ہیں ہر علم کی اپنی اصطلاحات ہوتی ہے جو علمی مطالب کو سہل بنا کر پیش کرتی ہیں یوں تو نثری یا شعری استعارات جو راہیں دکھاتی ہیں قاری یا سامع کا ذہن فوراً ان مخصوص معانی کی جانب منتقل ہو جاتا ہے اس طرح وہ بات جس کی وضاحت کے لئے ایک لمبی تمہید کی ضرورت ہوتی ہے وہ چند الفاظ میں بیان کی جاسکتی ہے یہی وجہ کہ دیگر علوم میں بالعموم اور خاص کر اردو نثر نگاری اور شاعری میں اصطلاحات سازی کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ نقاد ادب کی دنیا میں پہلے درجے کا شہری ہوتا ہے۔ مگر یہاں پر اردو ادب میں بھی نقادوں نے اصطلاحات رائج کر رکھی ہیں نقاد اپنے پسندیدہ شعرا کو مختلف القاب و خطابات سے نوازتے ہیں۔ مثلاً کلاسیکی شاعر، رومانی شاعر، صاحبِ اسلوب شاعر، ترقی پسند شاعر، نئے امکانات کا شاعر، رجائیت پسند شاعر، زُود حس شاعر، زُود رنج شاعر وغیرہ وغیرہ۔

انہوں نے شعرا کی درجہ بندی کی ہوئی ہے ان کی شاعری پر تبصرہ کرتے وقت کوئی نہ کوئی عنوان تلاش کیا جاتا ہے۔ اگر چہ غزل مختلف متضاد خیالات کا مجموعہ ہوتی ہے مگر عنوان شعری سفر کا رنگ دیکھ کر ہی متعین کیا جاتا ہے۔ تا حال ہمدم کاشمیری کے دو مجموعے منظرِ عام پر آچکے ہیں (دھوپ لہو کی) اور (ورقِ سادہ)۔ ہمدم کاشمیری کے دونوں ہی مجموعوں میں شاعری کا معیار بھی خوب سے خوب تر ہے گر یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ ہمدم کاشمیری ایک باضمیر شاعر ہی نہیں بلکہ اپنے سماج، قوم اور دھرتی کے دکھوں کو گہرائی سے محسوس کرتا ہوا شاعر ہے۔ کیونکہ کوئی بھی سچا شاعر و ادب اپنے دھرتی واسیوں کے درد کے اپنا درد سمجھے بغیر نہ ہی رہ سکتا ہے اور نہ ہی کچھ کہہ سکتا ہے۔ ہمدم کاشمیری کی شاعری میں جدید انسانی سوچ، زمیں و آسمان کی وسعتوں کو روندنے کا جنون اور اس کے نتیجے میں قدرتی آفات و مسائل اور پریشانیوں کا یکے بعد دیگرے انسانی زندگی پر اثر انداز ہونے کے غمگین استعارے بھی سامنے آتے ہیں۔

اوّل مجموعۂ کلام ''دھوپ لہو کی'': جو شخص پریشانیوں کو چیلنج سمجھے اور اس کا مقابلہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کرتے ہوئے زندگی کا سفر جاری رکھے اور یہ بھی سوچے کہ مایوسی اور خودکشی میں زیادہ فرق نہیں، دنیا تمہارے لئے کیا سوچتی ہے اتنا اہم نہیں بلکہ اہم یہ ہے کہ آپ نے اپنے طور پر زندگی میں جو کچھ کیا ہے یا کر رہے ہیں وہ سچائی اور ایمانداری کی کسوٹی پر کھرا اُترتا ہے، کیوں کہ ہر انسان اپنے ضمیر کا جوابدہ ہے۔ بقول ہمدم کاشمیری :

اسی پر ہم قناعت کر رہے ہیں، جی رہے ہیں ہمارے پاس ذکرِ رفتگاں رکھا ہوا ہے

دردِ انسانی جو کہ کائنات کی اساس ہے جس کے کم ہونے یا گُم ہونے پر شاعر کا دل تڑپ اُٹھتا ہے جسے ہمدم اس طرح بیان کرتے ہیں :

نظر اُٹھا کے جو دیکھا تو آسماں محراب خدائے لم یزل اور میرے درمیاں محراب
نماز کیسے ادا ہو دعا کدھر مانگیں جلا ہے فرش اُدھر ہوگیا دھواں محراب

اور کہیں یوں بھی اظہار فرماتے ہیں!

کہاں کہاں نہ ہوئیں خوں سے تر بتر آنکھیں جہاں بھی عرصۂ ناساز گار تھا، میں تھا

ہمدم کی زیادہ تر شاعری اعلیٰ فنی تجربوں اور روزانہ کی زندگی کے مشاہدوں کا نتیجہ ہے۔ اب یوں بھی مثال دی جا رہی ہے۔

خواب در خواب یہی دیکھا کہ دشمن نے میرے پہن رکھی ہے یہ ٹوٹی ہوئی شمشیر میری

یہاں دشمن کا ٹوٹی ہوئی شمشیر پہنا جیسا استعارہ ہی بامعنیٰ ہے۔ ہمدم کاشمیری کی شاعری ایک انتہائی منظم عمل ہے شاعر کو اس بات کا یقین ہے کہ منزلِ عشق جتنی کھٹن اور طویل ہو اتنی ہی خوشگوار ہوگی۔ مثلاً :

آج اشکوں میں روانی کم ہے کیا میرے جسم میں پانی کم ہے
آسماں پر ہیں ستارے بیتاب رات کے پاس کہانی کم ہے

اور کہیں اس طرح سے اپنے خیالات کو پیش کرتے ہیں۔

اس زمیں پر نہ آسمان میں ہوں میں کسی اور ہی جہان میں ہوں
کس قدر سخت جان ہوں میں بھی ننھا پودا ہوں اور چٹان میں ہوں

زندگی میں بہت سے تجربے ناکام ہونے کے باوجود فائدے مند ہوتے ہیں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کیونکہ ناکام تجربے ہی کامیابی کی دلیل ہیں۔

ساتھ ساتھ وہ میرے اشجار لے گئے　　جتنے بھی تھے یہاں میرے آثار لے گئے
کیا جانے کیسا ربط تھا دونوں کے درمیاں　　آنکھوں کے ساتھ روزنِ دیوار لے گئے

مندرجہ بالا اشعار بہت ہی بامعنی ہیں۔ یہاں سایوں کے ساتھ اشجار، آثار اور روزنِ دیوار کا جانا بے شک خود میں غموں اور دکھوں کو بیان کرتے ہوئے کئی نئے استعارے جنم دیتا ہے۔ اور کہیں شاعر یہ بھی اقرار کرتا ہے کہ وہ شخص کبھی ناکامی کا منہ نہیں دیکھتا جو اپنی زندگی کا ہر دآخری سمجھ کر اسے بھرپور انداز میں گزارتا ہے۔

ہم اپنے آپ کو پھر آزما کے دیکھیں گے　　جلا کے دیکھ لیا اب بجھا کے دیکھیں گے
نئے سرے سے کریں اپنی زندگی کا آغاز　　نئی زمیں پہ نیا گھر بنا کے دیکھیں گے
میرے اندر ہے اک خلا موجود　　اور خلا میں ہے بس ہوا موجود
ساری دنیا میں گھوم آیا ہوں　　دائروں میں ہے دائرہ موجود

مندرجہ بالا اشعار میں دائروں کا ذکر بہ استعارۂ رحمتِ خداوندی سے ہی ہوسکتا ہے کہ تمام عالمِ کائنات میں اُسی کا نور ہے، ہر شے کم کم خال خال ہے اور مکمل ذات رب کائنات کی ہے اور کائنات کے تمام دائرے اُسی کے مقرر کردہ ہی تو ہیں۔

یہاں دائرے میں ایک دائرے کا موجود ہونا ایسا بھی ہے جیسے بقول ندا فاضلی کے:

ہر آدمی میں ہوتے ہیں دس بیس آدمی　　جس کو بھی دیکھنا ہو، کئی بار دیکھنا

اور بقول جگر مرادآبادی کے جو ہر شے میں کسی شے کی کمی کو محسوس کر رہے ہیں:

آ کہ تجھ بن اس طرح اے دوست گھبراتا ہوں میں　　جیسے ہر شے میں کسی شے کی کمی پاتا ہوں میں

اور کہیں ہمدم یوں بھی سوال کرتے ہیں:

دھند میں لپٹی ہوئی یہ رہگذر کس کے لئے　　بار جاں بار ہنر بار سفر کس کے لئے
برف باری میں نہیں تھا کوئی بھی پُرسانِ حال　　چلچلاتی دھوپ میں جاتے کدھر کس کے لئے

اور یہ بھی ملاحظہ ہو!

حاصل کسی کو کیا ہوا میں سوچتا ہوں کیوں؟　　گزری ہے سب کی عمر یونہی قیل وقال میں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

تخلیق قلب وجگر سے پھوٹتی ہے۔ سچائی اور سچائی کو سینچنے والا صبر، پیہم غور وفکر۔ میں تو بس اتنا جانتا ہوں کہ دانشوروں کی بات دوسری ہے اُن کی رائے ممکن ہے کہ مختلف ہو!

چند برس پہلے یہ تحریر پڑھی۔ ابھی تک اُن الفاظوں کے سحر میں گرفتار ہوں۔ جب کبھی اس عبارت کو یاد کرتا ہوں تو جملے جگنو کی طرح چمکنے لگتے ہیں ایک دل آویز تحریر کیسے لکھی جاتی ہے اس سوال کا مکمل جواب کبھی نہ دیا گیا۔ ایک ریڈ انڈین قبیلے کے سردار کا خط تاریخ نے محفوظ رکھا ہے۔ امریکہ کے ایک کڑور قدیم باشندوں کو قتل کرنے کے بعد جب ایک فائدہ حکومت بن چکی تو امریکی صدر نے زخموں سے چور ایک قبیلے کے سربراہ کو خط لکھا !

''اب باقی ماندہ زمینیں ہم ادائیگی کر کے خریدنے کا ارادہ رکھتے ہیں امید ہے کہ آپ تعاون فرمائیں گے''

تاریخ نے اس سردار کا نام سینل لکھا ہے۔ زمین سرکار کے حوالے کرتے وقت اس نے جوابی خط میں لکھا!

''جنابِ صدر، عقاب کہاں ہیں وہ تو ہجرت کر گئے۔ زندگی ختم ہوئی اب تو محض جینا ہے''

Mr. president, Where are the eagles. They have gone. This is the end of life begining of survival

چہرہ اگر تازہ ہوا کا لمس محسوس نہ کریں، پتوں کے جھومنے بجنے کی آواز اگر سنائی نہ دے تو زندہ رہنے کے معنیٰ ؟ ہمدم کاشمیری کے یہ اشعار انہی منحوس قافلوں کی جانب اشارے کرتے ہیں :

دھواں دھواں کھیت اور کھلیان ہو چکے ہیں — جلا کے نکلا ہے کون اپنے مچان سارے
یہ کس نے پامال کر دیا ہے چمن کو، کس نے — مٹا کے رکھے ہیں رنگ وبو کے نشاں سارے

مگر ان اشعار میں یاس والم کی تصویر ہے وہ بہت ہی منفرد ہے !

کہاں تلاش کروں جسم و جان کے سائے — مٹے مٹے سے ہیں میرے مکان کے سائے
اکیلے پن کی سزائیں بھگت رہا ہوں بہت — مجھے ڈراتے ہیں میرے مکان کے سائے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہر تخلیق کار کا تخلیقی عمل اس کے خیالات پر مبنی ہوتا ہے اچھے خیالات نہ صرف اس کی عملی زندگی کو بلند کرتے ہیں بلکہ اس کے کردار کو بھی بہتر بناتے ہیں ہر شخص چاہتا ہے کہ وہ اپنے جذبے، احساس اور خیال کو کسی نہ کسی ذریعے لوگوں تک پہنچائے تا کہ لوگ جان سکیں کہ وہ کیا چاہتا ہے اس لئے تخلیق کار اپنے بیان کے لئے کوئی نہ کوئی ذریعہ تلاش کرتا ہے۔

دوسرا مجموعہ ''ورق سادہ'': انسان کا ہر عمل اس کے خیالات پر مبنی ہوتا ہے اچھے خیالات نہ صرف اس کی عملی زندگی کو بلند کرتے ہیں بلکہ اس کے کردار کو بہتر بناتے ہیں ہر شخص چاہتا ہے کہ وہ اپنے جذبات، خیالات اور احساسات کو کسی نہ کسی ذریعے سے لوگوں تک پہنچائے تا کہ لوگ جان سکیں کہ وہ کیا چاہتا ہے۔ ہمدم کاشمیری کے ہاں کہیں کہیں اشعار میں ایک مستی اور لڑکپن کے معصوم الھڑپن کی جھلک بلکہ یوں بھی کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ محبوب کے آجانے کے باوجود دشے بے کسی کا رنگ نہیں بدلا اور فضا کی اُداسیاں صرف چونک کر اور دھڑک کر رہ گئیں۔ یہاں یہ اشعار ملاحظہ ہوں :

ہم یہاں رہتے ہیں اپنی ہی نگہبانی میں　　جب سے مشکل نظر آنے لگی آسانی میں
ہم نے اک عمر بسر کی ہے یہاں بھی لیکن　　کچھ اضافہ نہ ہوا دشت کی ویرانی میں

اب مثال کے طور پر یہ اشعار بھی ملاحظہ ہوں :

لکھی بہار کس نے میرے خشک پیڑ پر　　پتے کہاں سے آئے ثمر کون دے گیا
ایک ایک لفظ کا جو چکایا گیا ہے دام　　یہ مفت میں ہی دادِ ہنر کون دے گیا

ہم نے اکثر پڑھا ہے کہ غزل میں عشق و عاشقی کے علاوہ اور کیا رکھا ہے مگر یہاں شاعر فکر کا حامی دکھائی پڑتا ہے عشق صرف محبوب سے نہیں ہوتا بلکہ جو حالات، مشاہدات ہماری فکر کو متاثر کریں وہ جذبات کا مظہر بن جاتے ہیں وہ بھی عشق کے اظہار کا ایک ذریعہ ہے جسے شاعر یوں بیان کرتا ہے۔

قیس کے بعد کسی نے کبھی پوچھا ہی نہیں　　ہم کو ہی کرنا پڑا پھر سے بیاباں آباد

شاعر اس بات سے بھی بخوبی واقف ہے کہ شاعری ایک انتہائی منظم عمل ہے جس کا نتیجہ ایک بہت ہی جمی جمائی Compact چیز کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے اور وہ اس کا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اظہار یوں کرتے ہیں۔

ایک مدت سے ہے جو کاسۂ درویش میں گم — آج سنتے ہیں اسی راز کا چرچا ہوگا
ایک ہی وقت میں دو کام کیا کرتا ہے — کہیں نکلا ہے جو سورج کہیں ڈوبا ہوگا

اور یہاں غزلوں سے چند متفرقات دیکھئے :

ساحل پہ سر کو پھوڑ کے واپس نکل گیا — پہلا سا زور اب کفِ سیلاب میں نہ تھا
ہمیں خیال ہے صحرا کی تنگ دامنی کا — مگر ہے اپنے جنوں کا بھی احترام بہت
تمام حجر کا سامان سامنے ہے مگر — تمہاری دید سے خود کو نہال کر دیکھوں
جانے یہ کون دھڑکتا ہے میرے سینے میں — میرے ہونٹوں پہ رواں نام کسی اور کا ہے

متفرق اشعار :

دیکھا جو غور سے تو کہیں زلزلہ نہ تھا — ایک ایک اینٹ گر گئی میرے مکان کی
نیند آئے نہ اگر، خواب کہاں رکھیں گے — خود کہاں جائیں گے اسباب کہاں رکھیں گے
بیٹھے بٹھائے مجھ پہ جو الزام آگیا — بے فیض تھا کسی کے مگر کام آگیا

ہمدم کاشمیری کے بیشتر اشعار نفسِ شاعری کی جان اور فصاحت و بلاغت کے روح رواں ہیں۔ سادہ الفاظ کی سطح کے نیچے عمیق معنیٰ اس طرح پنہاں ہیں جیسے دریا کے شفاف پانی کے نیچے دریا کی تہ، ان کی ہر تصویر الفاظ کے پیچھے ان کے ہر نقشِ خیال کی پشت پر ایسے ایسے تخیل کے وسیع مناظر نظر آتے ہیں جن کی محیط فضا، حیات و ممات کے سربستہ رازوں سے معمور ہیں۔ ہمدم کاشمیری کی شاعری کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ انہوں نے پیچیدہ اور گنجلک ترکیبوں اور موٹے موٹے غیر مانوس اور عربی الفاظ کو اپنے کلام میں جگہ نہیں دی۔ اسی وجہ سے انب کا کلام تصنع اور تکلیف سے خالی ہے۔ الفاظ نہایت ہی سادہ اور درست بندش، نہایت چست شعر کی ظاہری زیب و زینت یعنی ضائع بدائع کی کثرت اور دور از کار تشبیہوں، مبالغہ آرائیوں سے بھی ان کا کلام بالکل پاک ہے۔ اشعار نپے تلے اور موثر ہیں۔ ہمدم کاشمیری نے اپنے اشعار میں کئی جگہ معاملہ بندی نیازِ عاشقانہ اور نازِ معشوقانہ کے بے مثل مُرقع کھینچے ہیں۔ کسی مقام پر ہجر کے حُرماں نصیبوں کا ذکر ہے تو کسی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

موقع پر رقیبوں کی عیارتوں اور سازشوں کا ذکر ہے۔غرض کہ ہمدم کاشمیری کے اشعار کسی نہ کسی جذبۂ انسانی کی سچی تصویریں ہیں اور وہ انہی جذبۂ انسانی کا اظہار نہایت ہی سلیس اور عام فہم زبان میں کرتے ہیں۔

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

تبصرے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

محمود ہاشمی

دھوپ لہو کی

آپ کا شعری مجموعہ ''دھوپ لہو کی'' ملا۔ اس کے ساتھ آپ کا ساتھ آپ کا خط بھی تھا۔ عزت افزائی کے لئے شکریہ۔

میں تراسی (۸۳) سال پورے کرنے کے بعد اب عمر کے اس دور میں ہوں جہاں مجھ کو اپنے تھوڑے بہت سرمایہ کو سمیٹنے میں لگ جاتے ہیں۔ اس پر آنکھوں کا ''گلوکوما'' مستزاد آنکھوں سے متواتر پانی بہتا رہتا ہے۔ اس وقت بھی بہ رہا ہے۔ اس صورت حال میں کسی کتاب پر تفصیلی تبصرہ لکھنا، خواہ وہ سرینگر سے آنے والا ہمدم کاشمیری کا ''دھوپ لہو کی'' نام کا شعری مجموعہ ہی کیوں نہ ہو، انتہائی مشکل ہے۔ سرسری طور پر ورق گردانی کی تو بار بار خیال آتا رہا کہ اے کاش۔ اس پر باقاعدہ مضمون لکھ سکتا۔

میں محسوس کرتا ہوں کہ آپ کی شاعری برف باری، چنار اور دھواں کے گرد گھومتی ہے:

کوئی شعلہ چنار سے نہ اٹھا
زرد اشجار ہوگئے کیسے

اُگی ہیں گھاس میں چنگاریاں سی
ہوئی ہے برف کی اُجلی قبا گم

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

خزاں کے بعد یہاں موسم بہار نہ تھا
ہماری برف میں شاید کوئی شرار نہ تھا

برف باری اور چنار کی سرزمین میں آپ رہتے ہیں۔ اس لئے ان کے ذکر کا جواز موجود ہے۔ لیکن یہ ''دھواں'' کہاں سے آ گیا؟ کیا اس کا پس منظر کشمیر کی موجودہ صورتِ حال تو نہیں؟ اور جو آپ نے کہا ہے کہ ''غزل کو ہم نے چیستاں بنایا ہے'' وہ میرے خیال میں اسی جانب بظاہر ایک طنزیہ لیکن اصل میں ایک بلیغ اور جامع اشارہ ہے۔

آپ کی شاعری میں مجھے یقین و گماں کے وسوسے اور ''زبردست مارے بھی اور رونے بھی نہ دے'' کی کیفیات بہت نظر آئیں۔

کر رہا ہے نئی تعمیر کی باتیں کیسی
جابجا شہر کے آثار مٹانے والا

مندرجہ ذیل قسم کے اشعار نے مجھے بالخصوص بہت لطف دیا:

شہرِ نا پرساں کا باشندہ کوئی
جس کا ماضی ہی نہ آئندہ کوئی

جیسے میں کھوٹا سکہ ہوں
دیکھتے ہیں وہ بار بار مجھے

ہم ایک دوسرے کو دیکھتے رہے گم سُم
سڑک پہ مجھ سے بڑا اشتہار تھا، میں تھا

آپ کا یہ شعر

لکھا تھا جو اپنی خاطر
شب خون میں چھپوایا ہم نے

پڑھ رہا تھا تو مجھے کسی کا یہ شعر یاد آیا:

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

جھوٹے عاشق ہیں ، جو آہ و بکا کرتے ہیں
ہم تو شب خون میں بھی مشرق ہی پڑھ کرتے ہیں

یہ شعر مجھے اس زمانے میں موصول ہوا تھا، جب میں لندن سے ''نیوز ویکلی مشرق'' نکالا کرتا تھا۔ قطع نظر اس کے کہ یہ شعر علم عروض کے ماہرین کے ترازو پر پورا اترتا ہے یا نہیں، سچی بات یہ ہے کہ جب مجھے یہ ملا تھا تو میں اسی سے بہت لفظ اندوز ہوا تھا۔ شب خون کے ایڈیٹر شمس الرحمٰن فاروقی صاحب نے جب آپ کا شعر پڑھا ہوگا تو نجانے ان کا کیا ردِ عمل ہوا ہوگا۔ مسکرائے تو وہ بھی یقیناً ہوں گے۔ اور کیا لکھوں ؟

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

فضیل جعفری

ہمدم کاشمیری کا ''ورق سادہ''

یوں تو ہمدم کاشمیری کا زیر نظر شعری مجموعے کا نام ''ورق سادہ'' ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ کتاب کے بہت سارے صفحات پر جابجا چھوٹے بڑے نقطے، نیم روشن اور زیادہ روشن لکریں اور آڑے ترچھے راوئے بکھرے نظر آتے ہیں۔ ہمدم کاشمیری میں اگر دائرے مفقوس ہیں تو اس کا سبب یہ ہے کہ انہیں علامتی اور استعاراتی پیچیدگیوں سے دلچسپی نہیں ہے۔

ان باتوں سے قطع نظر عرض خدمت یہ ہے کہ ''ورق سادہ'' کی شاعری ایک ایسے بے چین تخیل اور بیدار ذہن کے حامل شخص کی تخلیق ہے جو چوبیس گھنٹوں میں کئی بار کروٹ لیتا ہے۔ ہمدم کاشمیری کی غزلوں میں دو طرح کے دھارے کبھی ایک دوسرے کو کاٹتے ہوئے اور کبھی ساتھ بہتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ ایک کا تعلق اگر ان کی ذاتی اور داخلی زندگی سے ہے تو دوسرے کا ماخذ قومی اور بین الاقوامی منظر نامہ ہے۔ ہمدم کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ ان کے زیادہ تر اشعار قاری کو فوری طور متاثر کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ غالباً اس لئے کہ ان کا کلام دکھاوے (Pretention) نامی عیب سے پاک ہے ان کا یہ کہنا سو فیصد صحیح ہے کہ :

سوچتا ہوں جو وہی کہتا ہوں
میری باتوں میں اثر میرا ہے

باتوں کو میری اب جو سمجھنے لگے ہیں لوگ
میری زباں کو رنگ اثر کون دے گیا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

دوسرے مصرعے میں لفظ ''کون'' دراصل خود شاعر کے خلوص نیت اور باریک مشاہرے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ شاعر حیات و کائنات کے متعلق اپنے تاثرات و تجربات کو اس انداز میں پیش کرتا ہے کہ قاری متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس تاثر کا ایک سبب یہ ہے کہ جذباتی سطح پر ہمدم کی غزلوں میں فکر، تخیل، احساس اور واقعات کی تفصیل کا ایک خوش آہنگ امتزاج ہمیں اپنی طرف متوجہ بھی کرتا، متاثر بھی کرتا ہے اور ہمعصر زندگی کے عکاسی مختلف زاویوں پر غور و فکر کی دعوت بھی دیتا ہے۔ چند اشعار بطور مثال ملاحظہ ہوں :

مرا شعار خیانت نہیں امانت
ملا ہے زخم جو اس کو ہرا بھی رکھا ہے

پانی کی ایک بوند اتری زمین پر
خیمہ تنا ہوا کہیں شاید ہوا میں تھا

کون آیا ہے اس خرابے میں
روشنی ہے کہیں بدن میں بہت

سرخرد جنگ سے لوٹ آیا تھا
خوں میں لت پت جسے گھر میں دیکھا

۱۹۹۰ء کے بعد کشمیر سے تعلق رکھنے والے جن افراد نے بھی شاعری کی ہے ان کے یہاں فطری طور پر جموں اور کشمیر کے حالات کا ذکر کرنا گزیر ہے۔ ہمدم کاشمیری کا خصوصی وصف یہ ہے کہ انہوں نے روزمرہ زندگی میں رونما ہونے والے واقعات و سانحات کو خارجی حقائق کے طور پر دیکھنے کے بجائے اپنے داخلی کینوس کا حصہ بنالیا ہے۔ اس طرح واقعات اور شاعر کی نجی شخصیت کے درمیان ایک ایسا ربط پیدا ہو جاتا ہے جسے قاری محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہر طرف آگ کے شعلے ہیں رواں
کیا کہوں کون سا گھر میرا ہے

لے گیا سیل بلا جو بھی ہمارا تھا یہاں
کس سے پوچھیں کہ رہا شہر میں اب کیا باقی

ہر طرف ہے غبار سرگرداں
کارواں لٹ چکا ہے پہلے بھی

پارہ پارہ ہے حقیقت دیکھو
خواب بھی اپنا سلامت ہے کہاں

ہم نے مقبولہ بالا اشعار کا مطالعہ ایک خاص تناظر میں کیا ہے لیکن اگر ہم انہیں وسیع تر تناظر میں پڑھیں تو زندگی کے نئے نئے گوشے اجاگر ہوتے ہیں اور معنی کی نئی جہات سامنے آتی ہے۔

ہمدم کاشمیری کی غزلوں میں کائنات میں انسان کی حیثیت، زندگی، موت، انسانی تعلقات، ملنا، بچھڑنا جیسے کئی دوسرے موضوعات کو بھی حسن ادا کے ساتھ برتا گیا ہے، جن کا تفصیلی بیان اس بے حد مختصر سے تبصرے میں ممکن نہیں۔ یوں بحیثیت مجموعی اپنی شاعری پر سب سے اچھا تبصرہ خود انہوں نے کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے اور شاعر کی راست گوئی کی داد دیجئے:

کیجئے قبول نفع ذرا سے ضرر کے ساتھ
لایا ہوں چند عیب بھی اپنے ہنر کے ساتھ

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

بشر نواز

دھوپ لہو کی

ہمدم کاشمیری کا مجموعہ کلام ''دھوپ لہو کی'' پر مجھے پہلے ہی اپنے تاثرات بھیج دینے چاہئے تھے۔ جو کتاب یا تخلیق مجھے متاثر کرتی ہے اس کے تعلق سے میں فوری طور پر اپنا ردِ عمل ظاہر نہیں کرتا، ذرا رک کر متن سے پوری طرح لطف اندوز ہو کر اور کچھ وقت گزرنے کے بعد اپنے تاثرات پیش کرتا ہوں۔

ہمدم کاشمیری کی شاعری جذبہ و احساس کی شاعری ہے اس میں غیر ضروری دانشوری اور مرعوب کن دروپیچ سے شعوری طور پر گریز کیا گیا ہے جو کئی خود اعتمادی اور شعر و ادب کے تئیں واضح روید کا ثبوت ہے۔ پورے مجموعے کا ایک مزاج ہے جس میں لب نشیں اداسی کی ایک عجیب کیفیت ہے۔ جو شاید ہمدم اور ان کے اطراف و اکناف کے حالات کی آئینہ دار ہے۔ اشعار کا لہجہ بھی انہیں کیفیات کی دین ہے۔

کوئی منزل ہے نہ گھر ہے مولا
میں ہوں اور راہگزر ہے مولا

اپنی مستی سے خود کو تعمیر کیا
یعنی اپنے خوابوں کو تصویر کیا

اور اس قسم کے اشعار

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کس سے مانگے گا کوئی تاریک راتوں کا حساب
ہو رہا ہے آج کوئی جلوہ گر کس کے لئے

ہم اپنے شہر کو تاراج کر کے آئے ہیں
ہمارے بعد وہاں کیا ہوا انہیں دیکھتا

یہ اور اس قسم کے کئی اشعار، غیر یقینی صورتِ حال اور بے سہارا ہو جانے کے احساس کی پیداوار ہیں اور چونکہ یہ کیفیت محض سنی سنائی یا کتابوں سے اخذ کی ہوئی نہیں بلکہ آپ بیتی ہے، آنکھوں دیکھی ہے اس لئے متاثر کرتی ہے۔ شاید اسی لئے ہمدم کو خارجی شعری لوام کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ روشن اور نیم روشن اشعاروں، کنایوں میں ہمدم کاشمیری آسانی سے اپنی بات کہنے پر قادر نظر آتے ہیں۔ یہ کیفیت ان غزلوں میں بطور خاص محسوس کی جاسکتی ہے جن کی فضا کچھ پراسرار اور خوف زدہ سی ہے

ایک بھی موسم مرے اندر نہ تھا
اور آنکھوں میں کوئی منظر نہ تھا

مختصر یہ کہ ہمدم کاشمیری کے یاں ذات اور غیر ذات کچھ اس انداز سے ایک ہو گئے ہیں کہ ان کے بیچ حدِ فاصل قائم کرنا مشکل ہے۔ ہمدم کاشمیری کے علاقے کی صورتِ حال سے سب واقف ہیں، وہاں کی خوبصورتی وہاں کی دہشت، وہاں کا فطری سکون اور خارجی اضطراب اور اسی قسم کے تضادات اور ان کا شدید احساس ہمدم کی پوری شاعری میں جاری وساری ہے۔ اظہار کی سطح پر ہمدم نے کسی کرتب بازی کی ضرورت محسوس نہیں کی اور یہ اچھا ہی کیا۔ ورنہ شاید ہمدم کاشمیری کی غزل استعارے اور پیکر گن گن کر شعر کی قدر و قیمت متعین کرنے والے نقادوں کے تو کام آجاتی، باذوق قاری کے کام کی نہ رہتی۔ مجھے خوشی ہے کہ ''دھوپ لہو کی'' میں ایسے اشعار کی کمی نہیں جو اپنے پُر خلوص اظہار اور دردمندی کی وجہ سے ہر سمجھدار پڑھنے والے کو متاثر کرنے کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں اور یہ بڑی بات ہے۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سید ارشاد حیدر

ہمدم کاشمیری کا ''ورق سادہ''

جدید غزل جس کی ابتدا خلیل الرحمٰن اعظمی، ناصر کاظمی اور ابن انشا سے ہوئی، آج تک رواں دواں ہے۔ کچھ ناقدروں کا خیال ہے کہ یہ شعرا میر اسکول سے تعلق رکھتے ہیں، لیکن شمس الرحمٰن فاروقی کا خیال ہے کہ ''جو صفات میر کے یہاں ہیں وہ ان شعرا کے یہاں یا تو مفقود ہیں یا بہت کم ہیں۔''

ہمدم کاشمیری، میر تقی میر کو غالب سے بڑا شاعر مانتے ہیں۔ ان کا ایک شعر ملاحظہ ہو:

کس موڑ پہ دیوان کے میں رک سا گیا ہوں　　غالب سے نظر آنے میر زیادہ

ہمدم کاشمیری کی غزلوں کا سرا خلیل الرحمٰن اعظمی، ناصر کاظمی اور ابن انشا سے ملتا ہے۔ خلیل الرحمٰن اعظمی ان کے بے حد پسندیدہ شاعر ہیں۔ زیر تبصرہ مجموعے کا عنوان ''ورق سادہ''، خلیل الرحمٰن اعظمی کے ہی مندرجہ شعر سے مستعار ہے:

دل پہ اک بوجھ سا رکھا ہے کسی طور ہٹے　　ورقِ سادہ میسر ہو تو ہم بھی لکھیں

ہمدم کاشمیری نے اپنے مجموعے کے پہلے ہی صفحے پر مندرجہ بالا شعر تحریر بھی کیا ہے۔ ہمدم صاحب بے حد کم گو شاعر ہیں۔ ان کا پہلا مجموعہ ''دھوپ لہو کی'' ۲۰۰۳ء میں شائع ہوا تھا۔ ''ورقِ سادہ'' ان کا دوسرا مجموعہ ہے جو کم و بیش ایک دہائی (۲۰۱۲ء) کے بعد شائع ہوا ہے۔ اکثر کم گو شعرا کے سبھی اشعار عمدہ ہوتے ہیں کیونکہ وہ اپنے اشعار کا کڑا انتخاب کرتے ہیں اور کمزور اشعار کو رد کرنے سے گریز نہیں کرتے۔ اس طرح غزل کے تمام اشعار ایک ہی معیار کے ہوتے ہیں۔ ہمدم کاشمیری کا شمار ایسے ہی شعرا میں ہے۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

عرفان صدیقی جو خود اعلیٰ درجے کے شاعر تھے، انہوں نے اس مجموعے میں تحریر کیا ہے کہ :

"ہمدم کاشمیری کی غزل کے کینوس کو دیکھتے ہوئے انہیں محض کشمیر کے علاقائی پس منظر سے متعلق کر کے دیکھنا اور وہاں کے ہم عصر اردو شعرا سے ان کے موازنے تک محدود رہنا مناسب نہ ہوگا کیونکہ یہ شاعری جدید غزل کے وسیع تر منظر نامے کا قابل قدر حصہ ہے اور اسی حوالے سے یہ اپنے مطالعے کا تقاضا کرتی ہے۔"

عرفان صدیقی کی اس بات سے پوری طرح اتفاق کیا جا سکتا ہے، لیکن اتنا ضرور ہے ہر اچھا فنکار اپنی زمین، زمانے اور زبان سے تجربہ حاصل کر کے اپنے محسوسات سے جس فن کی تخلیق کرتا ہے، وہ اس زمین اور زمانے کے لیے مخصوص ہوتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ آفاقی بھی ہو جائے۔ یاد کیجئے وہ زمانہ جب کشمیر میں جگموہن صاحب گورنر تھے، اس زمانے میں محافظ دستوں کی زیادتیوں سے بہت سے بے قصور کشمیر جاں بحق تسلیم ہو گئے اور بہت سے کشمیری اپنی جان بچانے کے لیے سرحد پار ہجرت کر گئے۔ گاؤں کے گاؤں ویران ہو گئے تھے۔

ہمدم کاشمیری ان اجڑے اور سونے مکانوں میں مکینوں کی تلاش میں ہیں :

دیکھتا ہوں یہاں مکیں کوئی ہے — آسمانوں میں بھی زمیں کوئی ہے
کوئی آواز کیوں نہیں آتی — اس مکاں میں اگر مکیں کوئی ہے
کس سے پوچھیں سبب تباہی کا — دیکھ بستی میں کیا مکیں کوئی ہے
ایک مدت سے گئے ہیں اس کو چھوڑ کر مکیں — پھر صدا آتی ہے کیسے خانۂ مسمار ہے
رہیں گے آخر دریچۂ بام اداس کب تک — کہاں گئے ہیں گلی سے اپنی جوان سارے

اول الذکر غزل کی ردیف "کوئی ہے" بے حد پر قوت ہے۔ ان دو الفاظ کو مختلف لہجے میں پڑھنے سے مختلف معنی برآمد ہوتے ہیں۔ بے حد آہستہ، بہ آواز بلند یا محافظوں کی گرجدار آواز میں۔ ہمدم کاشمیری نے خود ہجرت نہیں کی تھی۔ اپنے وطن والوں کو ہجرت

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کرتے دیکھا تھا۔ ناصر کاظمی نے خود ہجرت کی تھی اور نئی زمین پر پا غزلوں میں اجڑے سونے مکانوں میں مکینوں کی غیر موجودگی کا درد دیکھیے :

دل ترے بعد سو گیا ورنہ شور تھا اس مکاں میں کیا کیا کچھ
(۱۹۷۴ء)

بہاریں لے کے آئے تھے جہاں تم وہ گھر سنسان جنگل ہو گئے ہیں
(۱۹۴۷ء)

گھر کے دیوار و در راہ تک کے شل ہو گئے اب نہ آئے گا شاید کوئی سو ر ہو سور ہو
(۱۹۴۷ء)

گلی گلی آباد تھی جن سے کہاں گئے وہ لوگ دلی اب کے ایسی اجڑی گھر گھر پھیلا سوگ
(۱۹۴۷ء)

اٹھ گئے کیسے کیسے پیارے لوگ ہو گئے کیسے کیسے گھر خاموش
(۱۹۵۷ء)

جب تنہائیاں سر پھوڑ کے سو جاتی ہیں ان مکانوں میں عجب لوگ رہا کرتے تھے
(۱۹۵۹ء)

اکیلے گھر سے پوچھتی ہے بے کسی ترا دیا جلانے والے کیا ہوئے
(۱۹۷۱ء)

ملحوظ رہے کہ ناصر کاظمی کے مندرجہ بالا اشعار ساٹھ ستر سال قبل کے ہیں۔ اتنے عرصے بعد بھی آج ہمدم کاشمیری کے اشعار میں کس قدر تنوع ہے۔ ۱۹۴۷ء سے اب تک جدید شعرا نے اپنے اپنے طریقۂ اظہار الگ بنائے۔ ایک ہی موضوع پر ہمدم کاشمیری کا طریقۂ اظہار، اسلوب اور لفظوں کا انتخاب کس قدر مختلف اور منفرد ہے۔ میرا مقصد ناصر کاظمی اور ہمدم کاشمیری کی شاعری کا موازنہ ہرگز نہیں۔ میں صرف یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ جو جدید رجحان ساٹھ ستر سال گزر جانے کے بعد بھی آج تک جاری و ساری ہے اور ہمدم کاشمیری جیسی غزلیں آج بھی کہی جا رہی ہیں وہ رجحان کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ یہ محض افواہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہے کہ جدید غزل کی جگہ نام نہاد مابعد جدید غزل نے لے لی ہے۔

ہمدم کاشمیری کے اشعار میں بلاغت ہے۔ ضائع معنوی و صنائع لفظی دونوں کا استعمال کیا ہے۔ صنعت طباق ایجابی سے انہیں خاص شغف ہے۔ اس طرح کے اشعار ان کے مجموعے میں کثرت سے نظر آتے ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں :

چھایا ہے آسماں پہ سیہ ابر کا دھواں — پھیلی ہوئی ہے برف کی چادر زمین پر
اب اس کی شہر میں تشہیر کیوں کریں جا کر — ہوا ہے گاؤں میں اپنے جو نا گہاں سا کچھ
دیر سے خامشی ہے خیمہ زن — شور کیا کارواں میں تھا ہی نہیں
ہم اپنے آپ کو پھر آزما کے دیکھیں گے — جلا کے دیکھ لیا اب بجھا کے دیکھیں گے
کوئی سمجھا ہی نہیں کیوں آخر — میری جدت میں روایت ہے کہاں
ڈوب کر آ ابھر کے دیکھیں گے — پیچ سارے بھنور کے دیکھیں گے
کون زندہ ہے مر گیا ہے کون — اب یہاں کوئی پوچھتا ہے کہاں

کہیں کہیں صنعت فوقانیہ کی مثالیں بھی نظر آتی ہیں، مثلاً :

کتنا مشکل ہے زندگی کرنا — دانہ رکھا ہوا ہے دام کے ساتھ
ہاتھ خالی ہے کوئی کنکر اٹھا — آنکھ سے ٹھہرا ہوا منظر اٹھا

عام طور سے کچھ شعرا کا اکادکا تعلّی کے اشعار بھی کہتے ہیں لیکن برخلاف اس کے ہمدم کاشمیری کے اشعار میں انکساری ہے۔ ملاحظہ ہو دو اشعار :

اتر ہی جائیں گے دو ایک روز میں ہمدم — تمہارے شعر کے ہوتے ہیں رنگ خام بہت
وادیِ شعر میں کہیں نہ کہیں — کسی کونے میں پاؤں دھر گئے ہم

جہاں تک موضوعات کا سوال ہے ہمدم کاشمیری نے قدیمی موضوعات سے پرہیز کیا ہے۔ ان کی غزلوں میں زیادہ تر موضوعات نئے اور عصری کرب و آگہی سے متعلق ہیں۔ زبان خوب صورت ہے، حشو و زوائد اور نثریت سے پاک۔ بقول شمس الرحمٰن فاروقی ''زبان کی شستگی اور درستگی کا پورا لحاظ کرتے ہوئے ان کی غزل، جدید غزل کی نمایاں نمائندہ معلوم ہوتی ہیں۔''

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

پروفیسر شکیل الرحمٰن نے تحریر کیا ہے کہ ''میں بھنور میں دریا دیکھ رہا ہوں'' اس جملے سے پروفیسر شکیل الرحمٰن کی جو بھی مراد رہی ہو لیکن میں ایسا دریا دیکھ رہا ہوں جس میں کہیں بھنور نہیں اور جسکی لہریں خرامہ خرامہ ایک ہی رفتار سے آگے بہتی جا رہی ہیں۔

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ڈاکٹر منظر اعجاز

ورق سادہ

ہمدم کاشمیری کا تعلق وادیٔ کشمیر سے ہے مگر ان کی شاعری اس وادی کے نظر تاب نظاروں اور دل نواز جلووں میں گم نہیں۔ ورقِ سادہ کے اشعار کو دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ مٹی میں گندھی ہوئی شاعری آسمان کے زرفشاں ستاروں جیسی تب و تاب رکھتی ہے۔ گویا زمین کی وسعت سے پہنائے فلک تک اس کے شہپر کی ہوائیں وجود کے بنجر احساس میں سبزۂ نورس اگاتی ہیں۔ یہ اشعار دیکھیے :

کس کس نے مری اڑان اڑادی ہواؤں میں
کس نے گرا دیے میرے سپہر زمین پر

چھایا ہے آسماں پہ سیہ ابر کا دھواں
پھیلی ہوئی ہے برف کی چادر زمین پر

یہ آسماں پہ کس نے ستارے سجائے ہیں
لکھا ہے کس نے میرا مقدر زمین پر

اس تجاہلِ عارفانہ میں جو رمز ہے اس کی شاعری دل کو روشن کرتی ہے اور عرفانِ ذات کے ساتھ ساتھ عرفانِ حیات و کائنات بھی عطا کرتی ہیں۔ اس کے بعد امید و بیم کی کشاکش کا منظر بھی سامنے آتا ہے۔ اور امتحانِ دیدہ و دل کے مرحلے بھی درپیش ہوتے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہیں۔ شاعر اس کشاکش سے کیسے چھٹکارا پاتا ہے، ان مرحلوں سے کیسے گزرتا ہے اور مسائل کے حل کے لیے سکون کا رخ اور کیسا رویہ اختیار کرتا ہے؟ یہ دیکھنے کی چیز بھی ہے اور سمجھنے کی بات بھی :

قدم قدم پہ دھڑکتا ہے دل امیدوں کا
قدم قدم پہ ہے درپیش امتحاں سا کچھ
کوئی سراب نہیں، ہے یہ میری خوش نظری
جو دشت میں نظر آتا ہے گلستاں سا کچھ
ہمارے نام وہ منسوب ہوگیا کیوں کر
زمیں پہ ٹوٹ پڑا تھا جو آسماں سا کچھ

ہمدم کاشمیری کے 'ورق سادہ' میں اشعار بھی بہت سادہ مگر بڑے ہی پُر کار اور گہری معنویت کے حامل ہیں۔ ان میں طنز کی کاٹ، نشتریت اور چبھن بھی ہے اور تجربات کا رنگ واقعیت شعاری اور عصری صورتِ حال سے ہم آہنگ بھی ہے۔ احتجاج کی جہاں لے ہے، لہجہ دھیما ہے۔ اظہار کا پیرایہ اس کیفیت میں اکثر ایمائی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ مثلاً :

لوگ کیسے مرا یقیں کرتے
جھوٹ مرے بیاں میں تھا ہی نہیں

مجھ سے منسوب ہوگیا کیوں کر
وہ جو میرے بیاں میں تھا ہی نہیں

دوسرے شعر میں مضمون آفرینی کا بھی ایک پہلو نظر آتا ہے اور یہ مشہور شعر ذہن میں گردش کرنے لگتا ہے۔ ''وہ بات جس کا فسانے میں ۔۔۔۔'' لیکن اسی نوعیت کا ایک دوسرا شعر تابِ نظر کی گواہی دیتا ہے۔ میر کو دورِ جنوں میں چاند میں جیسی موہنی صورت نظر آتی تھی، کچھ ویسی ہی تصویر پر ہمدم کاشمیری کو ماہتاب میں کبھی دکھائی دیتی ہے۔ وہ بھی دور جنون ہی تھا لیکن وہ جنون اتر گیا، وہ دور گزر گیا۔ وہ خود معترف ہیں کہ :

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اپنا بھی ایک دورِ جنوں تھا ، گزر گیا
تصویر آرہی تھی نظر ماہتاب میں

میر کو ان کا جنون راس آیا جس نے انہیں خدائے سخن کہلوایا۔ ہمدم کاشمیری کے جنون نے اتنا تو ضرور کیا کہ انہیں اس خدائے سخن کا بندہ بنایا کہ میر جیسی سہل زبان اور سادہ الفاظ میں چنگاریاں سمونے اور شرارے اڑانے میں وہ بھی ایک خاص انداز اختیار کرتے ہیں۔ یہ انداز لطف واثر سے خالی نہیں ہوتا :

ہم نے بھی دشت کو مہکایا ہے
ہم نے بھی خاک اڑائی تھی کبھی

سجا کے دھوپ کڑی آج گھر سے نکلے ہیں
کسی کے سائے کو زیر قبا بھی رکھا ہے

معنویت سے بھرپور اور احساسات و جذبات شدت سے لبریز اکثر اشعار خود بخود اپنی جانب توجہ مبذول کرالیتے ہیں اور کام و دہن کے ذائقے کو نئی لذتوں سے روشناس بھی کراتے ہیں :

پہچان ہی سکا نہ کوئی کیا ہوا میں تھا
سایہ مرا چھپا ہوا میری صدا میں تھا

پانی کی ایک بوند نہ اتری زمین پر
خیمہ تنا ہوا کہیں شاید ہوا میں تھا

ہوا کی علامتی تعمیر اور استعاراتی تاثیر غور طلب ہے۔ اس میں جدتِ فکر بھی ہے اور ندرتِ تخیل بھی۔ اور سادہ سے بیان میں پرکاری بھی۔ اگر ایک طرف صدائے العطش کی قبا میں ملبوس وجود ناشناس سماعت رہ گیا کہ اسے ہوا کا تیز جھونکا اڑا لے گیا تو دوسری طرف پانی کی کوئی بوند پیاس کی ماری زمین کے ہونٹوں کو خشک ہی چھوڑ گئی کہ اسے درمیان

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہی سے ہوا کے خیمے نے اچک لیا اور حق دار اپنے حق سے محروم ہی رہ گیا۔

ایسے کی اور صورتیں بھی ہیں جن کے لمس سے انفرادی حسیت بیدار ہوتی ہے اور اجتماعی شعوری کا حصہ بن جاتی ہے۔ دکھ اپنا بھی ہے اور اپنی وادی کا بھی جسے وادیٔ غم سے تعبیر کیا جا سکتا ہے اور یہ وادی مادر وطن ہے، آغوش مادر ہے لیکن یہ حالات کا زائدہ ایک بے پناہی کا عالم ہے جس میں نہ رہتے بنتا ہے اور جس سے نہ نکلتے بنتا ہے۔ باہر سے آنے والی روشنی نے وہ تیرگی پھیلائی ہے کہ اس گھپ اندھیرے میں کچھ سجھائی ہی نہیں دیتا کہ کیا کیا جائے :

یہ کیسی روشنی ہے اور کن راہوں سے آئی ہے
یکا یک میری آنکھوں میں اندھیرا کیوں ہوا ہے

وہاں کی آب جو میں تیل بہتا ہے برابر
یہاں وادی میں اپنی خشک دریا کیوں ہوا ہے

کہاں جائیں گے تجھ کو چھوڑ کر اے ماں بتا دے
تری آغوش میں دشوار جینا کیوں ہوا ہے

رمز و ایما، اشارے کنائے اور علامت و استعارے کی زبان کے باوجود معنی کی فضا بوجھل نہیں ہے۔ نہ تو آرائشی اور مصنوعی زبان و بیان نے فکر و احساس کے فطری حسن کو متاثر اور مجروح کیا ہے۔ سوز و گداز اور درد و داغ کی کیفیت ایسی ہے کہ کوئی حساس انسان اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ خوف و دہشت کے ماحول کی یہ تصویر بھی چلتے چلتے دیکھ لیں :

مکاں میں خوف سے دیوار تھر تھراتی ہے
گلی میں ناچتے ہیں پاسبان کے سائے

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ملک زادہ منظور

دھوپ لہو کی

زیرِ نظر شعری مجموعہ ''دھوپ لہو کی'' ہمدم کاشمیری کا ہے۔ جدید لب ولہجہ سے آراستہ یہ مجموعہ اپنے دامن میں سلگتی دھوپ کو سمیٹے ہوئے حالات حاضرہ پر تبصرہ اور تنقید کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ اپنے وطن سے دور کئی بڑے شہروں کا قیام (ملازمت کے سلسلے سے) کے دوران ہمدم کاشمیری کی فکر کو جو جلا حاصل ہوئی اس نے ان کی شاعری کو اور زیادہ باوقار بنایا۔ انہوں نے بڑے قریب سے انسان کے مسائل کو دیکھا، سوچا اور سمجھا۔ چنانچہ ان کی شعری کا مرکز عہدِ حاضرہ بنا اور انہوں نے عہدِ حاضرہ کے آئینے میں گزرے ہوئے دور کو دیکھنے کا کام اپنے اشعار کے ذریعے کیا۔ اس مجموعے کا دیباچہ معتبر اور نامور شاعر عرفان صدیقی نے لکھا ہے جو کہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ ہمدم کاشمیری کی شاعری عرفان صدیقی کے مزاج سے ہم آہنگ ہے جس کے سبب یہ دیباچہ وجود میں آیا۔ میں بہت اچھی طرح سے عرفان صدیقی سے واقف ہوں۔ وہ اپنی فکر، اپنے لہجے، اپنی شاعر کے لحاظ سے دنیائے ادب میں اپنا ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔ انہوں نے قلم اٹھایا ہے تو یقیناً اس شعری مجموعے کی افادیت میں اضافہ ہوتا ہے اور جدید فکر کے اس شاعر کے ''ذہنی پرواز'' کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے، جس سے ہمدم کاشمیری کے کلام کو ایک وقار حاصل ہوتا ہے، جس طرح طرح جاوید اختر کے شعری مجموعہ ''ترکش'' پر دیباچہ لکھ کر قرۃ العین حیدر نے مجموعے کو ایک امتیاز حاصل کروایا۔ ٹھیک اسی طرح ہمدم کاشمیری کے مجموعے ''دھوپ لہو کی'' پر دیباچہ لکھ کر عرفان صدیقی نے شعر وشاعری کا ذوق رکھنے والے حضرات کو اس مجموعے کی جانب متوجہ کیا ہے۔

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہندوستان کے ایک صوبے کشمیر سے وابستہ اردو کے ادیبوں کے یہاں دکھ، درد، گھٹن، مایوسی کا جو احساس ان کی تخلیقات میں ہمیں نظر آتا ہے اس کا عکس بھی ہمدم کاشمیری کے کلام میں جا بجا نمایاں ہے :

کوئی شعلہ چنار سے نہ اٹھا
زرد اشجار ہوگئے کیسے

مرا بدن تمام زخم ہے مگر یہ سوچیے
مرا لہو رواں ہوا ہے کس گلاب کے لیے

غزل کے معنوں سے دور حالات حاضرہ کی آنچ اپنے آپ میں سمیٹے ہوئے ہمدم کاشمیری کی شاعری میں تغزل نہیں برابر ہے۔

خود اپنی تمازت میں جل جائے گی
دھوپ رکھی ہوئی سائباں سے الگ

گئے دنوں کو اچھی قدروں کے لیے یاد رکھنا، حال سے اس کا مقابلہ کرنا اور پھر یہ ثابت کرنا کہ حال ماضی سے کس طرح بہتر نہیں ہے اس کا عکس بھی ہمدم کاشمیری کے مجموعے کلام میں بکھرا ہوا ہے :

ہمدم کو چپ لگی ہے زمانہ گزر گیا
اس شہر خامشی میں وہ صاحب اذان تھا

سراغ اپنا کہیں ملتا نہیں ہے
ہوئے ہیں ہر قدم پر نقش پا گم

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ڈاکٹر احمد امتیاز

دھوپ لہو کی

زیر تبصرہ کتاب ہمدم کاشمیری کا پہلا شعری مجموعہ ہے۔ ہمدم کاشمیری کا یہ شعری سفر ۱۹۵۷ء میں شروع ہوا۔ ۱۹۶۰ء کے قریب ابھرنے والے جدید شعرا کی صف میں ہمدم نے بھی اپنا نام درج کرایا مگر اپنے معاصرین کے برعکس انہوں نے بہت کم اور تھم تھم کر لکھا۔ غالباً اسی سبب ان کا یہ شعری مجموعہ ''دھوپ لہو کی'' چار دہائیوں کے بعد منظر عام پر آیا ہے۔ ''دھوپ لہو کی'' کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس میں ہمدم نے اپنے تمام تر شعری تجربے کا نچوڑ پیش کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کی غزلوں پر بشر نواز، شکیب جلالی اور بانی کے گہرے اثرات بھی نظر آتے ہیں۔

جدیدیت کو فروغ دینے والے نوجوان شعرا کے سامنے پرانی تہذیب اور قدروں کے مقابلے نئی تہذیب اور سائنسی دنیا تھی۔ قدروں کے اس تصادم میں روایتی رشتوں کا تانا بانا ٹوٹتا جا رہا تھا۔ اخلاقی قدروں کے بکھراؤ سے نئے نئے مسائل پیدا ہو رہے تھے۔ جنگ، فسادات اور تنازعات کا بازار گرم تھا اس لیے ہر شخص اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھ رہا تھا۔ انھی اسباب کے زیر اثر درد و کرب اور تشکیک سے پُر ایک نیا معاشرہ وجود میں آیا۔ جدید شاعری اسی معاشرے کی پیداوار ہے اور اسی معاشرے کے ایک علمبردار ہیں۔ اس لیے ان کی غزلوں میں درد و کرب، تشکیک، خوف و مایوسی، بے چینی و تنہائی، بے گانگی اور اضطرابی کیفیت، ناقدری اور نارسائی، موضوع بنتے ہیں۔

دراصل ہمدم کی شاعری جدید انسان کے داخلی کرب کا موثر اظہار ہے جس میں

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

صداقت کا برملا اظہار بھی ہے اور تجربے کی تازگی بھی۔ عصر حاضر کے انسان کی ترجمانی ہی ان کے شعری بیان کو قوت عطا کرتی ہے۔ جس کے سبب ان کی شعری احساسات ایک بامعنی پیکر میں ڈھل گئے ہیں۔ نئی شاعری میں عصرِ نو میں نمایاں ہونے والے واقعات وحادثات کو ترجیح دی جاتی ہے اور نئے علائم ورموز کو اردگرد کے ماحول سے منتخب کر کے پیش کیا جاتا ہے۔ اس لیے جدید شعراء کے یہاں روایتی شاعری سے انحراف کی ایک واضح صورت نظر آتی ہے مگر ہمدم کاشمیری کے ہاں اس روایتی انحراف کے باوجود روایتی احساس زندہ ہے اور یہی فکری انضمام انہیں اپنے معاصرین میں ایک منفرد مقام عطا کرتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہی خوبی ان کی شعری شناخت کی دلیل بھی بن گئی ہے۔ رمزیت اور اشاریت کے ساتھ ساتھ ان کے ہاں شعری بیان کی گرمی وگداز، طنز کی چبھن اور دردمندانہ لہجہ بھی موجود ہے۔ ہمدم کی شعری دنیا بنیادی طور پر پیکروں میں ڈھلی ہوئی ہیں۔ خیالات کے ذرات کو پیکر کی شکل دینا بھی ایک فن ہے اور اس فن کو ہمدم نے بخوبی نبھایا ہے۔ خوبصورت تشبیہیں، استعارے اور علامتوں کا استعمال بہت ہنرمندی سے کیا ہے اس لیے ابہام کی صورت پیدا نہیں ہوتی بلکہ تصورات کی دیواریں جگمگا اٹھتی ہیں :

دیکھو تو سانس لینے کا امکان بھی نہیں
سوں چو تو زندگی کے ہیں آثار شہر میں

ہر طرف اپنی ہی آواز سنائی دی ہے
جابجا بکھرے ہوئے ذات کے ذرات ملے

یہ جبر ہے کہ تیرا انتظار کرنا ہے
یقیں نہیں ہے مگر اعتبار کرنا ہے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اس روشنی کے شہر میں ظلمت کرے گی راج
مجھ کو یقین تھا نہ تجھے ہی گمان تھا

سراغ اپنا کہیں ملتا نہیں ہے
ہوئے ہیں ہر قدم پر نقشِ پا گم

کیا جانے کیسا ربط تھا دونوں کے درمیان
آنکھوں کے ساتھ روزنِ دیوار لے گئے

ہمدم کی غزلوں میں متوجہ کرنے اور قاری پر اثر قائم کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ کتاب کا سرورق جاذبِ نظر ہے۔ طباعت بھی عمدہ ہے۔ کاغذ نفیس مگر قیمت کچھ زیادہ ہے۔ کمپوزنگ کی چند غلطیاں بھی در آئی ہیں۔ امید ہے کہ اس شعری مجموعہ کو قبول عام حاصل ہوگا۔

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

آغا نہال احمد شاہ

ورق سادہ

محترم ہمدم کاشمیری صاحب کے کلام کلا مجموعہ ''ورق سادہ'' خاکسار کے پیش نظر ہے۔اس مجموعہ کلام کا مطالعہ شروع کرتے ہی جب پہلی غزل پر نظر پڑی تو پتا چلا کہ سابقہ روایات کو نبھاتے ہوئے موصوف نے پہلی غزل 'حمدیہ' نظم کی ہے جس میں بہت ہی اچھے انداز میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت ہی عجز وانکسار کے ساتھ یہ اشعار نذر کیے ہیں :

رکھا ہے کس نے عجز سے یوں سر زمین پر
اگنے لگی ہے گھاس جو بنجر زمین پر

اور آگے پڑھنے پر اسی غزل میں ایک بات یہ محسوس ہوئی کہ جب ان کی دعا کو شرف قبولیت نہ حاصل ہوا تو فرمایا ؛

کس نے مری اڑان اڑا دی ہواؤں میں
کس نے گرا دیے مرے شہپر زمین پر

بہر حال ورق گردانی کرتے کرتے آگے پڑھا تو یہ شعر نظر سے گزرا :

جو کہا ہم نے کہا ہے اپنا
اور رستہ بھی جدا ہے اپنا

جب شاعر خود یہ ارشاد فرمائے کہ ''رستہ بھی جدا ہے اپنا'' تو جی چاہا کہ باقاعدہ ان کے مجموعۂ کلام کو پڑھا جائے اور یہ سمجھنے کی کوشش کی جائے کہ ہمدم کاشمیری کا شاعری کا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مضمون کیا ہے۔

ہمدم کاشمیری کو پڑھنے سے یہ محسوس ہوا کہ جو ان کے دل پر گزرتی ہے وہی وہ اپنے اشعار میں نظم کرتے ہیں۔ وہ اپنے اشعار میں اپنی داخلی فطرت، داخلی شعور و افکار و احساسات کو منظر عام پر لانے کے لیے شعر کہتے ہیں۔ ان کو اپنی شہرت اور نام سے کوئی مطلب نہیں اور نہ انہوں نے شعراء کی صف میں اپنے کو آگے رکھنے کے لیے شعر کہے۔ انہوں نے غزل میں شعرا کی پرانی روایات کو نہیں دھویا اور جیسا کہ خود کہا ہے ''اور رستہ بھی جدا ہے اپنا'' کہہ کر عصر حاضر میں منفرد و ممتاز ہو گئے۔

ہمدم کاشمیری کی غزلوں میں جو نیا لب و لہجہ اور جدت ہے اسے وہ بڑی حقیقت بیانی اور سادہ روی سے ادا کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہوں یہ اشعار :

سوچتا ہوں جو وہی کہتا ہوں
میری باتوں میں اثر میرا ہے

لوگ کیسے مرا یقیں کرتے
جھوٹ میرے بیاں میں تھا ہی نہیں

اتا پتا کوئی پوچھے تو کیا کہوں ہمدمؔ
میں اپنے گھر میں بھی رہتا ہوں دوسروں کی طرح

جب بات غزل کی ہو تو وہ تغزل کے پوری نہیں ہوتی۔ ہمدم کاشمیری صاحب کی غزلوں کے تغزل میں بھی ایک قسم کی جدت ہے اور ان میں نئی تراکیب کا بھی خوب استعمال کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہوں :

قریب آچکا ہے بڑھاپا مگر
گزرتی نہیں ہے جوانی مری

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سادہ کاغذ ہی روانہ کردوں
اپنا مطلب پاس عبارت ہے کہاں

ایک ہی روگ لیے بیٹھا ہوں
کچھ تو ہو جائے نیا میرے ساتھ

رات خوابوں میں خوب مستی کی
صبح اٹھے تو کام پر گئے ہم

زندگی بھر نہ کیا یاد کسی نے اور اب
پوچھتے ہیں وہ مرے گھر کا پتا میرے بعد

کتنے دیوانے یہاں دھول اڑا کر گزرے
ہے مگر پھر بھی وہی شوکت صحرا باقی

اس شعر میں ''سوکت صحرا'' کی جو ترکیب استعمال کی گئی یہ ہمدم صاحب کا امتیاز ہے جو انہیں دوسرے شعرا سے ممتاز کرتا ہے۔ ہمدم صاحب کاشمیری ہیں اور کشمیر کا حال ساری دنیا پر عیاں ہے۔ ملک آزاد ہونے کے بعد سے آج تک کشمیر کسی نہ کسی شورش میں مبتلا ہے ایسے میں ایک حساس شاعر اپنے وطن کے حالات سے متاثر ہوئے بنا کیسے رہ سکتا ہے۔ ملاحظہ ہوں یہ اشعار :

چوٹیوں پر ڈھونڈنے سے ہی نظر آتی ہے برف
آگ ہے اس شہر میں بسیار اور برفاب کم

موت کے سائے نظر آتے ہیں اک اک موڑ پر
زندہ رہنے کے میسر ہیں یہاں اسباب کم

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ڈھونڈھتا ہوں میں اِدھر اور اُدھر
میرے کشمیر میں جنت ہے کہاں

چھایا ہے آسماں میں سب ابر کا دھواں
پھیلی ہوئی ہے برف کی چادر زمین پر

ہر طرف آگ کے شعلے ہیں رواں
کیا کہوں کون سا گھر میرا ہے

اور جب اپنے وطن کی حالت زار سے اکتا گئے تو یوں کہہ دیا :

ایک بستی نئی بسائیں گے
کبھی زمیں لے کے آسمانوں میں

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہمدم کاشمیری کو صرف کشمیر کے شاعر تک ہی محدود کر دیا جائے ان کی شاعری آفاقی ہے اور وہ پوری دنیا کے انسانوں کے دکھ درد۔ امید اور ناامیدی کو بڑی دردمندی سے اپنے اندر محسوس کر کے قلم بند کرتے ہیں۔ امید ہے اہلِ علم کی نظر میں جناب کا مجموعہ ''ورق سادہ'' قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

محمد متین ندوی

دھوپ لہو کی : ہمدم کاشمیری

آج کل چند آڑی ٹیڑھی غزلیں ہوئیں کہ شاعر کو مجموعہ کی اشاعت کی فکر دامن گیر ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے بظاہر خوبصورت سا شعری مجموعہ اشاعت کے تمام مراحل طے کرتا ہوا وجود میں آ گیا لیکن ہمدم کاشمیری اس کے بالکل برعکس ہیں۔ وہ ایک لمبے عرصہ سے شاعری کرتے آرہے ہیں ادبی دنیا کے بدلتے ہوئے حالات سے بھی ہمیشہ ہی بخوبی واقف رہے ہیں جس پر ان کی شاعری خود شاہد ہے عرفان صدیقی ''دھوپ لہو کی'' کے تعلق سے لکھتے ہیں کہ وہ ''ہمدم کاشمیری کے کم و بیش چالیس سال پر محیط شعری سفر کا ماحصل ہے۔''

ان کا ادبی سفر کافی طویل ہے جیسا کہ عرفان صدیقی کے حوالہ سے تحریر کیا جا چکا ہے۔ لیکن چھپنے چھپانے سے بے توجہی نے انہیں ادبی میدان میں کافی نقصان پہنچایا ہے۔

ہمدم کاشمیری کو صرف کشمیر ہی نہیں بلکہ پوری ادبی دنیا جانتی ہے۔ ان کی غزلوں میں آپ بیتی اور جگ بیتی دونوں موجود ہیں۔ لیکن اخبار کی خبروں یا پہیلیوں کے انداز میں نہیں بلکہ شعری پیکر میں۔ شعری حسن و خوبی کے ساتھ چند اشعار دیکھئے تا کہ آپ بذاتِ خود ان کی شاعری سے لطف اندوز ہو سکیں۔

اندھیری رات ہے تنہا سفر ہے
میری آنکھوں میں کوئی خواب رکھنا

ہمدم کو چپ لگی ہے زمانہ گزر گیا
اس شہر خامشی میں وہ صاحب اذان تھا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

حقیقتوں کا کبھی سامنا ہوا ہی نہیں
کہیں پہ خواب کہیں پہ سراب دیکھے ہیں

زمیں اپنی سلامت نہ آسماں قاتل
کوئی گلی میں کوئی بام پر دکھائی دیا

ہمدم کاشمیری کا شعری مجموعہ ''دھوپ لہو کی'' قابل قدر اور قابل تحسین ہے۔ اچھے شعری مجموعوں میں اضافہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہمدم کاشمیری صاحب نے بہت اچھا کیا کہ اپنا شعری مجموعہ شائع کر کے ادبی و شعری ذوق رکھنے والوں کو اپنی شاعری سے لطف اندوز ہونے کا موقع فراہم کر دیا۔

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

تاثرات

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

☆ بلراج کومل:

''آپ کا مجموعہ کلام ''دھوپ لہو کی'' مل گیا تھا۔ اس کے بعد آپ کا ۲۱ مئی ۲۰۰۳ کا لکھا ہوا خط بھی ملا۔ میں کئی مہینوں سے کچھ مسائل کے باعث اپنے کسی بھی ادبی کام (جس میں میرے نام آنے والے خطوط کا جواب بھی شامل ہے) کی طرف توجہ نہیں دے سکا۔ آپ کے مجموعۂ کلام کی رسید کی اطلاع نہیں دے سکا۔ شرمندہ ہوں اور معذرت خواہ ہوں۔

آپ کے کلام کی پرخستگی، تازہ کاری، ہمدردانہ، انسانی جہتوں اور عصری صورتِ حال کا جائزہ، آپ کا تخلیقی ردعمل، باترسیل طریق کار۔ آپ کی شاعری کی ان سب خصوصیات سے میں بہت متاثر ہوتا رہا ہوں۔ آپ کا تازہ مجموعۂ کلام آپ کی شخصیت کا آئینہ ہے۔''

☆ وارث کرمانی :

'' آپ کا شعری مجموعہ '' دھوپ لہو کی'' موصول ہوا۔ عنایت اور یاد آوری کا شکریہ۔ اپنی رائے کیا دوں عرفان صدیقی اور مظہر امام صاحب کے لکھے پر کیا اضافہ کیا جاسکتا ہے، میں نے آپ کو عصری ایجادات اور تاریخی تغیرات کے تحت کبھی جانچنے اور پرکھنے کی کوشش نہیں کی ہے، مزہ لے لیا ہے کاوش میں مبتلا نہوں ہوا ہوں :

نغمہ ہی نغمہ خوشبو ہی خوشبو
عالم ہی عالم منظر ہی منظر

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

آپ کی شاعری ہر چند آفات وحوادث کی دھند میں وضاحت سے گریز کرتی ہے اور یہی ہنر کی خوبی ہے پھر بھی ہم اس سے زندگی کے لئے اور لطف ولذت کے لئے تھوڑا جواز حاصل کر لیتے ہیں۔ آپ اسے ہماری بے ایمانی یا خود غرضی ہی سمجھ لیجئے میں ادب میں اپنی جان بہت کھپا چکا ہوں اب جان کے لئے غذا کی تلاش میں رہتا ہوں۔ اس غذا کو فراہم کرنے کا شکریہ۔"

☆ ندا فاضلی :

" آپ کا شعری مجموعہ "دھوپ لہو کی" ملا۔ شکریہ۔ خوبصورت غزلوں کا یہ مجموعہ موجودہ ادب میں اپنے ہونے کا احساس ہی نہیں جگائے گا غزل کے کارواں میں شریک بہت سوں کو اس صنف کے نئے لسانی وشعری امکانات کا راستہ بھی سمجھائے گا۔

عرفان صدیقی نے درست لکھا ہے" اپنی ذات کے کرب کا رشتہ دوسرے انسانوں کے دکھ درد سے استوار رکھنا اور اپنی واردات کو نوع انسانی کی واردات کا حصہ بنا کر دیکھنا بڑا ہنر ہے۔ آپ کی غزلوں نے اس ہنر مندی کو جگہ جگہ دہرایا ہے۔

غزل کی طویل تاریخ سے ہم رشتہ ہونے کے باوجود آپ کی شعری تخلیقات ہم عصر زندگی کی ہم سفری کے حسن سے بھی منور ہیں، اور یہ شعری تہذیب بقول علی محمد جوہر کے

یہ اُس کی دین ہے جسے پروردگار دے

اس مجموعے میں اچھی غزلوں اور اچھے شعروں نے ہر صفحے پر متوجہ کیا ہے۔ کچھ شعروں نے تو دیر تک ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا۔ خدا آپ کو تخلیقی سطح پر یونہی روشن اور فعال رکھے :

کہاں کہاں نہ ہوئیں خوں سے تر بتر آنکھیں
جہاں بھی عرصۂ ناساز گار تھا ، میں تھا
اب یہاں کس سے کرے کوئی شکایت ہمدم
شہر اپنا ہے ، جنوں اپنا ہے ، پتھر اپنے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

میں تھا اور صرف ایک آئینہ
اور کمرے میں کون تھا موجود

ایسے ہی شعر کہتے رہئے اور یوں ہی دوسروں کی تنہائیاں آباد کرتے رہے۔"

☆ حبیب الحق:

"آپ نے مجھے اس قابل سمجھا کہ اپنے غزلوں کے مجموعے کو مجھے ارسال کیا۔ فخر سا بھی محسوس کرتا ہوں، اور شرم ساز سا بھی۔ اپنی حقیقت کا علم ہے، پر کوشش ہی کرتا ہوں کہ بہترین لکھوں۔ آپ کے مجموعے پر عرفان صدیقی صاحب نے بہت بہتر لکھا ہے۔ انہیں غزلیں کہنے کا خوب سلیقہ ہے۔ اور اسی ہنر نے انہیں آپ کی غزلوں کو پرکھنے کا خوب موقع دیا۔

آپ کی غزلوں سے روشناس ہو کر مجھے ایک بہت دلچسپ اور خوشگوار لگی کہ آپ زیادہ تر چھوٹی اور آسان بحریں استعمال کرتے ہیں۔ اس وجہ سے آپ موضوع یا مضمون پر اچھی گرفت رکھتے ہیں، اس میں بھٹکنے کے آثار کم رہ جاتے ہیں۔ لاہور کے عبدالحمید عدم غزلوں میں چھوٹی بحریں استعمال کیا کرتے تھے۔ آہنگ میں ایک مخصوص چاشنی اور روانی پیدا ہو جاتی ہے۔ چھوٹی بحروں میں اچھے اشعار کہنا آسان نہیں۔ خون جگر بہانا پڑتا ہے۔

تم مرے پاس ہوتے ہو گویا جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

ایک اور عمدہ بات ہے۔ آپ غیر ضروری، نت نئے بھونڈے اور دل جلول محاورات اور فقرے استعمال نہیں کرتے۔ جس کے چلن کو مجموعی طور پر ظفر اقبال صاحب نے عام کیا، اور ہمارے بہت سارے غزل گویوں نے ان کی پیروی کر کے اس صنفِ سخن کو جوں جوں کا مربہ بنا دیا ہے۔ آپ زبان پر اچھی قدرت رکھتے ہیں، اور آپ غزل کی روح سے بخوبی واقف ہیں۔ آپ کی غزلوں سے مجھے نہ صرف ایک جمالیاتی خلش کا احساس ہوا بلکہ میں نے جانا کہ یہ صنف بہتر غزل گویوں کے ذریعے خراب برباد ہونے سے بچ سکتی ہے۔

غزل کے بار میں میری اپنی مخصوص رائے ہے۔ میں کلیم الدین احمد کی اس

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

رائے سے اتفاق کرتا ہوں کہ غزل اک یخ وحشی صنفِ سخن ہے۔ اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ غزل کہنا گویا وحشیانہ بن کے اظہار کا ایک ذریعہ ہے۔ میں غزل مسلسل کی باتیں نہیں کرتا لیکن کئی ایک اعتبار سے ایک غزل کے اشعار ایک طور پر آئندہ خیالی اور ''لیے راہ روی'' کا پتہ دیتے ہیں۔ اسی لئے میں غزل کے ہر ایک شعر کو ایک نظم مانتا ہوں۔ یعنی کہ ہر ایک شعر ایک مخصوص فکر مخصوص صورتِ حال اور مخصوص کیفیت کے آئینہ ہوتے ہیں۔ اگر ہم اس طور پر غزلوں کو پڑھیں تو ان اشعار کے ذریعے بہت کچھ سمجھنے اور سیکھنے کے لئے تیار ہوتے جائیں گے۔ میں آپ کے شعری مجموعے ''دھوپ لہو کی'' پر آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔''

☆ رفیق الزماں :

''ہمدم کاشمیری گذشتہ چالیس سال سے شعر کہہ رہے ہیں۔ ان کی تخلیقات ملک کے لگ بھگ سبھی معتبر ادبی جریدوں میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ اردو کی آبیاری میں خطہ کشمیر کے اہل قلم ہر دور میں آگے رہے ہیں اور ہمدم کاشمیری بھی اس آبیاری میں برابر کے شریک رہے ہیں۔ مجموعہ کا نام حکیم منظور کے ایک شعر سے ماخوذ ہے۔ ابتدائیہ ''مرا لہو رواں ہوا ہے کس گلاب کے لیے'' مشہور شاعر عرفان صدیقی نے رقم کیا ہے۔

ہمدم کاشمیری کی شاعری کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی طرز فکر اور پیرایۂ اظہار دونوں میں انفرادیت ہے۔ ہمدم کاشمیری ایک پختہ کار اور باصلاحیت شاعر ہیں ان کا بیدار ذہن عصری تقاضوں کے تکمیل کا فن جانتا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں :

طلوع ہو نہ سکی روشنی نگاہوں میں
یہ کس نے وادیٔ جاں کو دھواں بنایا ہے
کہیں پہ جھوٹ کو رکھا ہے سچ کے سائے میں
کہیں یقین کو وجہِ گماں بنایا ہے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہر طرف زور ہے پانی کا یہاں لگتا ہے
ڈوبنے کے لیے آئے تھے شناور اپنے

حقیقتوں کا کبھی سامنا ہوا ہی نہیں
کہیں پہ خواب کہیں پر سراب دیکھے ہیں

یہ کیسی شام ہے جلتے ہیں منظر
نگاہوں کا ٹھکانا سوچتا ہوں

زوال آنے لگا ہے سوچ میں بھی
سمندر ہوں کنارا سوچتا ہوں

اسی کی کھوج میں گم ہو چکی ہے دھوپ ساری
وہ اک سایہ جو زیر سائباں رکھا ہوا ہے

ہمدمؔ کرم نہیں ہے یہ اہل ستم کا کیا
سر چھوڑ کر غریب کی دستار لے گئے

ہمدمؔ کاشمیری کے اس شعری مجموعہ میں اشعار بامعنی اور تاثیر سے پر ہیں۔
''دھوپ لہو کی'' ادبی حلقوں میں پذیرائی کا مستحق ہے۔''

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہمدمؔ کاشمیری کی غزلیں

انتخاب : سید شبیب رضوی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

میرا وجود بھی میرا نشان بھی تیرا
میری زمیں بھی میرا آسمان بھی تیرا

ترے ہی اِذن سے کشتی میری سلامت ہے
ہوا بھی تیری ہے اور بادبان بھی تیرا

ہمارا کیا ہے سوال و جواب سب تیرے
اور اس کے ساتھ ہر اک امتحان بھی تیرا

کوئی بھی رُخ ہو کوئی راستہ کوئی منزل
غبارِ رہ بھی تیرا کاروان بھی تیرا

کہیں بھی سجدہ کروں اپنا سر جُھکاؤں کہیں
میری جبیں بھی تیری آستان بھی تیرا

دل و دماغ پہ تیرے کرم کا ہے پرتو
یقین بھی ہے تیرا اور گُمان بھی تیرا

ہر ایک شے میں تری ذات کی ہے جلوہ گری
کہ ذرّے ذرّے سے ظاہر نشان بھی تیرا

میں کیا لکھوں تیری مدحت میں کردگار میرے
میرا قلم میرا عجز بیان بھی تیرا

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

پچھلے سفر کی کوئی نشانی یاد نہیں
کون ہوا ہے اپنا ثانی یاد نہیں

کب اُترا تھا چاند ہمارے آنگن میں
کب مہکی تھی رات کی رانی یاد نہیں

جل بجھنے کا موسم کب کا بیت چکا
کتنی آگ تھی کتنا پانی یاد نہیں

اِتنا یاد ہے شہر میں کوئی رہتا تھا
پورا قصہ ہم کو زبانی یاد نہیں

کب آئے تھے جنگل چھوڑ کے بستی میں
ہم کو صاحبِ نقل مکانی یاد نہیں

اَب تو برف ہی برف ہے آنکھوں کے آگے
رنگوں میں اک رنگ تھا دھانی یاد نہیں

بس اپنی رُو داد سناتے رہتے ہیں
اور تو کوئی رام کہانی یاد نہیں

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

جس میں ہوں کھلی فضا لکھنا
میرے حق میں کوئی دُعا لکھنا

زرد ہے جسم و جان کا موسم
سبز پتوں کا سلسلہ لکھنا

بام و در میں چھپے ہیں سناٹے
کوئی آہٹ کوئی صدا لکھنا

بجھ رہے ہیں شفق شفق لمحے
شام کی آنکھ میں حِنا لکھنا

شاخ در شاخ جوئیں میں نے
دشت در دشت وہ صدا لکھنا

اس طرف تیز دھوپ ہے ہمدمؔ
کوئی سایہ کوئی گھٹا لکھنا

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کچھ بھی سامانِ سفر میرا نہیں ہے
کارو بارِ خشک و تر میرا نہیں ہے

پھول ، پتے ، چاندنی ، رنگ اور خوشبو
یہ ہیں جس پر وہ شجر میرا نہیں ہے

میں یونہی بے کار زد میں آگیا ہوں
خس کسی کا ہے شرر میرا نہیں ہے

یہ حقیقت ہے کہ میں بے خانماں ہوں
یہ بھی سچ ہے میرا گھر میرا نہیں ہے

مجھ پہ کیوں الزام ہے جادو گری کا
شعر میرے ہیں اثر میرا نہیں ہے

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

جہاں زمین ملی آسماں بنایا ہے
پھر اس کے بعد کوئی آستاں بنایا ہے

طلوع ہو نہ سکی روشنی نگاہوں میں
یہ کس نے وادیٔ جاں کو دھواں بنایا ہے

اُبھرتے ڈوبتے رہتے ہیں ہم کہ پُرکھوں نے
بنائے آب پہ شاید مکاں بنایا ہے

کہیں پہ جھوٹ کو رکھا ہے سچ کے سائے میں
کہیں یقین کو وجۂ گماں بنایا ہے

اُڑے نہ ریت کی صورت یہ راستہ، ہم نے
قدم قدم پہ اسے کہکشاں بنایا ہے

دیا تھا رتبہ اسے میرؔ اور غالبؔ نے
غزل کو ہم نے مگر چیستاں بنایا ہے

مجھے نہ دیکھ یمین و یسار میں ہمدمؔ
مجھے خدا نے میرے درمیاں بنایا ہے

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

طاق در طاق چراغوں کو جلانے والا
کیا ہوا سوچئے راتوں کو سجانے والا

سالہا سال رہا پاؤں میں چکر اس کے
در بدر پھرتا رہا ٹھور ٹھکانے والا

آج ہر ظلم وہ سہتا ہے برابر چپ چاپ
چائے کی پیالی میں طوفان اٹھانے والا

کر رہا ہے نئی تعمیر کی باتیں کیسے ! ؟
جا بہ جا شہر کے آثار مٹانے والا

زندگی اپنی تو بے کار گئی ہے ہمدمؔ
اُوڑھنے والا ملا ہے نہ بچھانے والا

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

وہی نظر تھی وہی انتظار تھا ، میں تھا
نواحِ جاں سے گزرتا غبار تھا ، میں تھا

شراب و شعر کا تھا ذائقہ لبوں پہ مگر
بیاضِ جسم پہ لکھا فشار تھا ، میں تھا

کہاں کہاں نہ ہوئیں خوں سے تربتر آنکھیں
جہاں بھی عرصۂ ناساز گار تھا ، میں تھا

ہم ایک دوسرے کو دیکھتے رہے گُم سُم
سڑک پہ مجھ سے بڑا اشتہار تھا ، میں تھا

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

شعر سے شعر اٹھایا ہم نے
خود کو یوں بہلایا ہم نے

بستی میں کوئی قتل ہوا جب
گھر میں شور مچایا ہم نے

سچ تو یہ ہے روح و بدن کا
دوھرا بوجھ اٹھایا ہم نے

دیواروں سے سر ٹکرا کر
اپنا سوگ منایا ہم نے

اپنے دل کے تہہ خانوں سے
خود کو ڈھونڈ کے لایا ہم نے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کوئی نہیں تھا اس کے حق میں
نا حق ہاتھ اٹھایا ہم نے

گھر کے سناٹے سے ڈر کر
خود پر ہی چلایا ہم نے

کوئی نہیں سنتا تھا لیکن
اپنا حال سنایا ہم نے

دشتِ یقین سے شہرِ گماں تک
پھولوں کو مہکایا ہم نے

لکھا تھا جو اپنی خاطر
'شب خوں' میں چھپوایا ہم نے

☆☆

[1] اردو کا مشہور ادبی ماہنامہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

آج اشکوں میں روانی کم ہے
کیا میرے جسم میں پانی کم ہے

آسماں پر ہیں ستارے بیتاب
رات کے پاس کہانی کم ہے

بس میری خاک بجھا دے گی اسے
آگ بِسیار ہے پانی کم ہے

رنگ سارے ہیں تیری باتوں میں
صرف اک رنگِ معانی کم ہے

چاہتا ہوں میں بہر حال اس کو
جانتا ہوں میرا ثانی کم ہے

شعر کیوں ہوگئے ہلکے پھلکے
کیا طبیعت میں گرانی کم ہے

اِس کو دلچسپ بناتے ہمدمؔ
اِس کہانی میں کہانی کم ہے

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ایسا نہیں کہ سر پہ سدا آسمان تھا
میرا بھی شہر میں کبھی کوئی مکان تھا

اِس روشنی کے شہر میں ظلمت کرے گی راج
مجھ کو یقین تھا نہ تجھے ہی گمان تھا

دھویا نہیں گیا جو کسی برشگال میں
میری زمین پر وہ لہو کا نشان تھا

ہمدمؔ کو چپ لگی ہے زمانہ گزر گیا
اِس شہرِ خامشی میں وہ صاحب اَذان تھا

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کہیں منزل کہیں پر راستہ گُم
ہمارے شہر میں کیا کیا ہوا گُم

دعاؤں میں اثر باقی نہیں ہے
ہوئے محراب میں نقشِ صدا گُم

اُگی ہیں گھاس میں چنگاریاں سی
ہوئی ہے برف کی اُجلی قبا گُم

کسی کا عکس کب سے ڈھونڈتے ہیں
ہوا ہے آئینوں میں آئینہ گُم

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہماری آنکھ میں اَب کیا بچا ہے
کہیں پانی کہیں عکسِ ضیا گُم

سُراغ اپنا کہیں ملتا نہیں ہے
ہوئے ہیں ہر قدم پر نقشِ پا گُم

سروں پر آسماں اَٹکا ہوا سا
زمیں بھی ہوگئی ہے زیرِ پا گُم

جسے ہم دیکھتے تھے گاہے ماہے
ہوا ہے اب کہاں وہ کم نما گُم

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

دیواروں پر لکھا میرا نام نہ تھا
اپنے سراب کے کوئی بھی الزام نہ تھا

میں اس کا کردار بنا رہتا کیسے
اُس کی کہانی کا کوئی انجام نہ تھا

سورج کب نکلا کب ڈوبا یاد نہیں
آج کہیں پر ذکرِ صبح و شام نہ تھا

تجھ سے دو باتیں ہوں تیرے لہجے میں
شہرِ غزل میں ورنہ میرا کام نہ تھا

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سایوں کے ساتھ ساتھ وہ اشجار لے گئے
جتنے بھی تھے یہاں میرے آثار لے گئے

کیا جانے کیسا ربط تھا دونوں کے درمیاں
آنکھوں کے ساتھ روزنِ دیوار لے گئے

آئے تھے کس طرف سے کِدھر کو نکل گئے
بازار سے جو رونقِ بازار لے گئے

آنکھوں سے لے گئے ہیں وہ سُرمہ نکال کر
دیوار سے نوشتۂ دیوار لے گئے

کرنا پڑا ہے کس لئے اپنا سفر تمام
تھے کون وہ جو دشت سے گلزار لے گئے

ہمدمؔ کرم نہیں ہے یہ اہلِ ستم کا کیا
سر چھوڑ کر غریب کی دستار لے گئے

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

شہر مسمار ہوگئے کیسے
خواب بے زار ہوگئے کیسے

کوئی شعلہ چنار سے نہ اٹھا
زرد اشجار ہوگئے کیسے

کیوں دریچہ کھلا نہیں کوئی
بند بازار ہوگئے کیسے

کھیل کھیلا ہے آج یہ کیسا
قتل کردار ہوگئے کیسے

بے اثر ہوگیا کلام اپنا
لفظ بے کار ہوگئے کیسے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اب کوئی بھی نشان نہیں باقی
ختم آثار ہوگئے کیسے

چھین کر کون لے گیا تکلا
ہاتھ بے کار ہوگئے کیسے

آئینہ مُنہ چڑا رہا ہے میرا
نقش آزار ہوگئے کیسے

کوئی خوشبو نہ رنگ ہے باقی
پھول نادار ہوگئے کیسے

میں تھا آساں بہت سو اے ہمدمؔ
کام دشوار ہوگئے کیسے

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

خزاں کے بعد یہاں موسم بہار نہ تھا
ہماری برف میں شاید کوئی شرار نہ تھا

کوئی گھٹن تھی عجب سی قدم قدم پہ یہاں
کوئی بھی راستہ ایسا تو تنگ و تار نہ تھا

ہمیں خبر تھی کوئی بھی نہ تھا یہاں محفوظ
کرامتوں کا کسی کو بھی انتظار نہ تھا

بہت دنوں سے کسی نے کیا نہ یاد ہمیں
ہمارے شہر کا موسم بھی خوشگوار نہ تھا

لہو لہان ہوئے سب پڑے پڑے گھر میں
عجب تھا یہ کہیں میدانِ کارزار نہ تھا

ہر ایک بزم میں میرا ہی ذکر تھا ہمدمؔ
یہ اور بات کہیں بھی میرا شمار نہ تھا

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

زمیں سے دور بہت آسمان سے باہر
میں سوچتا رہا وہم و گمان سے باہر

میں خاک و خون کی حد سے ابھی نہیں گزرا
وہ ڈھونڈ آیا مجھے جسم و جان سے باہر

یہ کس کا سایہ میرے دشمنوں کی صف میں تھا
وہ تیر کیا تھا جو نکلا کمان سے باہر

نہ جانے کیسے بجھا طاق پر دیا ہمدمؔ
ہوا کو رکھا تھا ہم نے مکان سے باہر

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

میرے اندر ہے اک خلا موجود
اور خلا میں ہے بس ہوا موجود

اب نہ سائے ہیں اور نہ دھوپ کہیں
میری راہوں میں کیا نہ تھا موجود

میری بجھتی ہوئی نگاہوں میں
دیکھ جلتا ہوا دیا موجود

میں تھا اور صرف ایک آئینہ
اور کمرے میں کون تھا موجود !؟

کس سے اب بات کیجئے دل کی
اجنبی ہے نہ آشنا موجود

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ساری دنیا میں گھوم آیا ہوں
دائروں میں ہے دائرہ موجود

جذبہ جستجو رہے قائم
خاک میں بھی ہے کیمیا موجود

رنگ در رنگ بولتی روداد
عکس در عکس آئینہ موجود

ہر جگہ قتل ہوگیا انسان
ہر جگہ پر رہا خدا موجود

ہم بھی جائیں گے ایک دن ہمدمؔ
کوئی رہتا نہیں سدا موجود

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

آنکھ اپنی ہے ہر اک سمت ہیں منظر اپنے
آسماں اپنا ہے اڑتے ہیں کبوتر اپنے

ہم کہیں پھینک کے آئے ہیں کرائے کے چراغ
اپنی ہی آگ میں روشن ہیں یہاں گھر اپنے

اس نے چہرے کی عبارت پہ قناعت کی ہے
کچھ بھی باہر سے نظر آیا نہ اندر اپنے

ہر طرف زور ہے پانی کا یہاں لگتا ہے
ڈوبنے کیلئے آئے ہیں شناور اپنے

اب یہاں کس سے کرے کوئی شکایت ہمدمؔ
شہر اپنا ہے ، جنوں اپنا ہے ، پتھر اپنے

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

دھوپ میں چلتے چلتے چھاؤں بھول گئے
شہر میں آکر اپنا گاؤں بھول گئے

تصویروں کا کوئی تو عنوان ملے
چہرے یاد ہیں لیکن ناؤں بھول گئے

دفتر سے بیزاری رستے کی بیگار
گھر میں جونہی رکھا پاؤں بھول گئے

اب تو بس آرام سے گھر میں بیٹھے ہیں
کیسا چکّر کیسے پاؤں بھول گئے

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

یہ ہماری نہ تمہاری دنیا
جانے کس کی ہے بچاری دنیا

صبح سے شام کی دیواروں تک
کیا کہیں کیسے گزاری دنیا

کہیں رکتی ہی نہیں ہے کب سے
ہے ہر اک موڑ پہ جاری دنیا

خود سے ہی دور نہ ہوجائیں کہیں
ہم سے کرنے لگی یاری دنیا

دیکھ پایا نہ سراسر کوئی
ہے ہر اک آنکھ پہ بھاری دنیا

چھوڑنے کو نہیں تیار کوئی
رنگ اور خواب سے عاری دنیا

جانے کس حرف کی خاطر ہمدمؔ
آپ نے نذر گزاری دنیا

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

یہ جبر ہے کہ تیرا انتظار کرنا ہے
یقین نہیں ہے مگر اعتبار کرنا ہے

چمک اٹھے نہ کہیں رات کی سیاہی میں
خیالِ صبح کو نذرِ شرار کرنا ہے

وہ جن کے ہاتھوں سے اپنا لہو ہوا پانی
ستم ہے آج اُنہیں پر مدار کرنا ہے

جو سوچتا ہوں کبھی کانپ کانپ اٹھتا ہوں
وہ اعتراف جو پایانِ کار کرنا ہے

وہ جس کو کوئی نہیں جانتا ہے بستی میں
اُسی کے ساتھ مجھے کاروبار کرنا ہے

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

جہاں انسان تھا مُشتِ استخواں رکھا ہوا ہے
خدا کا شکر ہے کچھ تو نشاں رکھا ہوا ہے

یہ کس نے شہر کے سب بام ودر روشن کئے ہیں
یہ کس نے بند کمروں میں دھواں رکھا ہوا ہے

خدا جانے کہ کیا انجام ہو اپنے سفر کا
ہوا سے دور ہم نے بادباں رکھا ہوا ہے

اسی پر ہم قناعت کررہے ہیں، جی رہے ہیں
ہمارے پاس ذکر رفتگاں رکھا ہوا ہے

اسی کی کھوج میں گُم ہوچکی ہے دھوپ ساری
وہ اک سایہ جو زیرِ سائباں رکھا ہوا ہے

ابھی دل میں ہے اس پچھلے سفر کی یاد باقی
نگاہوں میں غبارِ کارواں رکھا ہوا ہے

میری پہچان کیوں اس سے الگ ہوتی نہیں ہے
میرے شعلے میں یہ کس نے دھواں رکھا ہوا ہے

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

بچھڑ کے تجھ سے کوئی راستہ نہیں دیکھا
عجب سفر تھا کوئی سلسلہ نہیں دیکھا

بہت دنوں سے ہے آنکھوں پہ کُہر چھائی ہوئی
بہت دنوں سے کوئی آئینہ نہیں دیکھا

کہ باخبر تھے حقیقت سے آج رستے میں
کسی نے رکھا ہوا خواب تھا نہیں دیکھا

کہیں پہ جھوٹ بھی کہنا پڑا کسی کیلئے
کسی کو دیکھ کے بھی کہہ دیا نہیں دیکھا

ہے وقت کیسا کوئی معجزہ نہ پیغمبر
کہیں کلیم کہیں پر عصا نہیں دیکھا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہمارا کام فقط جستجوئے منزل تھا
پسِ غبار سفر کون تھا ، نہیں دیکھا

ہم اپنے شہر کو تاراج کرکے آئے تھے
ہمارے بعد وہاں کیا ہوا نہیں دیکھا

نظر پڑی بھی ہماری کہیں تو پتھر پر
کسی کے ہاتھ میں جو پھول تھا نہیں دیکھا

پسند کون تجھے آگیا یہاں ہمدم
کہ جس کو دیکھ کے اپنا پتہ نہیں دیکھا

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہر اک پتھر میں رکھی روشنی ہے
اندھیرے میں بھی کیسی روشنی ہے

ہے سب کے پاس مانگے کا اُجالا
کسی کے پاس اپنی روشنی ہے ؟

کہیں پر گھور اَندھیارا ہے دائم
کہیں پر جگمگاتی روشنی ہے

میں پتھر میں بھی سب کچھ دیکھتا ہوں
میری آنکھوں میں کیسی روشنی ہے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

بجھاتا ہے دئے وہ راستوں کے
جدھر دیکھو سسکتی روشنی ہے

میرے گھر میں اندھیرا ناچتا ہے
مگر آنگن میں سوئی روشنی ہے

نہ آنکھوں میں چھپا ہے غم کسی کا
نہ شیشے میں اُچھلتی روشنی ہے

اندھیرے کو نکالیں اور دیکھیں
ہمارے گھر میں کتنی روشنی ہے

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

میرا مسلک اور میری پہچان الگ
لکھو میرے شعروں کا عنوان الگ

میری سرداری میرا ایوان الگ
میرے درباری میرے فرمان الگ

میری چوکھٹ پر کس نے ڈیرا ڈالا
کس سے رہتے ہیں میرے مہمان الگ

تم یہ کیسی باتیں مجھ سے کرتے ہو
میرا کھیل الگ میرے میدان الگ

کمرے کو اِس بار سجایا ہے کس نے
پھولوں سے رکھا کس نے گلدان الگ

ہنگاموں کے بیچ سجائی ہے محفل
اور بچھایا اپنا دسترخواں الگ

کارِ جہاں میں کچھ بھی تو ہوسکتا ہے
کیوں رکھا ہے نفع الگ نقصان الگ

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

تیرے آئینے میں حدت کم ہے !؟
یا میری آنکھ میں حیرت کم ہے

بوجھ رکھا ہے بہت شانوں پر
حادثہ اس پہ رعایت کم ہے

میں کہ بیکار ہوں اک مدت سے
کسی جانب سے حمایت کم ہے !؟

کیوں کوئی جاتا ہے صحرا کی طرف !؟
کیا یہاں شہر میں وسعت کم ہے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سارے افراد ہیں گھر سے باہر
اَب میرے نام حفاظت کم ہے

خود کو پہچان لیا ہے میں نے
آپ سے ملنے کی فرصت کم ہے

ہے بجا یہ کہ ہوں کم کوش مگر
یہ غلط ہے میری شہرت کم ہے

کیسے چپ بیٹھے ہوئے ہو ہمدمؔ !؟
شائد اِس بار شکایت کم ہے

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

آئینے میں دیکھا ہے چہرہ تو نہیں سب کچھ
دیکھا ہے مگر ہم نے دیکھا تو نہیں سب کچھ

تم نے بھی چھپایا ہے ہم سے کئی باتوں کو
ہم نے بھی خط میں لکھا تو نہیں سب کچھ

تھوڑا سا بچایا ہے بارش میں جو کام آئے
قربان فقط تجھ پر کرنا تو نہیں سب کچھ

اک یاد تمہاری ہی دیکھی ہے مگر کم کم
اس گھور اندھیرے میں چمکا تو نہیں سب کچھ

خود آکے ملا آخر ذخّار سمندر میں
پانی نے بھی سوچا ہے دریا تو نہیں سب کچھ

اوروں کے بھی قصے ہیں اوروں کی بھی باتیں ہیں
اس اپنی کہانی میں اپنا تو نہیں سب کچھ

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

رکھا ہے کس نے عجز سے یوں سر زمین پر
اُگنے لگی ہے گھاس جو بنجر زمین پر

کس نے میری اُڑان اُڑا دی ہواؤں میں
کس نے گرا دیے میرے شہپر زمین پر

مجھ کو وہی بچائے گا پھر دشمنوں سے آج
لکھا ہے جس نے کاٹ کو خنجر زمین پر

چھایا ہے آسماں پہ سیہ ابر کا دھواں
پھیلی ہوئی ہے برف کی چادر زمین پر

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کیوں بار بار دیکھتے ہو سوئے آسماں
کیا کچھ نہیں ہے دیکھ لو سر زمین پر

یہ آسماں پہ کس نے ستارے سجائے ہیں
لکھا ہے کس نے میرا مقدر زمین پر

اپنی میانِ خلقِ خدا ہی گذر گئی
قیصر ملے کہیں نہ قلندر زمین پر

بانو ئے شہر اب تو ہمارا خیال کر
لے آئے آسماں بھی تیری سرزمین پر

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

بجھائی آگ تو روشن ہوا دھواں سا کچھ
ہمارے ہاتھ میں آیا ہے رائیگاں سا کچھ

قدم قدم پہ دھڑکتا ہے دل امیدوں کا
قدم قدم پہ ہے درپیش امتحاں سا کچھ

کہیں پہ نقص ملے اور کوئی بات بنے
وہ ڈھونڈتے ہیں میرے سُود میں زیاں سا کچھ

وہی تو بن گیا باعث گرانیٔ جاں کا
رکھا تھا گھر میں کہیں پر جو خانماں سا کچھ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اب اس کے بعد مکمل ہے داستانِ ہُنر
اِدھر اُدھر میں بٹھایا ہے درمیاں سا کچھ

کوئی سراب نہیں ہے یہ میری خوش نظری
جو دشت میں نظر آتا ہے گلستاں سا کچھ

ہمارے نام وہ منسوب ہوگیا کیوں کر
زمیں پہ ٹوٹ پڑا تھا جو آسماں سا کچھ

اب اس کی شہر میں تشہیر کیوں کریں جاکر
ہوا ہے گاؤں میں اپنے جو ناگہاں سا کچھ

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

عرفان صدیقی کی یاد میں

چھٹے یہ دُھند نظر آئے ابر پارا کوئی
تمہارے نام کا چمکے کہیں ستارا کوئی

بھڑک اٹھیں گے اگر ہم بڑا غضب ہوگا
ہمارا راکھ میں ڈھونڈو نہ تم شرارا کوئی

تمہارے شعر میں کیوں بُوئے رفتگاں ہے بہت
تمہارے بعد ہی سمجھا یہ استعارا کوئی

ہوئی تھی دوستی جس سے وہ کر گیا ہجرت
ہمارا نفع میں یوں دیکھ لے خسارا کوئی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

وہ اپنی ساری اِمارت کو تیاگ دے کے گیا
کہاں سے کس نے کیا سوچئے اشارا کوئی

تیری زمین میں لکھے ہیں شعر تیرے لیے
تیری زمیں پہ نہیں ہے میرا اجارا کوئی

نہ جانے کیوں مجھے چبھتا ہے آجکل ہمدمؔ
میری ہی آنکھ سے لکھا ہوا نظارا کوئی

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہم یہاں رہتے ہیں اپنی ہی نگہبانی میں
جب سے مشکل نظر آنے لگی آسانی میں

میرے ہاتھوں میں یہ کشکول تھمایا کس نے
کیسا سامان ملا بے سرو سامانی میں

ہائے کیا لوگ تھے جو جوش و جنوں رکھتے تھے
اب کوئی لطف نہیں چاک گریبانی میں

کبھی اس شہر میں کچھ دیر ٹھہر کر دیکھو
زندگانی کو رواں موت کی تابانی میں

ہم نے اک عمر بسر کی ہے یہاں بھی لیکن
کچھ اضافہ نہ ہوا دشت کی ویرانی میں

عکس میرا مجھے لگتا ہے جہاں تاب ہوا
سرِ کہسار دکھائی جو دیا پانی میں

میرے اطراف ہیں کتنے ہی پرندے خاموش
ہے کوئی کاملِ فن کارِ سلیمانی میں

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

لہو کی طرح رواں جو رگوں میں رہتا ہے
گذر گیا ہے میرے سر سے بادلوں کی طرح

عجیب شخص ہے نفرت نہ پیار کرتا ہے
نہ دشمنوں کی طرح نہ دوستوں کی طرح

یہاں کوئی بھی کسی بات پر نہیں قائم
بدل نہ جائے کہیں تو بھی موسموں کی طرح

اتا پتا کوئی پوچھے تو کیا کہوں ہمدمؔ
میں اپنے گھر میں بھی رہتا ہوں دوسروں کی طرح

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

جا بہ جا آگ بچھائی تھی کبھی
اپنے بس میں بھی خدائی تھی کبھی

میرے آئینے میں خود میرے سوا
کوئی صورت نظر آئی تھی کبھی

دشمنوں سے بھی تھا یارانہ میرا
دوستوں سے بھی لڑائی تھی کبھی

رنگ چبھتے ہیں جواب آنکھوں میں
اپنی تصویر بنائی تھی کبھی

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

جب سے ہیں اپنے پرائے بیزار
رسم دنیا کی اٹھائی تھی کبھی

ہم نے بھی دشت کو مہکایا ہے
ہم نے بھی خاک اڑائی تھی کبھی

کھود کر زیر زمین کچھ نہ ملا
اپنی شمشیر چھپائی تھی کبھی

اب دہکتی ہے دوبارا ہمدمؔ
آگ سینے میں دبائی تھی کبھی

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

پیچ در پیچ سفر میرا ہے
میرے دریا میں بھنور میرا ہے

ہر طرف آگ کے شعلے ہیں رواں
کیا کہوں کون سا گھر میرا ہے

سوچتا ہوں جو وہی کہتا ہوں
میری باتوں میں اثر میرا ہے

سایا پڑتا ہے ذرا دُور اِس کا
میرے آنگن میں شجر میرا ہے

میں یونہی بیچ میں اُلجھا ہوں عبث
کچھ اِدھر ہے نہ اُدھر میرا ہے

میں کسی راہ سے گذرا ہی نہیں
ہر جگہ نقش مگر میرا ہے

قتل میرا ہی ہوا ہے ہمدمؔ
ہاتھ بھی خون سے تر میرا ہے

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

چھٹی ہے راہ سے گردِ ملال میرے لیے
کہ جھومتی ہے ہوا ڈال ڈال میرے لیے

ہوا ہے کیا کروں جینا محال میرے لیے
میرے ہی شہر سے مجھ کو نکال میرے لیے

کوئی بھی کام نہیں ہوسکا ہے فرصت میں
کہ کم پڑے ہیں بہت ماہ و سال میرے لیے

وہ کون ہے جو میری آرتی اتارے گا
سجا کے رکھا ہے کس نے یہ تھال میرے لیے

میں پھونک پھونک کے چلتا ہوں راہ میں اُس نے
قدم قدم پہ بچھائے ہیں جال میرے لیے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کہیں پہ ہوگئے پژ ہ مردہ پھول آنگن میں
ہوا ہے سبزہ کہیں پایمال میرے لیے

کھلا یہ راز رہائی کے بعد ہی مجھ پر
بنایا اُس نے مجھے یرغمال میرے لیے

میرا دماغ ہے ماؤف دل اُداس بہت
ہوا ہے جسم بھی میرا نڈھال میرے لیے

ہوئے ہیں راستے مسدود کیوں میرے ہمدمؔ
جنوب میرے لیے تھا شمال میرے لیے

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کیا کروں دیکھنے کو یہ بھی تماشا ہوگا
شام ہوگی میرے گھر میں نہ سویرا ہوگا

رُوح کو لے کے کہیں دُور نکل جاؤں گا
جسم ہوگا نہ میرے پاس لبادہ ہوگا

ایک مدت سے ہے جو کاسۂ درویش میں گم
آج سنتے ہیں اُسی راز کا چرچا ہوگا

کیا خبر ڈھونڈنے نکلیں جو کسی کو لیکن
عکس آنکھوں میں رواں اور کسی کا ہوگا

ایک ہی وقت میں دو کام کیا کرتا ہے
کہیں نکلا ہے جو سورج کہیں ڈوبا ہوگا

آؤ ایک آدھ گھڑی ٹیک لگا کر بیٹھیں
کوئی سایہ کسی دیوار سے اُترا ہوگا

کیا مجھے اپنی ہی پہچان نہیں ہے ہمدمؔ
میرے آئینے میں کیوں غیر کا سایا ہوگا

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

پڑے تھے خاموش میرے لفظ و بیان سارے
یقیں سے پہلے ملے تھے وہم و گمان سارے

دھواں دھواں کھیت اور کھلیان ہو چکے ہیں
جلا کے نکلا ہے کون اپنے مچان سارے

عجب تماشا تھا آج دریا کی وسعتوں میں
اُلجھ رہے تھے ہواؤں سے باد بان سارے

رہیں گے آخر دریچہ و بام اُداس کب تک
کہاں گئے ہیں گلی سے اپنی جوان سارے

فتور کیسا تھا میرے سر میں کوئی تو کہتا
میرے لیے بند کیوں ہوئے آستان سارے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

میں تیری پہنائیوں میں گُم کیوں نہیں ہوا یوں
پڑے ہیں کیا کم زمین اور آسمان سارے

یہ کس نے پامال کردیا ہے چمن کو، کس نے
مٹا کے رکھے ہیں رنگ و بو کے نشان سارے

ہماری نظروں کے زاویے کیا بدل چکے ہیں
دکھائی دیتے ہیں اب جو اوندھے مکان سارے

ہوا ہے برپا یہ شور کیسا زمیں پہ ہمدمؔ
جو دیکھنے کو اُتر گئے آسمان سارے

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ذرا سوچو تو میرے ساتھ ایسا کیوں ہوا ہے
بدن ٹوٹا ہوا تھا پارا پارا کیوں ہوا ہے

خود اپنی موج سے بیگانہ دریا کیوں ہوا ہے
جو ہونا ہی نہیں تھا آج ایسا کیوں ہوا ہے

سروں پر آسماں ڈوبا ہوا ہے بادلوں میں
دُکھوں کی جھیل کا پانی بھی گہرا کیوں ہوا ہے

خدایا عاجزی سے میں نے مانگا کیا، ملا کیا
اثر میری دعاؤں کا یہ اُلٹا کیوں ہوا ہے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

یہ کیسی روشنی ہے اور کن راہوں سے آئی ہے
یکا یک میری آنکھوں میں اندھیرا کیوں ہوا ہے

وہاں کی آب جُو میں تیل بہتا ہے برابر
یہاں وادی میں اپنی خشک دریا کیوں ہوا ہے

کہاں جائیں گے تجھ کو چھوڑ کر اے ماں بتا دے
تیری آغوش میں دشوار جینا کیوں ہوا ہے

یہ کس نے کر دیا دو لخت مجھ کو آج ہمدمؔ
کہاں ہوں میں میرا سایا اکیلا کیوں ہوا ہے

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

معلوب آفتاب سرِ شام کیوں ہوا
ہونا تھا حادثہ تو اب بام کیوں ہوا

جس پر کسی جگہ بھی میرے دستخط نہ تھے
منسوب میرے نام وہ پیغام کیوں ہوا

وہ کون تھا جو ہاتھ ملا کر نکل گیا
برپا حصار جسم میں کہرام کیوں ہوا

بے زار راستے ہیں مناظر اداس ہیں
قسطوں میں میرے شہر کا نیلام کیوں ہوا

رتبہ ملا نہ کیوں اسے اپنوں کے درمیاں
باہر تھا خاص اگر وہ یہاں عام کیوں ہوا

پھولوں کی وادیوں کی طراوت ملی انہیں
اور قہر ریگ زار میرے نام کیوں ہوا

آنکھوں پہ مجھ کو اپنی بھروسہ نہیں رہا
اتنا خراب خواب کا انجام کیوں ہوا

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

عکس کیا دیدۂ تر میں دیکھا
ہم نے دریا کو بھنور میں دیکھا

سرِ منزل کوئی منزل نہ ملی
اک سفر اور سفر میں دیکھا

نظر آیا کبھی بازار میں گھر
کبھی رستہ کوئی گھر میں دیکھا

سُرخ رُو جنگ سے لوٹ آیا تھا
خُوں میں لت پت جسے گھر میں دیکھا

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

جانے کب آکے یہاں بیٹھے تھے
اپنا سایا بھی شجر میں دیکھا

اب بھی چپکا ہے میری آنکھوں میں
جو دھواں شمعِ سحر میں دیکھا

آگ کس دیس لگی ہے اب کے
پھر دھواں اپنے نگر میں دیکھا

ایک ہی جست میں ہم نے ہمدمؔ
فاصلہ دشت سے در میں دیکھا

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مری کتاب میں میرا پتا بھی شامل ہے
کہیں پہ متن کہیں حاشیہ بھی شامل ہے

پڑا ہوا ہوں میں خاموش گھر کے کونے میں
گلی کے شور میں مری صدا بھی شامل ہے

لگے ہیں تیر برابر ہمارے سینے پر
صفِ عدو میں کوئی آشنا بھی شامل ہے

ہمارا قتل ہوا ہے حسین ہاتھوں سے
ہمارے خون میں رنگِ حنا بھی شامل ہے

گلے لگا کے جو دیکھا تو یوں ہوا محسوس
ہمارے بیچ کہیں فاصلہ بھی شامل ہے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

سبب کئی ہیں مری گم رہی کے ، کیسے کہوں
پرانے گھر کا نیا راستہ بھی شامل ہے

ہر ایک شے میری نیلام ہوچکی ہے یہاں
مکاں میں ٹوٹا ہوا آئینہ بھی شامل ہے

لبوں پہ نامِ خدا لے کے گھر سے نکلا ہوں
ہر ایک موڑ پہ ماں کی دعا شامل ہے

اکیلے کیسے کروں منزلوں کو طے ہمدمؔ
مرے سفر میں مرا راستہ شامل ہے

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

یہ تعارف ہے مختصر میرا
عیب سے پاک ہے ہنر میرا

ہوگیا ختم کیا سفر میرا
نظر آنے لگا ہے گھر میرا

ایک ہی جست میں ہوا ہے طے
جسم سے جان کا سفر میرا

کیوں ڈبونے لگا مجھے دریا
موج مری ہے اور بھنور میرا

آئینہ بار بار دیکھتا ہوں
مجھ پہ ہونے لگا اثر میرا

میں کہاں ہوں مجھے نہیں معلوم
دشت میرا ہے اب نہ در میرا

دھوپ سائے کو ساتھ لے کے گئی
دیکھتا رہ گیا شجر میرا

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

اپنے ہونے سے ہی انکار کیا ہے میں نے
یہ تماشا سر بازار کیا ہے میں نے

عشق کو باعثِ آزار کیا ہے میں نے
کام آسان تھا دشوار کیا ہے میں نے

کوئی بھی چیز نہیں مجھ سے کہیں پوشیدہ
آنکھ کو روزنِ دیوار کیا ہے میں نے

بھیس بدلا ہی نہیں میں نے کہیں بھی اپنا
عمر بھر ایک ہی کردار کیا ہے میں نے

اپنے ہی سائے میں بیٹھا ہوا آرام سے ہوں
دشت میں جسم کو دیوار کیا ہے میں نے

نام اللہ کا لے کر ہی ہوا ہوں خاموش
آخری جرم سرِ دار کیا ہے میں نے

یہ الگ بات کہ زندہ ہوں ابھی تک ہمدمؔ
قتل اپنا بھی کئی بار کیا ہے میں نے

☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

انتظاریہ

سید شبیب رضوی

ہمدم کاشمیری : ایک مطالعہ

ہمدم کاشمیری کا مزاج سادہ وسنجیدہ ضرور ہے لیکن اُن پر ایسا الزام نہیں لگایا جاسکتا کہ وہ ذہن وضمیر کے اعتبار سے جمود کے شکار ہیں۔ دراصل اُن کی سادگی اور سنجیدگی کی کئی داخلی سطحیں ہیں جن تک رسائی کے لئے نفسانی جبلت اور فکری شدت کی بہت سی پرتیں اُدھیڑنا پڑیں گی تب شاید اُن کے منفرد مزاج کی متانت یا مخفی حشر سامانیوں تک پہونچنے کا مرحلہ سر ہو سکے۔

میں نے اُنہیں دیکھا سمجھا بلکہ محسوس کیا ہے کہ وہ زندگی کے برتاؤ میں حد درجہ محتاط اور مومنؔ کی شاعری کی طرح نازک خیالی اور انفراد کے قائل ہیں، البتہ اس روش اور روزمرہ کے دروبستِ زندگانی میں نہ کوئی تصنع ہے نہ نمائش، نہ طلبِ شہرت ہے نہ خواہش نام ونمود۔ حالانکہ حالات اور ماحول کی متابعت میں یہ تمام فطری لیکن غیر اخلاقی بدعتیں اُن کے تعاقب میں سرگرداں رہی ہیں۔ حالات اور ماحول کی متابعت میں نے اس لیے کہا کہ ہمدم کاشمیری کی شاعری کا آغاز ترقی پسندی کی باقاعدہ تحریک اور ترقی پسندوں کی منضبط دواو دوش کے زمانے میں ہوا اور اُن کا شعری منظر نامہ اسی کینوس پر تشکیل پایا جس کی تشہیر وتبلیغ اس زمانے کی تخلیقاتِ ادب کے لیے لابدی بلکہ واجب تھی۔ وہ معاشی اقتضاء اور فرائض منصبی کے سلسلے میں لکھنو، مدراس، دہلی، کلکتہ، بمبئی جیسے بڑے شہروں میں عالمی شہرت رکھنے والے ادیبوں اور نامور شاعروں کے حلقۂ احباب میں آکر شریکِ محفل ہی نہیں شریکِ شورشِ محفل بھی رہے ہیں لیکن ہر جگہ ہر زمانے میں ہمدم کاشمیری اپنے مزاجِ سادہ کے

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

مطابق خود نمائی سے احتراز کرتے ہوئے شہرت کی رعنائیوں سے دُور رہے اور گوشۂ عافیت ہی میں خود کو محفوظ سمجھتے رہے۔ یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ کشمیر کی معصومانہ فطرت لے کر فریب و آشوب کے روبرو آنے کے لیے تابِ مقاومت نہ پا سکے ہوں، گویا :

زاہد نہ داشت ، تابِ جمالِ پری رُخاں
کُنجے گرفت یادِ خدا را بہانہ ساخت

ہمدم کاشمیری کی شاعری کے پنپنے میں ترقی پسندی کے محرکات بہت قوی تھے اور دیگر مقتضیات میں روایت سے سرکشی، لفظی عیاشیوں سے برگشتگی اور رواجِ کُہن سے بغاوت بھی شامل تھی لیکن حیرت ہوتی ہے کہ ان کے دونوں شعری مجموعوں ''دھوپ لہو کی'' اور ''ورقِ سادہ'' میں کسی جگہ نہ آنچل سے پرچم بنانے کا مشورہ ہے نہ ہر خوشۂ گندم کو جلا دینے کا فرمان ہے نہ مجموعی طور سے کہیں پر نعرہ بازی اور بلند آوازوں کے ساتھ سمع خراش ہنگامہ ہے بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب کچھ فراموش کرتے ہوئے اپنی وارداتِ دل بہت دھیمے لہجے میں کہہ کر آگے بڑھ جاتے ہیں اور شعر میں تجربے کی شدت، خوشگوار بن کر حسنِ سماعت کے ساتھ دوسرے کے دل تک پہونچ جاتی ہے :

جل بجھنے کا موسم کب کا بیت چکا
کتنی آگ تھی کتنا پانی یاد نہیں

ہمدم کاشمیری کا طرزِ کلام نہ بالکل روایتی ہے نہ خالص تجریدی۔ لیکن عصری مشاہدات کے اظہار کو نئی لفظیات، جدید آہنگ اور اچھوتا لہجہ دینے میں وہ ناکام نہیں ہیں، شاید یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ وہ شعر کو قدیم و جدید کہنے کے بجائے تازہ و شاداب کہنا زیادہ پسند کرتے ہوں :

چار سو ہے دھواں دھواں منظر
میں کہ اک شعلہ درمیاں میں ہوں

کسی کا عکس کب سے ڈھونڈتا ہوں
ہوا ہے آئنے میں آئنہ ہم

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ہمدمؔ انسان کے اکیلے پن، بے کیفی، بے چینی اور درون وجود دکھوں کے اظہار میں چبا چبا کر بات کرنے کے قائل نہیں، اس کے لیے وہ مصفا ترسیل اور کسی قدر صالح ابہام سے بھی کام لیتے ہیں۔ وہ ہرگز ہرگز گومگو، تذبذب سے بھری پیچیدہ اور گنجلک، دوغلی باتیں کر کے اپنے شعر کو فہم و تفہیم سے عاری بنانے کی شعوری کوشش سے بچنا چاہتے ہیں اور برملا کہتے ہیں۔

دیا تھا رُتبہ اسے میرؔ اور غالبؔ نے
غزل کو ہم نے مگر چیستاں بنایا ہے

ہم کہہ کر انہوں نے غزل کو چیستاں بنانے والوں پر طعنہ زنی کی ہے اور براہِ راست بھی ان کو موردِ الزام قرار دیا ہے۔

آپ کی ابہام گوئی سے وہ زائل ہوگیا
آپ کی باتوں میں تھوڑا سا اثر رکھا ہوا

ہمدم کاشمیری کے یہاں بحیثیت مجموعی استعاراتی نظام اور تمثیلی رجحان کی کمی ہے البتہ اس کی بھرپائی کنایہ اور اشارہ سے ہو جاتی ہے

بجھائی آگ تو روشن ہوا دھواں سا کچھ
ہمارے ہاتھ میں آیا ہے رائگاں سا کچھ

عکس کیا دیدۂ تر میں دیکھا
ہم نے دریا کو بھنور میں دیکھا

تقریباً ہر شاعر کی طرح ہمدم کاشمیری کے یہاں بھی حسن و عشق کے تذکرے ملتے ہیں لیکن کچھ اس طرح جیسے یہ سب ماورائی ہوں۔ اور زمینی حقیقت اُن سے بہت مختلف ہے۔ بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ حسن و عشق کے تذکرے ہر دور میں مختلف انداز اور پہلو بدلتے رہے ہیں۔ جانؔ صاحب چوما چائی اور کنگھی چوٹی میں مصروف رہے۔ میرؔ زندگی بھر سوز و گداز سے لطف اندوز ہوتے رہے غالبؔ حسن و عشق کو فلسفیانہ اُلجھاؤ سے سرفراز

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

کرتے رہے۔ مومنؔ ہجر یار کی دعا مانگ کر برعکس تاثیر کی تمنا کرتے رہے۔ حسرتؔ حسن بے پروا کو خود بین و خود آرا کر کے شرمندگی اور افسوس ظاہر کرتے رہے اور اخترؔ شیرانی، دیس سے آنے والے کے ذریعہ اپنے معشوق کی پل پل عاشقانہ جاسوسی کرتے رہے۔ ہمدم اس سروکار میں بڑی احتیاط سے کام لیتے ہیں اور عزتِ نفس کی حفاظت کرتے ہوئے کہتے ہیں :

تجھ سے دو باتیں ہوں تیرے لہجے میں
شہرِ غزل میں ورنہ میرا کام نہ تھا

ہائے کیا لوگ تھے جو جوش و جنوں رکھتے تھے
اب کوئی لطف نہیں چاک گریبانی میں

ہمدم کاشمیری کی فکر، زبان، اظہار اور قبولیتِ شعر کو مختلف اردو علاقوں کے زمانۂ قیام میں عروج حاصل ہوا اور غالباً وہیں سے ان کے یہاں مشق و مزاولت کے سبب شعروں میں لفظوں کے صحیح مقام کی شناخت اور مترادفات میں انتخاب کی سوجھ بوجھ پیدا ہوئی۔ وہ اپنے شعروں میں بھاری بھرکم الفاظ کے بجائے تنافُر حروف سے عاری ایسے الفاظ کا استعمال کرتے ہیں جو ہمہ پہلو اور پُر معانی ہوں :

لوگ کیسے مرا یقیں کرتے
جھوٹ میرے بیاں میں تھا ہی نہیں

سوچتا ہوں کہاں کہاں جاؤں
زندگی بٹ گئی ہے خانوں میں

کر گئی آخرش مجھ کو میری انا
دوستوں سے جُدا، کارواں سے الگ

یہ بات لائقِ تحسین ہے کہ ہمدم کاشمیری بسلسلۂ ملازمت اپنے وطن سے دُور

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

رہنے کے باوجود اپنی زاد بوم کو نہیں بھولے اور اپنے شعروں میں کہیں بطور استعارہ، کہیں بطور تلمیح اور کہیں براہِ راست بیانیہ کے طرز پر یاد کرتے رہے۔ آج بھی وہ غافل نہیں ہیں :

رہیں گے آخر دریچہ وبام اُداس کب تک
کہاں گئے ہیں گلی سے اپنی جوان سارے

ہمدم کاشمیری ماضی بعید وقریب اور حال کے قدیم وجدید لہجے کے تمام معتبر اور ثقہ شعراء سے واقف ہیں اور ان کے دستیاب شعری مجموعے اُن کی لائبریری کی زینت بنے ہوئے ہیں جن سے وقتاً فوقتاً لطف لیتے رہتے ہیں اور انتہائی سادگی سنجیدگی اور خاموشی کے ساتھ فکرِ شعر میں غرق رہتے ہیں، گویا قطروں کو جوڑ کر سمندر تخلیق کرنے کی مشق کرتے رہتے ہیں۔

☆☆☆

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

ISBN 978-93-87829-52-7

978-93-87829-52-7
www.ephbooks.com

es Collection Srinagar. Digitized by eGangotri